

ماہنامہ نئی زندگی آباد ۱۹۴۶ء کا

# خاص پاکستان نمبر

مُتَبَّہ  
ڈاکٹر سید محمود



دارالفضل رنج بخش  
۵۵ - حکیم محمد موسیٰ روڈ  
ارٹو و روڈ گالٹھی، لاہور

# نئی زندگی

الہ آباد ۱۹۳۶ء

جلد ۶

نمبر ۱

## خاص (پاکستان) نمبر

مترجمہ — ڈاکٹر سید محمود

### مضامین

پاکستان کیا ہے؟	مولانا حسین احمد مدنی
پاکستان پر اجتماعی نظر	ڈاکٹر راجندر پرشاد
پاکستان پر بیرونی مسائل	ڈاکٹر سید عبداللطیف
پاکستان پر ایک نظر	مولانا حفص الرحمن
پاکستان کی نفسیات	قاسمی عبدالغفار
پاکستان	حفیظ احمد شگوری
پاکستان کا نیم البدل	سر آر وینر ڈول
پاکستان کے خلافت مندرجہ مسئلہ	عبدالحکیم خان
تقسیم کشمیر طے شدہ پر اور دیگر	انیس الرحمن

# جھوٹ کی سیاست

رسالہ نئی زندگی (پاکستان نمبر) پر بے لاگ تبصرہ

نقش اسلام  
نقد و نظر

WWW.NAFSEISLAM.COM

علوی گنج بخش قادری ضیائی

## انتساب

اپنے محسن و مرشد  
حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ  
مرحوم و مغفور  
کی

نذر

جن کی ساری زندگی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اور

اولیاء اللہ کی تعلیمات کے فروغ میں گزری

اور

جو ساری عمر مملکت خداداد پاکستان کے دشمنوں

کے خلاف دَ ا مے دِ ر مے ق د مے مُنخنے جہاد کرتے رہے۔



اسلام کے لغت کا سخت ترین لفظ "اعتق" ہے جس کے معنی رحمت پر داناں سے دوری و محرومی کے ہیں۔ قرآن مجید میں شیطان کو اس کا مستحق گردانا گیا ہے اور اس کے بعد یہودیوں، کافروں اور منافقوں کو اس کی وحید سنائی گئی ہے البتہ کسی مؤمن کو کذب یعنی جھوٹ کے سوا اس کے کسی فعل کی بناء پر لعنت سے یاد نہیں کیا گیا۔

مؤطا امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) میں صفوان بن مسلم تابعی (رحمۃ اللہ علیہ) سے مرسل روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ کیا کوئی مسلمان نامزد بھی ہو سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر پوچھا کہ بخیل بھی ہو سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں! کیوں نہیں؟ اس کے بعد دریافت کیا جیسا بھی ہو سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں! ہرگز نہیں!

اسی طرح مسند امام احمد بن حنبل (رحمۃ اللہ علیہ) میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت القدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اودھ کو سا کام ہے جو انسان کو جنت کی طرف لے جاتا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بچ یونا! کیونکہ بندہ جب بچ یونا ہے تو نیکی کا کام کرتا ہے اور جو نیکی کا کام کرتا ہے وہ ایمان سے بھرپور ہوتا ہے اور جو ایمان سے بھرپور ہو اودھ کو یا جنت میں داخل ہو گیا۔ اس شخص نے مزید پوچھا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) دوزخ میں لے جانے والا کام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جھوٹ یونا! اس لئے کہ بندہ جھوٹ بولے گا تو گناہ کے کام کرے گا اور جب گناہ کے کام کرے گا تو کفر کرے گا اور جو کفر کرے گا وہ دوزخ میں جائے گا۔

برصغیر کے نامور عالم دین شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ خیر الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! مجھ میں چار بری عادتیں ہیں: شرابی ہوں، زانی ہوں، چور ہوں اور جھوٹ بولتا ہوں! ان میں سے فقط ایک برائی کو آپ کی خاطر چھوڑ سکتا ہوں۔ بادی برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔ اس نے وعدہ کر لیا کہ اب جھوٹ نہیں بولوں گا۔ دن گزرا اور رات شروع ہوئی تو اس کی طبیعت شرابی نوشی اور حرام کاری کی طرف مائل ہوئی لیکن معا خیال آیا کہ صبح جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم احتضار فرمائیں گے کہ رات تم نے شراب پی اور دن کے مرتکب ہوئے تو کیا جواب دوں گا؟ ہاں کہی تو شراب نوشی و حرام کاری کا سزاوارہ ٹھہروں گا اور اگر انکار سے کام لیا تو جھوٹ ہوگا اور وعدہ خلافی ہوگی۔ پس یہ سوچ کر اس نے شرابی پی نہ فعل بد کا ارتکاب کیا۔ کافی رات گزرنے پر اس نے چوری کے ارادہ سے گھر سے لٹکے کی کوشش کی تو دل نے کہا کہ صبح رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رو بہ چوری کرنے کا اقرار کرو گے تو ہاتھ کئے گا اور جھوٹ سے کام لیا تو ایذا کی عہد پر حرف آئے گا۔ چنانچہ اس نے تہذیب میں چوری کے جرم سے بھی باز رہا۔ صبح ہوئی تو عالم چٹائی میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر اس نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے جھوٹ کیا چھڑا دیا میری باقی بری عادات بھی جاتی رہیں۔ حضور سرور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کی اس بات سے بہت خوش ہوئے اور اس کے حق میں دعا کے خیر فرمائی۔

### سچ کی عادت نہیں جتنہیں

ان تمہیدی کلمات کی صداقت سے انکار ممکن نہیں۔ میرا اس موقع پر انہیں بیان کرنے کا مقصد درحقیقت ان علمائے دہلیہ کے مذموم دستور گردار کو بے غائب کرنا ہے جو خود کو دینی الٰہی مسلک کا علمبردار کہتے ہیں مگر بہیم جھوٹ بولنا اور پھر اس جھوٹ کی مختلف شیطانی تاویلیں کر کے انہیں چھپانے کی بار بار کوشش کرنا جن کا شیوہ ہے۔ اس میدان میں آپ کو وہابی علماء بھی ان کے ہمسرہ و ہم عصر ہیں۔ ان وہابیوں کا دعویٰ ہے کہ وہ غیر مقلد ہیں مگر وہ خود محمد بن عبد اللہ آپ کی تقلید کرتے ہیں جو ان قیم کا مقلد ہے۔ ان قیم ابن حبیب کی اور ان قیم امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتا ہے۔ گویا ان کا غیر مقلد ہونے کا دعویٰ سراسر جھوٹ پر مبنی ہے اور محض سیاست۔

اس میں کلام نہیں کہ ان ہر دو مسلک کے اکثر علماء کے گردار میں ماسوا جھوٹ کے کچھ نظر نہیں آتا۔ یہ حضرات اپنی تحریکوں و دعویٰ اور تحریروں میں جس کام یا چیز کو حرام کفر اور ناجائز کہتے ہیں خود اس کے عامل و خورک ہیں۔ مثلاً اولیائے کرام کے مزاروں پر حاضری دینے اور ایصال ثواب کی خاطر سوئم اور چہلم وغیرہ کو ہندوؤں کی ریتیں بتاتے ہیں لیکن خود موقع بہ موقع انتہا بات کے دنوں میں رائے و ہندکان کی توجہ کا مرکز بننے اور دوٹ حاصل کرنے کے لئے مزاروں پر جا کر چادریں چڑھاتے ہیں دیکھیں تقسیم کرتے ہیں اور آغا خانوں کے لئے معفرت کی دعا کرتے اور ان کے ہاں سوئم اور چہلم میں چلے جاتے ہیں۔

پاکستان کے لاریب و اتنا گنج بخش علی جوہری رحمۃ اللہ علیہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ چچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ بابا بھٹہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ایسے ہزاروں اولیاء اللہ بزرگان دین اور قلندران طریقت کی دین ہے جنہوں نے اس برصغیر میں شانہ روز اسلام کی تبلیغ کی دو قوی نظریے کو متعارف کرایا اور باہمی الفت و یکا نگت کے دریا بہا دیئے۔ دہلی ہندی و وہابی علماء ان اولیائے کرام و صدقائے عظام کے روحانی تصرفات کو نہیں مانتے مگر اپنے نالوثویوں اور شیخ الہندیوں کی ایسی ایسی کرامات بیان کرتے ہیں کہ بسا اوقات انبیاء کے معجزوں اور ان کے علم غیب کو بھی پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ دراصل ان کے بڑے جس کام کو کفر سے تعبیر کرتے اور حرام گردانتے تھے ان کے چھوٹے اسی کو حلال اور ثواب سمجھ کر کرنے میں قطعی عار محسوس نہیں کرتے۔ اس پر مستزاد انہیں سچ بولنے اور سچ سننے کی عادات نہیں رہی۔ شاعر نے شاید ایسے ہی لوگوں کے لئے کہا ہو کہ

ع شرم مگر تم کو نہیں آتی

### ’وہ پاکستان کو پلیدہستان کہتے ہیں‘

تاریخ کی یہ بھی ایک مسلمہ سچائی ہے کہ دہلی ہندی اور وہابی علماء کی ایک اکثریت پاکستان کی تحریک اور اس کے قیام کی شدید ترین مخالف تھی اور آج کے مولانا فضل الرحمن کے والد مفتی محمود دہلی ہندی تو دم و انہیں تک خیر یہ کہتے رہے کہ ”شکر ہے ہم پاکستان

ہمارے کے گناہ میں شریک نہیں تھے۔ اور جمعیت علماء اسلام کا مولوی غلام غوث ہزاروی اپنے خطابات میں اکثر کہا کرتا تھا کہ ”لوگو! جناح قائد اعظم نہیں کید اعظم ہے“ کید یعنی کمر۔ یہ تلخ بیانی اپنی جگہ ہے۔ دیوبندی اور وہابی جو ایک ہی تھیلی کے چنے بنے ہیں اور کسی بات پر جھج بولیں یا نہ بولیں مگر ان کا یہ اعتراف ہرگز کذب نہیں کہ وہ قیام پاکستان کے بدترین مخالف تھے۔ جی سہ کہ کبھی کبھی ضمیر غلامت کرے تو جھجکیوں پر آ ہی جاتا ہے۔

دستاویزات اس امر کی شاہد ہیں کہ ۱۹۴۶ء میں جب تحریک پاکستان اپنے عروج پر تھی اور تقسیم ہند کے خواب کی تعمیر پختی دکھائی دینے لگی تھی، دیوبندی اور وہابی علماء ایک گونہ پاگل ہو چکے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ہم پاکستان کو پلیدستان سمجھتے ہیں۔ (خطبات احرار ص ۹۹) یہ خطابات کا زمانہ تھا جو تقسیم ہند کے معاملہ میں فیصلہ کن حیثیت رکھتے تھے مگر ان پاکستان دشمن علماء نے ہندو کانگریس اور گاندھی و نہرو کا ساتھ دیتے ہوئے یہاں تک زبان درازی کی کہ جو لوگ ”مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سوار ہیں اور سوار کھانے والے (چندستان ص ۱۳۰) صیب الرحمن لدھیانوی نے کہا کہ دس ہزار جینا (جناح) جو اہل لالہ نہرو کی جوتی کی ٹوک پر قربان کے جا سکتے ہیں (چندستان ص ۱۳۵) دیوبندیوں کے امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری نے پیر و کانفرنس ۱۹۴۶ء میں دعویٰ کیا کہ پاکستان بننا تو دور کی بات ہے کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جتا جو پاکستان کی اپ بھی بنا سکے (تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص ۸۸۳) رئیس الاحرار چودھری افضل حق نے لکھا ”اکتوں کو بیوکمتا چھوڑ دو اور کاروان احرار کو اپنی منزل کی طرف بڑھنے دو“ احرار لیگ کے پاکستان کو پلیدستان سمجھتے ہیں۔ (خطبات احرار ص ۹۹)

**اُف! یہ گاندھیوی علماء**

دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی جنہوں نے اپنے مکتب فکر سے ہٹ کر قیام پاکستان کی جدوجہد میں حصہ لیا اور اپنے ہی دیوبندیوں اور وہابیوں کی طرف سے ”انگریز کا ایجنٹ“ کے الزامی خطاب سے نوازے گئے راقطراز ہیں کہ حضرت مولانا محمود الحسن (صدر مدرس دارالعلوم دیوبند) ایک موٹر میں سوار تھے اور ان کے ساتھ بعض کانگریسی مسلمان لیڈر بھی موجود تھے جس وقت حضرت کا موٹر چلا تو ایک دم ”اللہ اکبر“ کا نعرہ بلند ہوا۔ اس کے بعد ”گاندھی کی ہے“ مولوی محمود حسن کی ہے“ کے نعرے بلند ہوئے (الافاضات الیومیہ ج ۵ ص ۲۵۵) اور یہ نعرے لگانے والے وہی لوگ تھے جو نعرہ تکبیر کے بعد نعرہ رسالت کو شریک کہتے ہیں اور جنہوں نے تحریک خلافت کے زمانہ میں گاندھی کو منبر مسجد پر رونق بخش دی تھی اور خود اس کے چرنوں میں بیٹھ کر دعا گو ہوئے تھے کہ اے اللہ! گاندھی کے ذریعہ اسلام کو سر بلندی عطا فرما (نعرہ بلند) اور تحریک پاکستان کی مخالفت کے دنوں میں یہ شعر ہر دیوبندی اور مولوی کے گلے کا تھوڑ تھا۔

کوئی قادری ہے کوئی سہروردی

مرا فخر یہ ہے کہ میں گاندھیوی ہوں

مولوی مظہر علی انکبہر احراری نے حسین احمد دیوبندی کی تقلید میں قائد اعظم کو ”کافر اعظم“ کہا۔

اک کافر کے واسطے اسلام کو چھوڑا  
یہ قائد اعظم ہے کہ ہے کافر اعظم

اس لئے مولانا ظفر علی خان کو جواب میں کہتا ہوں

گالیاں دے جھوٹ بول اہرام کی ٹولی میں مل  
نکتہ یوں ہی ہو سکے گا حل سیاسیات کا

### ..... اور ان کے شیخ الاسلام

انہوں کا مقام ہے کہ آج پاکستان کو اسی دور کی منحوس صورتحال کا سامنا ہے جو پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پیشتر تھی۔ دیوبندی وہابی اور اہرامی سب مل کر تحفظ پاکستان کے خود ساختہ نعرے کی آڑ میں جس قسم کا جھوٹ عرصہ دراز سے بول رہے ہیں اور جھوٹ کی سیاست کر رہے ہیں الامان والحقید۔ ان میں سے ہر لیڈر کو یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ قیام پاکستان کی تحریک میں اس کا یا اس کے بڑوں کا خون شامل ہے حالانکہ ان کے باپ دادا نے جس قسم کی "قربانیاں" دیں وہ تاریخ کے اوراق پر ثبت ہیں اور جنہیں پڑھیں تو عرق انفصال سے گرد نہیں جھک جاتی ہیں۔ تحریک پاکستان کی بنیاد اور روح رواں دو قومی نظریہ تھا لیکن دیوبندیوں کے گروہ کفالت حسین احمد نے جسے اس کے بچہ و کار "شیخ الاسلام حسین احمد مدنی" لکھتے ہیں انتہاء پسند ہندو لیڈروں اور ان کی سیاسی جماعت کانگرس کو خوش کرنے کے لئے متحدہ قومیت کا نعرہ لگایا اور ان کی کاسہ لیس کرتے ہوئے یہاں تک مدح سراہی کی کہ ہندو اور مسلمان ایک قوم ہیں۔ حسین احمد دیوبندی نے یہ بھی کہا کہ قومیں اوطان سے بنتی ہیں مذہب سے نہیں۔ ان کا یہ نظریہ اسلام کے سراسر خلاف تھا۔

حسین احمد دیوبندی نے اپنے اس پاکستان مخالف نظریہ کو ثابت کرنے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں اور توانائیاں صرف کر دیں قرآن مجید فرقان حمید کی واضح اور کھلی آیات مقدمہ اور منشور سرور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحیفہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یعنی یشاق مدینہ کو لے لے سیدھے مافی پہنکار اپنی جھوٹی اور غلط بات کو سچ اور درست منوانے کی سرتوڑ کوششیں کیں اور اسی کی آڑ میں آل انڈیا مسلم لیگ کی تحریک پاکستان اور مسلمانان ہند کے ہر محویر رہنما قائد اعظم محمد علی جناح کو دن رات سلواتیں سناتے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا یہاں تک کہ کانگرس کے خرچے پر ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کے دورے کئے اور اپنے زیر اثر وہابی اور دیوبندی مولویوں کی مدد سے رائے عامہ کو اپنے اور ہندو کانگرس کے حق میں استوار کرنے کی ہر ممکن تدبیر کی جس پر اس کے متحدہ قومیت کے غلط نظریے اور وطنیت کے باطل عقیدے کے خلاف مجبور ہو کر عامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو کہنا پڑا۔

بچم ہنوز نداند رموز دین و دہ

ز دیوبند حسین احمد چہ بوا بھی است

سرود ہر منبر کہ ملت از وطن است

چہ بے خبر مقام محمد ﷺ عربی است  
مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست  
اگر ہو او نہ رسیدی تمام بولہی است  
مولانا ظفر علی خاں نے بھی حسین احمد دیوبندی کے متحدہ قومیت کے نظریہ کو اسلام کی روح کے منافی قرار دیا اور کہا۔  
کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ملت ہے وطن سے  
حالانکہ ہے فرمودہ شاہ دوسرا اور  
اور خان اصغر حسین خان نظیر لدھیانوی نے حسین احمد دیوبندی کی جھوٹی فکر کو یوں بے نقاب کیا۔

ہاں حسین احمد ہی شیخ الہند تھا کل تک ضرور  
آج ہے لیکن مقام مصطفیٰ ﷺ سے بے خبر  
مسجد نبوی ﷺ میں جو کل تک رہا گرم بخود  
وار دھا کے آشرم میں جھک گیا آج اس کا سر

یاد رہے کہ اسی حسین احمد دیوبندی نے اکتوبر ۱۹۴۵ء میں اپنے ایک فتویٰ میں آل انڈیا مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو  
حرام کہا اور قائمہ اعظم کو ”کافر اعظم“ کا لقب دیا تھا اور اس کے اسی فتویٰ کی تشہیر میں وہابی اور دیوبندی علماء ماسوا چند ایک کے جن پر  
انہی دیوبندیوں کا الزام ہے کہ وہ انگریز کے پچھو تھے دو قومی نظریے اور قیام پاکستان کے خلاف ایک طوفان بد تیزی برپا کئے رکھا۔

### ان کا جھوٹ ان کی سیاست

حسین احمد دیوبندی ہو کہ اس کے زیر اثر دیگر علمائے دیوبند یا وہابی مولوی ہوں تحریک پاکستان کے خلاف ان کی تحریریں  
اور بیانات ریکارڈ پر ہیں۔ ان کے بڑوں نے متحدہ قومیت کا نعرہ لگاتے ہوئے نظریہ پاکستان کو جس طرح سے جھوٹ بول بول کر  
جھٹلایا آج ان کے چھوٹے اس جھوٹ کو تاریخی طور پر سچ ثابت کرنے کے لئے پاکستان میں اپنی سیاست کی دکان چمکانے کے لئے  
مذہب کی آڑ لے کر وہی کھیل دوبارہ کھیل رہے ہیں اور یہ کہہ کر نئی نسل کی آنکھوں میں کذب و افتراء کی دھول جھونکی جا رہی ہے کہ  
گویا وہی پاکستان کو نمود و بہودہ نصاریٰ کی سازشوں سے بچا سکتے ہیں حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ دیوبندی علماء قیام پاکستان  
کے نہ پہلے حامی و موید تھے نہ اب ہیں۔ جھوٹ بولنا ان کی مرضی میں شامل ہے۔ وہ بظاہر دین و سیاست میں مفاہرت کو اسلام کے  
منافی گردانتے ہیں مگر ان کے نزدیک ”جھوٹ اور سیاست“ ایک دوسرے کے مترادف ہیں۔ ایسی سیاست سے جو دین کے تابع ہو  
ان کو اور نہ ان کے بڑوں کو کبھی دلچسپی تھی۔ انہوں نے باطن دین کو اپنی سیاست کے تابع کئے رکھا اور سادہ لوح پاکستانی مسلمانوں  
کے جذبات سے اب تک کھیلتے چلے آ رہے ہیں۔

تقسیم ہند سے قبل ان دیوبندی اور وہابی مکاتب فکر کا کردار کیا تھا؟ اس کی اصلیت جاننے کے لئے رسالہ ”نئی زندگی“ الہ آباد کا ایک خاص نمبر جسے ۱۹۴۶ء میں ”پاکستان نمبر“ کے زیر عنوان شائع کیا گیا تھا اب دوبارہ منظر عام پر لایا جا رہا ہے۔ اس اشاعت خاص کی حیثیت ایک دستاویز کی ہے اور ایسی دستاویزات نہ صرف نئی نسل کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں بلکہ اہل تحقیق کے لئے ماضی قریب کے مطالعہ میں حال پر نظر رکھتے ہوئے مستقبل کی راہیں دکھانے کے بھی کام آتی ہیں۔

نئی زندگی کا یہ خاص نمبر مدبران کے دعویٰ کی رو سے کہنے کو تو ”پاکستان نمبر“ ہے لیکن اس جریدہ میں شامل تمام مضامین درحقیقت تقسیم ہند اور دو قومی نظریے کی ضد میں لکھے گئے۔ یہ تحریرات تحریک پاکستان کی مخالفت میں ہیں اور ان کا مقصد پاکستان کے امکانی وجود کی برخود غلط تشریح کرنا اور اس کے قیام کو روکنا تھا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس جریدے کا ایک بھی مضمون نظریہ پاکستان کی حمایت میں نہیں یہاں تک کہ اس خصوصی اشاعت کو غیر جانبدار ثابت کرنے کے لئے رسالہ کے آخر میں پاکستان کی اس دور کی زیر بحث پانچ اہم اسکیموں ڈاکٹر سید عبداللطیف کی اسکیم، علی گڑھ اسکیم، سکندر حیات اسکیم، اسد اللہ اسکیم اور ایک پنجابی کی اسکیم کو شامل اشاعت کیا گیا ہے مگر ہر اسکیم کے آخر میں اس کے نقائص تلاش کر کے اسے رد کرنے کی ترکیب آزمائی گئی ہے یعنی یہ باور کرایا گیا ہے کہ پاکستان کا قیام کسی صورت مناسب نہیں چنانچہ ان محضوایات کی روشنی میں نئی زندگی کے اس ”پاکستان نمبر“ کو متحدہ قومیت نمبر یا ”اکھنڈ بھارت نمبر“ کہا جاتا تو بہتر تھا۔

### پاکستان نمبر نہیں، متحدہ قومیت نمبر کیلئے

نئی زندگی (پاکستان نمبر) کے مدیر ڈاکٹر سید محمود کا اپنا بیان ہے کہ انہوں نے اس اشاعت خاص کی ادارت کے فرائض بادل نخواستہ قبول کئے۔ رقمطراز ہیں۔

”میرا نام اس نمبر کے ایڈیٹر کی حیثیت سے بغیر میری اطلاع کے چھاپ دیا گیا۔ مجھے اس کی خبر بہت دیر میں ملی۔ اس وقت انکار بیکار تھا۔ میں اس کا اہل نہ تھا اور نہ مجھے فرصت تھی۔ میں ان کے اصرار پر یہ نوٹ ریل میں لکھ رہا ہوں۔ نہ تو میں نے مضامین دیکھے ہیں اور نہ ان کو پڑھا ہے اس لئے ان کے متعلق کچھ بھی نہیں لکھ سکتا۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ بڑے بڑے نامور اہل قلم حضرات نے پاکستان کے ہر پہلو پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ ایسے حضرات کا نام ہی اس امر کی ضمانت ہے کہ یہ مضامین بڑے پایہ کے ہوں گے۔“

(پیش لفظ۔ صفحہ الف)

ان بڑے بڑے نامور اہل قلم حضرات میں مولانا حسین احمد مدنی، ڈاکٹر راجندر پرشاد، مولانا حفیظ الرحمن، قاضی عبدالغفار طفیل احمد منگھوری، سر آدیش دلال، عبدالجید خان اور انیس الرحمن (ایڈیٹر) شامل ہیں جو سب کے سب کانگریسی اور متحدہ قومیت کے علمبردار تھے۔ اس کے باوجود مدیر پاکستان نمبر سید محمود کا کہنا ہے کہ:

”میری خواہش تھی کہ یہ نمبر یک طرفہ نہ ہو بلکہ مختلف خیال حضرات کے مضامین شائع ہوں تاکہ ناظرین کو

میں نے اس وقت تک اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی کہ وہ میری طرف سے کتنی پریشان ہو گیا ہو گا۔

[illegible][illegible]

”بدقسمتی سے مسلمانوں کا ایک معتد بہ گروہ پاکستان کو اسلامی حکومت کا مترادف سمجھتا ہے اس لئے جو مسلمان اس کی مخالفت کرتا ہے وہ ان کے خیال میں اسلام دشمنی کرتا ہے۔“ (صفحہ ۲)

☆

”اے قوم! اس مسئلہ میں بحث نہ کرو، چاہے تم کاٹھ و کرکوس کا کچھ نہ ہو، مگر واقعی طور پر میں نے تم کو دیکھ کر اس کے لئے مفید تجویزوں کا اسی وقت سے نہ صرف اس کا حافی ہو جاؤں گا بلکہ اس کے حاسن و کسریٰ کی وضاحت کی کوشش کروں گا۔“ (سفرِ نب)

[illegible]













ہے کہ سب کھانا اور سونے سے گھر میں لایا جائے۔ اور اس سے زندگی ایسی نعمت چھین کر کچل کر قتیقہ عورتوں کو خیر و اور پڑھے  
 ہیں کہ سب سہارا کر دیا جائے۔ اسلام تو پیار اور محبت کو حامی کرنے کا درس دیتا ہے۔ یہ دین انسانیت ہے اور اس میں کسی سے کفر  
 حق کرنے کی گنجائش ہے۔ یہاں پر یہ ہے کہ ایک کٹر کٹر مسلمان جس کی مسلمانی خود بھی حرام موت مرے اور دوسروں کو بھی خود  
 ہوں یا عیسائی یہودی ہوں کہ اپنے حق قومی ہدایوں میں سے ٹھیکہ دانی نہیں کرتے۔ موت کے لمحہ کے لیے وہ اپنے گھر کے دروازے پر  
 کوئی تمیز نہ رہنے دے۔ اس پر مکتبہ اعلیٰ دہلی کے مولانا ابوالحسن علی Nadwi نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کے لیے موت کے لمحہ کے لیے  
 جن کی دیکھا دیکھی دوسرے فرقوں نے بھی اپنی اپنی "جہاد" کی گنجائش ہے۔ اس میں سب سے زیادہ اہم جہاد حق کا دفاع ہے۔ حق  
 کوئی تعلیم نہ دے گا۔ جہاد حق کی حقیقت میں ہر شخص کو سمجھنی ہے۔ اس کی اہمیت میں اس کی اہمیت میں اس کی اہمیت میں اس کی اہمیت میں  
 پاکستان میں کہ ہر شخص جہاد کی تعلیم ایک دھڑلے سے دے گا۔ اس میں اس کی اہمیت میں اس کی اہمیت میں اس کی اہمیت میں  
 کے پاس میں سب کا رخ ہے۔ میں یہ دیکھتا ہوں کہ ہر شخص جہاد کی تعلیم دے گا۔ اس میں اس کی اہمیت میں اس کی اہمیت میں اس کی اہمیت میں  
 اس جہاد کی تعلیم کا حلقہ ہر شخص سے ہے۔ ہر شخص اس میں سب کا رخ ہے۔ میں یہ دیکھتا ہوں کہ ہر شخص جہاد کی تعلیم دے گا۔ اس میں اس کی اہمیت میں اس کی اہمیت میں اس کی اہمیت میں  
 ہے۔ انھوں نے ہوں کہ ایک نامور دینی موجد نے فرمایا ہے کہ ایک مسلمان پہلے شیعہ کی جنگ آوازوں کی پالیسی پر سب کا رخ ہے۔ میں یہ دیکھتا ہوں کہ ہر شخص جہاد کی تعلیم دے گا۔ اس میں اس کی اہمیت میں اس کی اہمیت میں اس کی اہمیت میں  
 کے بعد جہاد کے بارے میں اور اب جہاد جانی ہوں سے اسے وہاں پر لکھا ہے کہ اس کے لیے کاپی اس کے لیے  
 محتاج کر رہا ہے۔ اس پر ایک ایک انداز میں سے ایک کتاب میں پڑھا تھا۔ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اب کڑ کا عرصہ تھا اور میرے  
 دوا کے کاٹھی وغیرہ سے اس کا نام لیا تھا۔ آج میں یہ دیکھتا ہوں کہ جہاد کی تعلیم میں ہوتے ہیں۔ اس میں اس کی اہمیت میں اس کی اہمیت میں اس کی اہمیت میں  
 کا شگوفہ ہزاروں کے ساتھ یہ دیکھتا ہوں کہ ہر شخص جہاد کی تعلیم دے گا۔ اس میں اس کی اہمیت میں اس کی اہمیت میں اس کی اہمیت میں  
 پر وہ جہاد اور دہشت گردی کے درمیان میں ہے اور اسلام اور پاکستان کے نبی خواہیں اور دشمنوں میں چھوٹا کاٹتا ہے۔

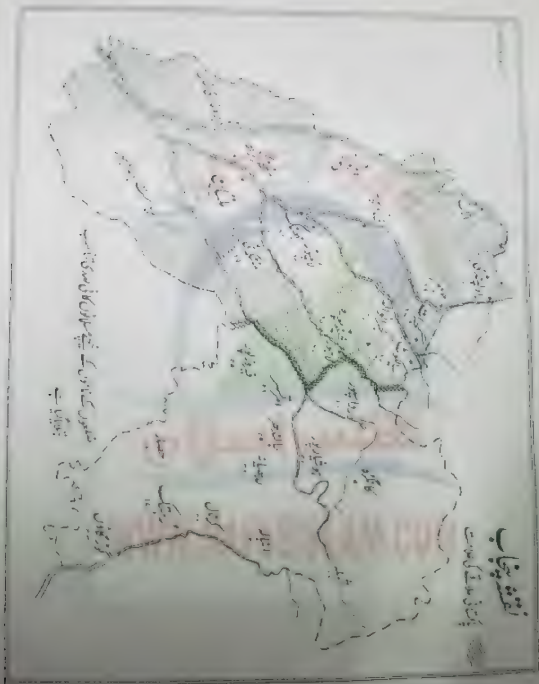
## پاکستان دشمن عناصر کو پہچانئے

یہ عرض کرنے میں مجھے ہولی ہے کہ پاکستان اس وقت تاریخ کے ایک نازک ترین عرصہ پر جا رہا ہے اور قریب قریب اس  
 "پاکستان فہرست" کی دوبارہ شمت میں بار بار ہم سب کی توجہ کی متقاضی ہے کہ تحریک و تہذیب پاکستان کے مخالفوں اور حریفوں میں  
 تقریق کریں اور اس جہد کے اندر وہ پچھلے میں ہر شخص کریں جو آج کا دور ہے۔ یہ وہ دور ہے جو ہر شخص کی توجہ کی متقاضی ہے کہ تحریک و تہذیب پاکستان کے مخالفوں اور حریفوں میں  
 بدنام اور انگریز کے دہلیز تھے۔ انگریزوں سے دہلی داری کا دور تو ختم آج بھی نہیں ہے۔ ذرا سے پیار ہوں تو خدا کو بھول کر دہلیز  
 ہوسے علاقہ کی خاطر امر ایسے اور بڑھاپے کا رخ کرتے ہیں۔ جہاد کو خود پر فرض سمجھتے ہیں نہ اپنی آل اور اولاد پر۔ دینی تعلیم کے لئے  
 دوسروں کو دہلیز میں ہر شخص کے اپنے بیٹے اور بیٹیاں انگریزی سکولوں و کالجوں اور امریکہ و برطانیہ کی یہ ہزار ہستیاؤں میں پڑھتی  
 ہیں۔ انہیں یہ بات دہلیز ہزاروں اور ہزاروں کی تھامیروں کے ہارے ہارے توڑنا ان کے نزدیک جہاد ہے البتہ نہیں دہلیز ہزاروں میں





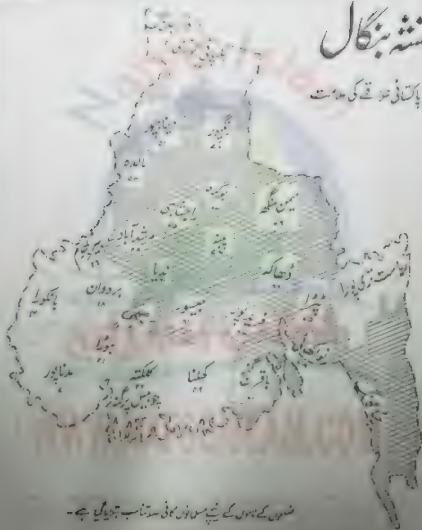






# نقشہ بنگال

پاکستان کے قیام کی حالت



مضامین کے ہر صفحہ پر نویسنہ کی سزا سب سے پہلی ہے۔

نئی زندگی

# خاص (پاکستان) نمبر

ترجمہ: ڈاکٹر سید محمود

فہرست مضامین

پیش لفظ ..... ڈاکٹر سید محمود ..... (۱)

کتاب اول:-

- ۱ ..... سید انیس الرحمن ..... (۱)
- ۱۴ ..... " ..... (۲)
- ۳۲ ..... " ..... (۲)

کتاب دوم:-

- ۱ ..... پاکستان کیا ہے؟ ..... مولانا سید حسین احمد مدنی ..... (۱)
- ۲۱ ..... پاکستان پر ایک نظر ..... مولانا حفظ الرحمن سیوہاردی ..... (۲۱)
- ۳۸ ..... پاکستان ..... مولانا سید حسین احمد منگھوری ..... (۳۸)
- ۶۰ ..... پاکستان کی نفسیات ..... قاضی عبدالغفار ..... (۶۰)
- ۶۴ ..... پاکستان کا نظم ابدل ..... سرآر دیشور داس ..... (۶۴)
- ۷۲ ..... پاکستان کے خلاف چود نکات ..... پرنسپل سر محمد امجد علی خان نورین کریمین کالج لاہور ..... (۷۲)
- ۷۷ ..... پاکستان، ہندوستان کی دائمی دشمنی ..... سید علی خمیر ..... (۷۷)
- ۸۲ ..... تباہ کن نظریے اور توحید کے ساتھ ساتھ ہندو کا عداوت کا عقیدہ ..... مولانا محمد میاں ..... (۸۲)
- ۹۸ ..... پاکستان کے متعلق بریلی رستے ..... ڈاکٹر سید محمد لطیف حیدر آباد ..... (۹۸)
- ۱۰۵ ..... پاکستان پر اجتماعی نظر ..... ڈاکٹر راجندر پرستاد ..... (۱۰۵)
- ۱۳۷ ..... پاکستان کی مختلف اسکیپس ..... دارد ..... (۱۳۷)











# کتابِ اوّل

پاکستان حل نہیں ہے

از — انیس الرحمن

پہلا باب

تقسیم کس طرح ہو

دوسرا باب

پاکستان میں صنعت و حرفت کی ترقی کے امکانات

تیسرا باب

پاکستان کی مالیات



# از خواب گراں خیز

فریاد ز افگمت و دل آویزی افگمت  
فریاد ز شیرینی و پرویزی افگمت  
عالم همه ویرانه ز چنگیزی افگمت

مبارحم! باز به تعمیر جہاں خیز

از خواب گراں خواب گراں خواب گراں خیز

از خواب گراں خیز

امثال

## پہلا باب

# تقسیم کس طریقے پر ہو

نفس ————— عید اہل الرحمن

ہندوستان کی قوم کے مطالعے کے ساتھ ہی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تقسیم کیسے ہو۔ کچھ یہ کہ ہندوستان میں مسلمانوں اور انگریزوں کی تقسیم ہے اور جن فرقہ دارانہ بنیادوں پر نہیں۔ اور نہ کسی دوسری تمدنی بنیاد مثلاً زبان وغیرہ کے اصولوں پر ہے اس کی بنیاد اصل حاکموت کی انتظامی صورتوں کے سوا اور کچھ نہیں۔ مثلاً مدراس کے صوبے میں چار زبانیں بولنے والے تھے تامل، یعنی تامل، انگلو، حیدر آباد، اور گجراتی، اسی طرح صوبہ ممبئی میں گجراتی، اور گجراتی میں مختلف زبانیں بولنے والی قومیں شامل ہیں۔ حالانکہ صوبہ سندھ میں بھی یہی حالت تھی۔ لیکن تقسیم کے وقت میں اس صوبے کی عجمیت کے بعد بھی اس کے صوبے سے ایک زبان (سندھی) کی کمی ہو گئی۔ صوبہ سندھ دو حصوں پر تقسیم ہے۔ جن میں ایک کی زبان ہندی اور دوسرے کی مرٹی ہے۔ صوبہ تمام میں، بلکہ زبان بولنے والی ۵۰ فی صدی آبادیاں شامل ہیں۔ اور بقیہ ۵۰ فی صدی مرٹی یا دوسری زبانیں بولتی ہیں۔ اسی طرح بنارس میں چھوٹا ناچھوٹا شامل ہے جس کی نہ صرف زبان بلکہ سارا تمدن بنارس سے مختلف ہے۔ بہت حالانکہ بنارس اور اترپردیش دونوں صوبے صوبہ بنگال کا جز تھے۔ اور بنگال کی سرحدیں ایک طرف سیٹھ اور دوسری طرف بنارس میں جسے پہلی قوم فی الحقیقت یہ بہت بڑا علم ہے کہ مرہٹی زبان بولنے والے ایک تھوڑے تھوڑے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کے کچھ جتنے ہیں، کچھ سی پل ہیں اور کچھ میدرا پور سیٹھ میں شامل کر دے جائیں۔ اسی طرح بلکہ بولنے والے علاقہ میں سے کچھ اضلاع اسام، کچھ اترپردیش اور کچھ صوبہ بنارس میں بھی حال گجراتی کا ہے کہ وہ باقر قیام تین صوبوں کی زبان ہے، یعنی ہندی، اردو، اور ریاست حیدر آباد۔ کوئی انسانیت پرورد قوی حکومت ایک شخص ہی میں ذوق محسوس کو برداشت نہیں کر سکتی اور آج نہیں تو کل ہندوستان کے صوبوں کی جدید تقسیم سامانی اور تمدنی اعتبار سے کرنی ہی چاہیے۔

مخلوق کے عہد میں ہی یہ تقسیم تھی۔ یورپی میں تین صوبے تھے۔ اگر وہ اوروہ اور میان ملک کہ جن پر بھی ایک متحدہ صوبہ تھا۔ اس تقسیم کی بنیاد ایک بڑی حد تک انسانی تھی۔ مثلاً گجرات، لارڈ اور ناٹھ اور خاندیش وراجہ ناٹھ کرناٹک وغیرہ لیکن اگر بڑی مد حکومت میں ان





ہندوستان کی مجموعی آبادی  
مطابق ۱۹۵۱ء

مبلغ	تاریخ	شرح	مبلغ	تاریخ	شرح
۱۰۰	۱۳۰۲/۰۱	...	۱۰۰	۱۳۰۲/۰۱	...
۲۰۰	۱۳۰۲/۰۲	...	۲۰۰	۱۳۰۲/۰۲	...
۳۰۰	۱۳۰۲/۰۳	...	۳۰۰	۱۳۰۲/۰۳	...
۴۰۰	۱۳۰۲/۰۴	...	۴۰۰	۱۳۰۲/۰۴	...
۵۰۰	۱۳۰۲/۰۵	...	۵۰۰	۱۳۰۲/۰۵	...
۶۰۰	۱۳۰۲/۰۶	...	۶۰۰	۱۳۰۲/۰۶	...
۷۰۰	۱۳۰۲/۰۷	...	۷۰۰	۱۳۰۲/۰۷	...
۸۰۰	۱۳۰۲/۰۸	...	۸۰۰	۱۳۰۲/۰۸	...
۹۰۰	۱۳۰۲/۰۹	...	۹۰۰	۱۳۰۲/۰۹	...
۱۰۰۰	۱۳۰۲/۱۰	...	۱۰۰۰	۱۳۰۲/۱۰	...
۱۱۰۰	۱۳۰۲/۱۱	...	۱۱۰۰	۱۳۰۲/۱۱	...
۱۲۰۰	۱۳۰۲/۱۲	...	۱۲۰۰	۱۳۰۲/۱۲	...
۱۳۰۰	۱۳۰۲/۱۳	...	۱۳۰۰	۱۳۰۲/۱۳	...
۱۴۰۰	۱۳۰۲/۱۴	...	۱۴۰۰	۱۳۰۲/۱۴	...
۱۵۰۰	۱۳۰۲/۱۵	...	۱۵۰۰	۱۳۰۲/۱۵	...
۱۶۰۰	۱۳۰۲/۱۶	...	۱۶۰۰	۱۳۰۲/۱۶	...
۱۷۰۰	۱۳۰۲/۱۷	...	۱۷۰۰	۱۳۰۲/۱۷	...
۱۸۰۰	۱۳۰۲/۱۸	...	۱۸۰۰	۱۳۰۲/۱۸	...
۱۹۰۰	۱۳۰۲/۱۹	...	۱۹۰۰	۱۳۰۲/۱۹	...
۲۰۰۰	۱۳۰۲/۲۰	...	۲۰۰۰	۱۳۰۲/۲۰	...
۲۱۰۰	۱۳۰۲/۲۱	...	۲۱۰۰	۱۳۰۲/۲۱	...
۲۲۰۰	۱۳۰۲/۲۲	...	۲۲۰۰	۱۳۰۲/۲۲	...
۲۳۰۰	۱۳۰۲/۲۳	...	۲۳۰۰	۱۳۰۲/۲۳	...
۲۴۰۰	۱۳۰۲/۲۴	...	۲۴۰۰	۱۳۰۲/۲۴	...
۲۵۰۰	۱۳۰۲/۲۵	...	۲۵۰۰	۱۳۰۲/۲۵	...
۲۶۰۰	۱۳۰۲/۲۶	...	۲۶۰۰	۱۳۰۲/۲۶	...
۲۷۰۰	۱۳۰۲/۲۷	...	۲۷۰۰	۱۳۰۲/۲۷	...
۲۸۰۰	۱۳۰۲/۲۸	...	۲۸۰۰	۱۳۰۲/۲۸	...
۲۹۰۰	۱۳۰۲/۲۹	...	۲۹۰۰	۱۳۰۲/۲۹	...
۳۰۰۰	۱۳۰۲/۳۰	...	۳۰۰۰	۱۳۰۲/۳۰	...
۳۱۰۰	۱۳۰۲/۳۱	...	۳۱۰۰	۱۳۰۲/۳۱	...
۳۲۰۰	۱۳۰۲/۳۲	...	۳۲۰۰	۱۳۰۲/۳۲	...
۳۳۰۰	۱۳۰۲/۳۳	...	۳۳۰۰	۱۳۰۲/۳۳	...
۳۴۰۰	۱۳۰۲/۳۴	...	۳۴۰۰	۱۳۰۲/۳۴	...
۳۵۰۰	۱۳۰۲/۳۵	...	۳۵۰۰	۱۳۰۲/۳۵	...
۳۶۰۰	۱۳۰۲/۳۶	...	۳۶۰۰	۱۳۰۲/۳۶	...
۳۷۰۰	۱۳۰۲/۳۷	...	۳۷۰۰	۱۳۰۲/۳۷	...
۳۸۰۰	۱۳۰۲/۳۸	...	۳۸۰۰	۱۳۰۲/۳۸	...
۳۹۰۰	۱۳۰۲/۳۹	...	۳۹۰۰	۱۳۰۲/۳۹	...
۴۰۰۰	۱۳۰۲/۴۰	...	۴۰۰۰	۱۳۰۲/۴۰	...
۴۱۰۰	۱۳۰۲/۴۱	...	۴۱۰۰	۱۳۰۲/۴۱	...
۴۲۰۰	۱۳۰۲/۴۲	...	۴۲۰۰	۱۳۰۲/۴۲	...
۴۳۰۰	۱۳۰۲/۴۳	...	۴۳۰۰	۱۳۰۲/۴۳	...
۴۴۰۰	۱۳۰۲/۴۴	...	۴۴۰۰	۱۳۰۲/۴۴	...
۴۵۰۰	۱۳۰۲/۴۵	...	۴۵۰۰	۱۳۰۲/۴۵	...
۴۶۰۰	۱۳۰۲/۴۶	...	۴۶۰۰	۱۳۰۲/۴۶	...
۴۷۰۰	۱۳۰۲/۴۷	...	۴۷۰۰	۱۳۰۲/۴۷	...
۴۸۰۰	۱۳۰۲/۴۸	...	۴۸۰۰	۱۳۰۲/۴۸	...
۴۹۰۰	۱۳۰۲/۴۹	...	۴۹۰۰	۱۳۰۲/۴۹	...
۵۰۰۰	۱۳۰۲/۵۰	...	۵۰۰۰	۱۳۰۲/۵۰	...

ریاستیں اور ایجنسیاں:

[illegible]

## پنجاب

مورخ پنجاب کے مطابق ۱۰۰۰ سال پہلے مسلمانوں نے اس علاقے میں قدم رکھا۔ پہلی اور دہلی، چلی جیسے جو صوبہ سرحد اور سندھ سے جوہر ہے۔ اس میں غالب مسلم اکثریت ہے اور پوربلی جیسے جو دہلی اور دہلی سے جوہر ہے اس میں مسلم اکثریت ہے۔ دہلی کے گورنر نے اس علاقے کی آبادی ۵۰ فی صدی وہ اضلاع جہاں مسلمانوں کی آبادی ۵۰ فی صدی سے زیادہ ہے

نمبر	نام اضلاع	تعداد مسلمانوں میں سے مسلمانوں کی آبادی	تعداد مسلمانوں میں سے مسلمانوں کی آبادی
۱	بہاول	۵۹	۶۰
۲	سیالکوٹ	۶۲	۶۲
۳	خیرپور	۶۰	۶۰
۴	شیخوپورہ	۸۶	۸۵
۵	گجرات	۶۳	۶۳
۶	شاہ پور	۸۲	۸۲
۷	جسلم	۸۹	۸۹
۸	لاہور	۸۲	۸۰
۹	فک	۹۱	۹۰
۱۰	میانوالی	۶۶	۸۶
۱۱	ننگر	۶۹	۶۹
۱۲	وکیل پور	۶۲	۶۲
۱۳	جنگ	۸۳	۸۶
۱۴	منظریہ	۸۶	۸۶
۱۵	نورپور	۸۶	۸۸
۱۶	بھٹی	۹۹	۹۹
۱۷	لہان	۸۰	۶۶

نمبر ۱۷: اضلاع میں پنجاب میں ۱۶۹ اضلاع ہیں کسی جگہ مسلمان ۵۰ فی صدی سے کم ہیں اور اکثر اضلاع میں ۵۰ اور ۸۰

مجلس شورای اسلامی - تهران - ۱۳۵۷

[illegible]

مجموعہ حسن سسٹمز و انٹرنیٹ

عبدالله بن عبدالمطلب

ردیف	مبلغ	توضیحات	تاریخ
۱	۱۰۰	بابت...	۱۳۰۲/۰۱/۰۱
۲	۲۰۰	بابت...	۱۳۰۲/۰۱/۰۲
۳	۳۰۰	بابت...	۱۳۰۲/۰۱/۰۳
۴	۴۰۰	بابت...	۱۳۰۲/۰۱/۰۴
۵	۵۰۰	بابت...	۱۳۰۲/۰۱/۰۵
۶	۶۰۰	بابت...	۱۳۰۲/۰۱/۰۶
۷	۷۰۰	بابت...	۱۳۰۲/۰۱/۰۷
۸	۸۰۰	بابت...	۱۳۰۲/۰۱/۰۸
۹	۹۰۰	بابت...	۱۳۰۲/۰۱/۰۹
۱۰	۱۰۰۰	بابت...	۱۳۰۲/۰۱/۱۰
۱۱	۱۱۰۰	بابت...	۱۳۰۲/۰۱/۱۱
۱۲	۱۲۰۰	بابت...	۱۳۰۲/۰۱/۱۲
۱۳	۱۳۰۰	بابت...	۱۳۰۲/۰۱/۱۳
۱۴	۱۴۰۰	بابت...	۱۳۰۲/۰۱/۱۴
۱۵	۱۵۰۰	بابت...	۱۳۰۲/۰۱/۱۵
۱۶	۱۶۰۰	بابت...	۱۳۰۲/۰۱/۱۶
۱۷	۱۷۰۰	بابت...	۱۳۰۲/۰۱/۱۷
۱۸	۱۸۰۰	بابت...	۱۳۰۲/۰۱/۱۸
۱۹	۱۹۰۰	بابت...	۱۳۰۲/۰۱/۱۹
۲۰	۲۰۰۰	بابت...	۱۳۰۲/۰۱/۲۰

[illegible]

لہذا اگر دوسرے بات میں کوئی ہے جو مجھے حق ہوگا ہے  
خلاف ہی معلوم ہو گا کہ "فی سلاحت کے خلاف مشورہ نہ کرنا کسی طرح نہیں اس لئے کہ یہ ہے حق ایک ہے"

مختلے بخت کے دروجہ منجانب جس شخص کی آواز کی ایک دھمکتی

ردیف	شرح	مقدار	بند	مبلغ
۱	بازرسی	۱	۱	۱۰۰
۲	تعمیرات	۲	۲	۲۰۰
۳	تعمیرات	۳	۳	۳۰۰
۴	تعمیرات	۴	۴	۴۰۰
۵	تعمیرات	۵	۵	۵۰۰
۶	تعمیرات	۶	۶	۶۰۰
۷	تعمیرات	۷	۷	۷۰۰
۸	تعمیرات	۸	۸	۸۰۰
۹	تعمیرات	۹	۹	۹۰۰
۱۰	تعمیرات	۱۰	۱۰	۱۰۰۰







Date	Page	Subject
Date of Birth	Age	Address
17	24	1
18	24	2

Nafse Islam



WWW.NAFSEISLAM.COM

## مسلم اکثریت والی ریاستیں

رتبہ مرتبہ سیل	آبادی	آمدنی
۱۔ بخیرہ و جتوں	۸۴۰ ۲۴۱	۳ کروڑ ۶۲ لاکھ
۲۔ جہادلی پور	۲۲۰ ۰۰۰	۳ کروڑ
۳۔ نیرہ کوٹ	۶۳۸	۱۶ لاکھ
۴۔ تلت	۵۴۰ ۰۰۰	۱۵ لاکھ
۵۔ خیر پور	۶۵۰	۲۰ لاکھ
۶۔ لاس بیلا	۶۰۰ ۰۰۰	۲۰ لاکھ
۷۔ کپور تھلہ	۶۵۲	۲۰ لاکھ
	۱۰۰ ۱۱۱	۳ کروڑ ۹۰ لاکھ دیتے

(ہندو ریاستوں کا چارٹ ان کے مختصر ملاحظہ فرمائیں)

مندرجہ بالا اعداد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کل ریاستی ہند کے ۱۵ لاکھ ۱۵ ہزار مرتبہ سیل رقبہ میں سے پاکستان کے حصے میں صرف ایک لاکھ ۸۰ ہزار مرتبہ سیل کا رقبہ آئے گا۔ جس کے معنی یہ ہوں گے کہ ریاستی ہندوستان کا کم حصہ پاکستان کے اندر آگیا۔ چوتھا حقیقت ہے کہ ۹ کروڑ ۸ لاکھ دیاستی آبادی میں سے صرف ۶۶ لاکھ کی ریاستی آبادی پاکستان کے حصے میں آئی اور ۹ کروڑ ۲۳ لاکھ آبادی ہندو علاقے میں رہی گی۔ ذرا آگے چل کر اگر آمدنی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو مسلم علاقے میں وہی ریاستیں آتی ہیں، جہانگیر اور پٹاوی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آمدنی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو مسلم ریاستوں کی مجموعی آمدنی صرف ۹ کروڑ ۱۱ لاکھ روپے ہوتی ہے اور ہندوستان کی ریاستوں کی آمدنی ۹ کروڑ ۹۹ لاکھ۔ یعنی اس طرح ریاستی ہند کی مجموعی آمدنی کا صرف چار حصہ ہی پاکستان میں آتا ہے۔ یہ معاملہ نہیں بلکہ نہیں مگر نہا۔

جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں ریاستی ہند کی جملہ مسلم آبادی ایک کروڑ ۲۶ لاکھ ہے اس بڑی تعداد میں صرف ۶ لاکھ مسلمان پاکستان میں آتے ہیں اور بقیہ ۶۶ لاکھ ریاستی مسلمان ہندو علاقوں میں چھوٹ جاتے۔ لیکن اس کے برعکس دیکھتے تو کہ ۳ لاکھ ریاستی ہندو باشندوں میں سے صرف ۸ لاکھ ریاستی ہندو پاکستان میں آتے ہیں اور بقیہ ۶ کروڑ ۲۲ لاکھ ہندو ہندوستان میں رہتے ہیں۔ بہر حال ریاستوں میں تو پاکستان سراسر گھامنے میں ہے۔ اتنا ہی نہیں کئی ایسی ریاستیں جو اس وقت مسلمانوں کے پاس ہیں۔ جیسے جہاد آباد، جہاد پور، ٹونک، جہانگیر وغیرہ سب کی سب ہندو ہندوستان کے تحت ہو جائیں گی۔

# بند و اکریت کی ریاضت

نمبر	ب	آ	م
۱	۲۱۵۸	۴۵۰۰۰	۲۸
۲	۸۰۴۶	۲۸۵۵۰۰۰	۲۸
۳	۸۰۵	۲۵۱۳۲۸	۲۸
۴	۶۹۶۰	۶۱۹۳۲۹	۲۸
۵	۶۹۶۰	۴۹۳۵۶۰	۲۸
۶	۲۸۰۰	۵۴۵۶۲۵	۲۵
۷	۱۲۸۰۰۰	۳۰۰۰۰۰۰	۳۰
۸	۲۳۳۱۴	۱۳۲۹۳۹۳۴	۳۴
۹	۱۱۳۸۰	۱۱۳۸۰۰۰	۳۴
۱۰	۱۱۳۱۸	۲۳۹۸۹۸	۳۸
۱۱	۸۰۴۶	۵۰۰۰۰۰۰	۵۰
۱۲	۱۱۸۰۰	۲۳۳۳۳۳	۳۳
۱۳	۱۱۱۰۰	۲۵۱۳۹۸۶	۳۹
۱۴	۱۱۱۶۴	۹۳۳۱۴	۳۴
۱۵	۲۸۰۰	۲۰۵۸۳۲	۳۲
۱۶	۲۶۳۶۴	۳۹۹۳۰۰۰	۳۰
۱۷	۱۰۰۶۵	۱۶۱۱۹۳۱۲	۱۲
۱۸	۱۱۹۱۰	۳۵۳۳۱۱	۱۱
۱۹	۹۹۳۶	۱۵۱۳۹۶۶	۶۶
۲۰	۱۶۶۸۲	۳۰۰۰۰۰۰	۳۰
۲۱	۳۶۲۰۰	۲۵۵۵۵۹۰۴	۴۰
۲۲	۳۳۳۰۰	۵۴۵۵۵۰	۵۰
۲۳	۳۵۲۶۹	۱۱۰۹۲۰۳۶	۳۶
۲۴	۸۱۶۳۸	۵۱۲۰۶۹	۶۹
۲۵	۵۲۳۳	۹۹۰۹۴۴	۴۴
۲۶	۱۲۰۴۲	۱۱۱۸۱۴	۱۴
۲۷	۲۹۳۶۶	۴۰۳۲۸۸۹۳	۹۳
۲۸	۳۶۹۰۱	۵۰۰۰۰۰۰	۰۰
۲۹	۵۹۳۳	۱۰۳۶۲۵۹	۲۵۹
۳۰	۶۳۲	۱۳۹۵۶۴	۶۴
۳۱	۸۹۳	۲۴۶۹۱۲	۱۲
۳۲	۲۸۰۱۸	۱۲۲۰۰۰۰	۰۰
۳۳	۲۵۵۳۳	۳۵۶۹۳۳	۳۳
۳۴	۶۶۶۱	۶۰۰۰۰۰۰	۰۰
۳۵	۱۴۱۶	۵۱۳۹۵۲	۵۲
۳۶	۱۲۸۵۳	۱۹۳۵۰۰۰	۰۰

بند و اکریت کی ریاضت

تشریح

میں نے مذکورہ بالا امرت میں زیارتوں اور تعمیر ساز کاموں پاکستان میں شامل رکھا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس زیارت  
 کے لئے جو کچھ اور قوتوں اور کثیر کے اندر مسلمانوں کی کثرت ہے یہی قوتوں میں مذکور کثرت میں ہیں۔ ساری زیارتوں کو ایک  
 اور ایک میں ہیں اور اس کی تعداد تقریباً ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔  
 وہی ہیں۔ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔  
 اور بھی۔ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔  
 اور اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔

اسی باتوں کے لئے اس میں ہیں کہ چاروں طرف سے مل رہا ہے۔ اس میں ہیں کہ اس میں ہیں کہ اس میں ہیں کہ اس میں ہیں کہ  
 زیارت سے باہر چلا جائے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔  
 پاکستان سے باہر اور کچھ علاقہ پاکستان کے اندر ہیں۔

## پاکستان کی وسعت

پاکستان کی اس سے زیادہ وسعت، دشمن ہے۔ جس کی داخلی پاکستان میں بہت زیادہ وسعت ہے۔ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔  
 اور کثیر قوتوں کے سوا کچھ نہیں۔ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔  
 پرستی مروجہ۔ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔  
 میں شامل ہیں۔ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔

۱۰۰۰

غرضیکہ یہی اندازہ ہے کہ پاکستان کی وسعت میں سے زیادہ قوتیں ہیں۔ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔  
 اور اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔  
 کی حقیقت میں سے زیادہ قوتیں ہیں۔ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔  
 اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔

## مسلم اقلیتیں

اس میں مذکورہ بالا اندازہ ہے کہ پاکستان کی وسعت میں سے زیادہ قوتیں ہیں۔ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔  
 اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔  
 اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔

ہندی و ہندوؤں مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد اس کے اندر داخل ہو کر رہ رہ کر مسلمان ہو رہی ہے۔ اگر اس سے  
 ہر سال ایک لاکھ مسلمان ہوں گے تو یہ تعداد چار لاکھ ہو جائے گی۔ اور یہ کہ یہ آبادی کے ساتھ ساتھ  
 مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہندیوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔  
 آبادی کا تخمینہ ۱۹۵۱ء کے مطابق ۱۰۰ کروڑ ۵۰ لاکھ ہے جس کے ساتھ ساتھ ہندیوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔  
 کی ایک مستقل قوم بن گئی ہے۔ اور پانچ کروڑ مسلمان پاکستان میں ہوں گے اور چار کروڑ مسلمان ہندو  
 ہندوستان کی تہ رہ جائیں گے۔

اگر ایک کوئی قدر پر غور کی جائے تو ہندوستان کے ۱۰ لاکھ مربع میل میں سے تقریباً ۱۰ لاکھ مربع میل کا قریب پاکستان  
 میں آتا ہے۔ جس کی مجموعی آبادی ۵ کروڑ ۵۰ لاکھ ہوتی ہے، جس میں ۵ کروڑ مسلمان، ایک کروڑ ۵۰ لاکھ ہندو اور ۱۰ لاکھ  
 سکھ ہیں۔

لیکن اس کے برخلاف ہندوستان کا قریب ۱۰ لاکھ مربع میل ہو گا اور اس کی آبادی ۵ کروڑ ۵۰ لاکھ ہوگی۔ جن میں ۴ کروڑ  
 ۵۰ لاکھ ہندو، ۵ کروڑ مسلمان اور تقریباً ایک کروڑ دوسری قومیں ہوں گی۔ ہندو ہندوستان، ۴ کروڑ ۵۰ لاکھ آبادی کا ایک عظیم نشانہ  
 ہو گا۔ جو اس کی ساری سے لیکر ہر شے تک اور سنی ہندو آسام) سے لیکر امرتسر تک پھیلا ہو گا، اور اس کے بعض قدرت میں ملک کے  
 بہترین ممالک اور بہترین وسائل ہوں گے۔ لیکن اس کے برخلاف پاکستان کل ۵ کروڑ آبادی کا مختص ہو گا۔ جس کے بعضہ میں  
 تمام غریبے اور پانچ لاکھ ہوں گے اور ہندوستان کے دو کروڑوں پر بٹا ہوا ہو گا اور ہمیشہ کمزور و ناتواں ہو گا۔ اور اپنے  
 پڑوسیوں کا محتاج ہو گا۔

یہاں لاکھ لاکھ ایک سو اسی پچاس ہوتا ہے اور وہ یہ کہ پاکستان نے آخر کون سا مسئلہ حل کیا۔ اقلیتوں کا مسئلہ جس کا توں رو  
 جاتا ہے۔ ہندوستان کے کسی علاقے سے نہ ایک تو کم مونی نہ ایک نہ باری کم ہوئی، ہر علاقے اور ہر صوبے میں جس کا توں کافی  
 رہی جاتے ہیں۔ لگائے، رہے۔ ہندی اور دو کے تمام جگہ سے بدستور موجود ہیں۔ رہتے ہیں۔ غرضیکہ وہ تمام مسودہ  
 جو اس وقت ہے وہ جب بھی بدستور قائم رہتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ خوب ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جو مسلمان گج مشرقی مرکزی

### حافظہ صفحہ ۱۰۰ وہ صوبے جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں

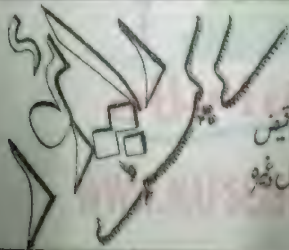
مسلمانوں کی تعداد	مسلمان	ہندو	۱۰۰	۱۰۰
۷	۲۸	۶۷	۱	۱
۹	۱۹	۸۰	۱	۱
۱۵	۸۸	۱۲	۱	۱
۱۲	۲۷	۷۳	۱	۱
۲	۷	۹۳	۱	۱
۱	۱	۹۹	۱	۱
۲۳	۳۳	۶۷	۱	۱
۲۳	۳	۹۷	۱	۱

۱۵ کروڑ ۶۷ لاکھ ۲ کروڑ ۳۳ لاکھ

عمرات کے تحت میں رہنے لگا، اس میں ایک سادہ آئندہ و انتظامیہ کے تحت  
 وہاں آج ہی مسلمانوں کی حکومت ہے

مجلس واداس سادہ کرت

میں رہنے لگا، وہاں ایک سادہ آئندہ و انتظامیہ کے تحت  
 وہاں آج ہی مسلمانوں کی حکومت ہے



خوشنما اور مضبوط

ہر قسم کی فینسی ساڑیاں، وائل، ملس، قیض  
 اور کوٹ کے کپڑے، پاپن اور رمال وغیرہ  
 تیار ہوتے ہیں

راپور ملز لمیٹڈ احمد آباد

RAIPUR MILLS LTD.  
 AHMEDABAD.







# تازہ ترین فہرست

یہ کتابیں آپ کے خیالات و افکار کو بہت زیادہ وسیع کر دیتی ہیں

یہ کتابیں آپ کے خیالات و افکار کو بہت زیادہ وسیع کر دیتی ہیں

یہ کتابیں آپ کے خیالات و افکار کو بہت زیادہ وسیع کر دیتی ہیں

یہ کتابیں آپ کے خیالات و افکار کو بہت زیادہ وسیع کر دیتی ہیں

ت	معارف	معارف	معارف
۱	۱	۱	۱
۲	۲	۲	۲
۳	۳	۳	۳
۴	۴	۴	۴
۵	۵	۵	۵
۶	۶	۶	۶
۷	۷	۷	۷
۸	۸	۸	۸
۹	۹	۹	۹
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
۱۲	۱۲	۱۲	۱۲
۱۳	۱۳	۱۳	۱۳
۱۴	۱۴	۱۴	۱۴
۱۵	۱۵	۱۵	۱۵
۱۶	۱۶	۱۶	۱۶
۱۷	۱۷	۱۷	۱۷
۱۸	۱۸	۱۸	۱۸
۱۹	۱۹	۱۹	۱۹
۲۰	۲۰	۲۰	۲۰
۲۱	۲۱	۲۱	۲۱
۲۲	۲۲	۲۲	۲۲
۲۳	۲۳	۲۳	۲۳
۲۴	۲۴	۲۴	۲۴
۲۵	۲۵	۲۵	۲۵
۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۲۷	۲۷	۲۷	۲۷
۲۸	۲۸	۲۸	۲۸
۲۹	۲۹	۲۹	۲۹
۳۰	۳۰	۳۰	۳۰
۳۱	۳۱	۳۱	۳۱
۳۲	۳۲	۳۲	۳۲
۳۳	۳۳	۳۳	۳۳
۳۴	۳۴	۳۴	۳۴
۳۵	۳۵	۳۵	۳۵
۳۶	۳۶	۳۶	۳۶
۳۷	۳۷	۳۷	۳۷
۳۸	۳۸	۳۸	۳۸
۳۹	۳۹	۳۹	۳۹
۴۰	۴۰	۴۰	۴۰
۴۱	۴۱	۴۱	۴۱
۴۲	۴۲	۴۲	۴۲
۴۳	۴۳	۴۳	۴۳
۴۴	۴۴	۴۴	۴۴
۴۵	۴۵	۴۵	۴۵
۴۶	۴۶	۴۶	۴۶
۴۷	۴۷	۴۷	۴۷
۴۸	۴۸	۴۸	۴۸
۴۹	۴۹	۴۹	۴۹
۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۵۱	۵۱	۵۱	۵۱
۵۲	۵۲	۵۲	۵۲
۵۳	۵۳	۵۳	۵۳
۵۴	۵۴	۵۴	۵۴
۵۵	۵۵	۵۵	۵۵
۵۶	۵۶	۵۶	۵۶
۵۷	۵۷	۵۷	۵۷
۵۸	۵۸	۵۸	۵۸
۵۹	۵۹	۵۹	۵۹
۶۰	۶۰	۶۰	۶۰
۶۱	۶۱	۶۱	۶۱
۶۲	۶۲	۶۲	۶۲
۶۳	۶۳	۶۳	۶۳
۶۴	۶۴	۶۴	۶۴
۶۵	۶۵	۶۵	۶۵
۶۶	۶۶	۶۶	۶۶
۶۷	۶۷	۶۷	۶۷
۶۸	۶۸	۶۸	۶۸
۶۹	۶۹	۶۹	۶۹
۷۰	۷۰	۷۰	۷۰
۷۱	۷۱	۷۱	۷۱
۷۲	۷۲	۷۲	۷۲
۷۳	۷۳	۷۳	۷۳
۷۴	۷۴	۷۴	۷۴
۷۵	۷۵	۷۵	۷۵
۷۶	۷۶	۷۶	۷۶
۷۷	۷۷	۷۷	۷۷
۷۸	۷۸	۷۸	۷۸
۷۹	۷۹	۷۹	۷۹
۸۰	۸۰	۸۰	۸۰
۸۱	۸۱	۸۱	۸۱
۸۲	۸۲	۸۲	۸۲
۸۳	۸۳	۸۳	۸۳
۸۴	۸۴	۸۴	۸۴
۸۵	۸۵	۸۵	۸۵
۸۶	۸۶	۸۶	۸۶
۸۷	۸۷	۸۷	۸۷
۸۸	۸۸	۸۸	۸۸
۸۹	۸۹	۸۹	۸۹
۹۰	۹۰	۹۰	۹۰
۹۱	۹۱	۹۱	۹۱
۹۲	۹۲	۹۲	۹۲
۹۳	۹۳	۹۳	۹۳
۹۴	۹۴	۹۴	۹۴
۹۵	۹۵	۹۵	۹۵
۹۶	۹۶	۹۶	۹۶
۹۷	۹۷	۹۷	۹۷
۹۸	۹۸	۹۸	۹۸
۹۹	۹۹	۹۹	۹۹
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰

میں نے کہا ہے :- زمزم پکٹ ایجنسی میوزن لال روڈ - لاہور

میں نے کہا ہے :-

# پاکستان میں صنعت و حرفت کی ترقی کے امکانات

عالم پاکستان کی سب سے بڑی کمزوری اس کی انی چھاتی ہے جبکہ ان کی قدرت ہے کہ وہ صنعت کے نئے مومن میں سے کسی ایک کی طرف سے ہیں۔ سرحد اور سندھ کی صوبے اقتصادی اعتبار سے دیوالیہ ہیں۔ ورازی صوبہ کی حکومت کا ذات ہی نہیں ہر وقت کر سکتے ہیں۔ پاکستان کی حکومت چاروں صوبوں کی حکومت کا دست نگر رہنا پڑتا ہے۔ صوبہ سرحد کی صنعتوں کے لئے ہائے ورسہ کوئی صنعت کے خلاف نہ ہو جیسا کہ کسی دوسرے صوبہ اپنی آپ کھات نہیں کر سکتے اور ان کی خود مختاری کا مطالبہ ہی بنا پر ضرورتاً یہ کیا جاسکتا ہے۔ ہر حال میں صنعتوں کوئی چاہئے نہیں اور میں اور سندھ اور صوبہ سرحد کو رزکے صوبہ قرار دے دئے گئے لیکن اس وقت تک سندھ کو مرکزی حکومت سے ایک کروڑ پانچ لاکھ اور صوبہ سرحد کو ایک کروڑ ساٹھ لاکھ کی رقم مل رہی ہے۔ گویا ان صوبوں کی خود مختاری کی قیمت حکومت ہندی کو دینا پڑتا ہے۔

اقتصادی لحاظ سے بلوچستان کی پوزیشن ہے 'وہ تو بھول کو مظلوم ہے' اس سے دیکر ایک صوبہ پنجاب ہی رہ جاتا ہے جس کی آمدنی تقریباً ایک کروڑ ساٹھ لاکھ ہے لیکن یہ تقریباً بیسے بڑے صوبے کے اخراجات کی ہی شکل سے نکالتا کرتا ہے۔ کسی صوبے کی مالی حالت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ تعلیم اور دوسرے ترقی و تلام کے منصوبوں پر کتنی رقم صرف کرنا ہے۔

ہر حال یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان صوبوں کی ہندوستان سے ملنے لگے کے بعد صوبہ سرحد اور سندھ کے اخراجات کون بڑا کرے گا؟ یہ ہے کہ پنجاب خود اپنی کفالت کرنے کے علاوہ کسی پڑوس صوبے کی مدد نہیں کر سکتا۔

گورنمنٹ کی صوبوں پنجاب، سرحد، بلوچستان اور سندھ کی مجموعی آمدنی کا تخمینہ کیا جاسکے تو وہ کسی طرح ۱۰-۱۱ کروڑ ساٹھ لاکھ آئے ہیں بڑھتی۔ اور بلاشبہ کہ جب یہ رقم ان صوبوں کی حکومت چھانے ہی کے لئے کافی نہیں تو ہندوستان سے ملنے لگے کے بعد پاکستان کی مرکزی حکومت کو بلائے کے لئے اس کے پاس اخراجات کہاں سے آئیں گے؟

## پاکستان میں صنعت و حرفت

موجودہ مذہب: بنیادیں حکومت کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ صنعت و حرفت ہے۔ ایک صنعت و حرفت میں جس قدر آگے ہوگا اسی قدر زیادہ

وہیں وقت کوئی قدر و منزلت ہے۔ اور نہ ان کو کوئی مستقبل ہے۔ موجودہ دنیا میں راضی ہوں گا صرف یہ۔ صحت کو یہاں ہے۔

سہ ماہی میں : بنگلہ سے کہندو تان سے ملگے ساتھ کھڑا تھا۔ ان مضمون کی شہرت کے بعد اس کو سب سے زیادہ پسند آیا۔

پیشین بہت خیر رہی ہے ۔

وہاں پر آئے مگر انہی جانے کی وجہ سے اسے سخت پریشان کیا۔

نام اشیا: اندھڑی کے ساتھ جس خصوصیت سے کوئلہ ہوا، بک، چنگیز، گھاٹ، جس سے تیسرے دنیا میں۔ اور کوئلہ  
فلڈ سپرڈ ایک ٹھیکر کی عیندگی دھات، پٹرول، ربڑ وغیرہ ثابت ضروری ہیں۔

لیکن جب ہم ہندوستان کے نقشے پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ عجیب کر کے یہ قدرت نے اس ملک کی ترقی کے وقت اس بات کا خیال نہ کیا کہ وہ ہندوؤں سے زیادہ حقوق میں تعمیم کو مانے۔ جتنا قدرت کے یہ انصاف تمام حقوق میں برابر ہیں۔ ہندوستان کے نقشے پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ عجیب کر کے یہ قدرت نے اس ملک کی ترقی کے وقت اس بات کا خیال نہ کیا کہ وہ ہندوؤں سے زیادہ حقوق میں تعمیم کو مانے۔ جتنا قدرت کے یہ انصاف تمام حقوق میں برابر ہیں۔ ہندوستان کے نقشے پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ عجیب کر کے یہ قدرت نے اس ملک کی ترقی کے وقت اس بات کا خیال نہ کیا کہ وہ ہندوؤں سے زیادہ حقوق میں تعمیم کو مانے۔ جتنا قدرت کے یہ انصاف تمام حقوق میں برابر ہیں۔

کولہا۔ ہندوستان جیسے وسیع ملک میں جہاں مددائی مائے موجود نہیں ہیں اور اہل بدادین کے لئے عینہ ریخت کو استعمال کرنا زیادہ تر کوٹے کے لئے استعمال نقل و حرکت کے لئے ناگزیر بن جاتا ہے۔ ہر ملک کے تمام بڑے بڑے کلہاڑے اپنی شیشیں بدلنے کیلئے قوت کے اس ذخیرہ کو لے کر استعمال میں لاتے ہیں۔ ہندوستان میں بڑے پیمانے پر پانی سے نکلنے والی بجلی پیدا کرنے کا انتظام ابھی تک نہیں کیا گیا ہے اس لئے تمام کلہاڑے قوت کو استعمال میں لاتے ہیں۔ بجلی کلہاڑے کو کولہہ ہی سے ملتا ہے اور کولہہ نہ ہو تو کلہاڑے نہ چلے۔ پھلی جگہ میں ہندوستان کے کلہاڑوں کو یہ عزیز ہوتا ہے کہ کولہہ کس قدر اچھے ہوتے۔

ہندوستان میں گولڈن کی سید وار (۳۳۲-۳۸) میں سالانہ ہے۔ اس مقدار کا ۹۵ فی صدی مشقہرت جبار بن جبرائیل علی جج الریجید و فیروز کی

میں نے ہندوستان کے مجموعہ ضابطہ اور اُن کی مدد اور (مدد ۱۹۴۷ء کے ہیں۔ اس کے بعد کے نہیں ہے)

مقدار (مالت)	مقدار (مالت)	مقدار (مالت)	مقدار (مالت)
۲۰۰۰۰	۲۰۰۰۰	۲۰۰۰۰	۲۰۰۰۰
۲۰۰۰۰	۲۰۰۰۰	۲۰۰۰۰	۲۰۰۰۰
۲۰۰۰۰	۲۰۰۰۰	۲۰۰۰۰	۲۰۰۰۰
۲۰۰۰۰	۲۰۰۰۰	۲۰۰۰۰	۲۰۰۰۰

اور اس کا کہنا ہے کہ یہاں بھی بڑا سبب جو کس و غیرہ بنائے کے کام آئے ہیں۔

پھر اس کے بعد اس کے لئے جو کس و غیرہ بنائے کے کام آئے ہیں۔

پھر اس کے بعد اس کے لئے جو کس و غیرہ بنائے کے کام آئے ہیں۔

پھر اس کے بعد اس کے لئے جو کس و غیرہ بنائے کے کام آئے ہیں۔

پھر اس کے بعد اس کے لئے جو کس و غیرہ بنائے کے کام آئے ہیں۔

پھر اس کے بعد اس کے لئے جو کس و غیرہ بنائے کے کام آئے ہیں۔

پھر اس کے بعد اس کے لئے جو کس و غیرہ بنائے کے کام آئے ہیں۔

پھر اس کے بعد اس کے لئے جو کس و غیرہ بنائے کے کام آئے ہیں۔

پھر اس کے بعد اس کے لئے جو کس و غیرہ بنائے کے کام آئے ہیں۔



یہ ہے ہندوستان کے سب سے بڑے اور سب سے زیادہ شہری کی آبادی ہے

## صنعت و حرفت میں پاکستان کی پیمائش

(اعداد و شمار ۱۹۵۷ء کے دستے سے ہیں)

نمبر شمار	کارخانوں کی قسم	پاکستان میں	ہندوستان میں	عمل
۱	کپڑے کی جین	۹	۳۳۰	۲۳۰
۲	جوت	۰	۱۰۳	۱۰۳
۳	چینی	۹	۲۳۸	۲۳۸
۴	سیک	۳	۳۵	۵۱
۵	آون	۳	۶	۱۰
۶	پودری	۳۳	۶۹	۱۲۱

## غیر پاکستانی صوبوں میں کارخانوں کی تعداد

(۱۹۵۷ء کے اعداد و شمار)

نمبر شمار	صوبے	کارخانوں کی تعداد	مزدوروں کی تعداد
۱	پنجاب	۱۰۸۱۱	۱۹۷,۲۶۶
۲	بھٹی	۳,۱۳۰	۴۹,۱۰۰
۳	پٹی - پٹی	۵۳۶	۱۵۹,۷۳۸
۴	پٹی - پٹی	۲۹۵	۹۰,۳۶۹
۵	پٹی - پٹی	۷۶۷	۵۱,۱۸۶
۶	پٹی - پٹی	۷۲	۳۳,۳۰۲
۷	پٹی - پٹی	۷۳۳	۳۸,۵۱۵
		۷,۳۳۵	۱,۰۳,۷۱۶

(دس لاکھ سینتالیس ہزار پانچ سو سولہ)

(سات ہزار تین سو پچاس)

میزان

۱۹۵۷ء میں ۲۰۰ چینی کے کارخانے ہیں ۳۰۰ آون کی کپڑے کی جین میں اور ۲۵۰ سون کی کپڑے کی جین ہیں۔

۱۹۵۷ء میں ۱۸۳۰ چینی کے کارخانے تھے۔ سارے ہندوستان میں ۱۶۳ ٹوگر جین ہیں اپنی ہندوستان میں چینی کے جتنے کارخانے ہیں۔ ان میں ۸۰۰ آون کی کپڑے کی جین اور ۱۰۰ پٹی ہیں۔

## پاکستانی صوبوں میں کارخانوں کی تعداد

(۱۹۳۹-۴۰ کے اعداد و شمار)

نمبر	صوبہ	کارخانوں کی تعداد	تعداد درجہ اول کی تعداد
۱	پنجاب	۷۹۸	۷۹۸
۲	سندھ	۳۱۱	۲۶۱۸۵۱
۳	صوبہ سرحد	۲۹	۱۲۳۶۱
		۱۰۱۳۸	۳۸۰۶۹۵
	میزان	(ایک ہزار ایک سو اسی)	(اٹھارے ہزار چھ سو تالیس)

## پوہلی پاکستان یعنی بنگال میں کارخانوں کی تعداد

(۱۹۲۹-۳۰ کے اعداد و شمار)

نمبر	صوبہ	کارخانوں کی تعداد	مزدوروں کی تعداد
	بنگال	۱,۴۲۵	۵۷,۵۳۹

ہندوستان میں سوتی کپڑے کی پیداوار اور اس میں صوبوں کا حصہ  
غیر پاکستانی صوبے

۱	مدراں	۲,۳۸,۰۵,۰۰۰
۲	بنگلی	۲,۹۰,۲۶,۱۱,۰۰۰
۳	صوبہ متحدہ	۷,۰۶,۳۳,۰۰۰
۴	صوبہ سندھ	۲,۵۱,۲۳,۰۰۰
۵	امیر پرادش	۶۰,۵۱,۰۰۰
۶	دہلی	۲,۵۸,۰۰,۹۰۰
۷	بیار	۱۹,۱۵,۰۰۰
		۴۳,۴۳,۶۱,۰۰۰

(چوتھے گروڈ ترازوے تک اکٹھے ہزار پائونڈ)

۱۹۳۰-۳۱ میں بنگال میں ۱۰۰ سوتی کپڑے کی لیس اور ۳۰ کاغذ کی لیس تھیں۔

























# سندھیا انڈیم نیو بین کمپنی لمیٹڈ

ہندستان میں تجارتی جہاز رانی کے پیشرو

ایجنٹ

نورتم مراڑھی اینڈ کمپنی

مال اور مسافروں کی سروس

مال اور مسافروں کی بلنگ اور دفائی کی تاریخوں کے لئے  
بمادہ کوم سندھیا انڈس سے خط و کتابت کیجئے  
کوئٹہ، کراچی اور ساحلی سروس کے لئے

ملحق کمپنیاں

دی بنگال اسٹیٹ نیویگیشن کمپنی لمیٹڈ  
دی انڈین کاہریو اور ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ  
دی ریناگر اسٹیٹ نیویگیشن کمپنی  
دی ریج لائن لمیٹڈ  
دی بمبئی اسٹیٹ نیویگیشن کمپنی لمیٹڈ  
دی ایشیائی اسٹیٹ نیویگیشن کمپنی لمیٹڈ

برسرستان اور سیپورن کی مٹ م  
اہم بندہ گاؤں پر دفائی سروس  
کمپنیاں موجود ہیں

سندھیا انڈس - بلاسٹ اسٹیٹ جمبلی



تیسرا باب

پاکستان کی مالیات

یہ دھرم اساتذہ ہیں اور ان کے لئے اس دنیا کی خدمت میں سے کوئی ایسا اور ایسا کام نہیں ہے جو ان کی  
ذاتی سہولت و آسائش کے لئے ہو بلکہ ان کی خدمت میں سے کوئی ایسا کام نہیں ہے جو ان کی  
ذاتی سہولت و آسائش کے لئے ہو بلکہ ان کی خدمت میں سے کوئی ایسا کام نہیں ہے جو ان کی

ہر ایک سے اس سنگسار کا سب سے بڑا نشانہ ہے۔ وہاں کے لوگ سب سے زیادہ صحت مند و خوشحال ہیں۔ ان کے دل و دماغ اور جسمانی قوتیں سب سے زیادہ مضبوط ہیں۔ ان کے دل و دماغ اور جسمانی قوتیں سب سے زیادہ مضبوط ہیں۔ ان کے دل و دماغ اور جسمانی قوتیں سب سے زیادہ مضبوط ہیں۔

پاکستانی صوبوں کی آمدنیاں

پاکستانی صوبوں کی مجموعی آمدنی

1. 2. 3. 4. 5. 6. 7. 8. 9. 10. 11. 12. 13. 14. 15. 16. 17. 18. 19. 20. 21. 22. 23. 24. 25. 26. 27. 28. 29. 30. 31. 32. 33. 34. 35. 36. 37. 38. 39. 40. 41. 42. 43. 44. 45. 46. 47. 48. 49. 50. 51. 52. 53. 54. 55. 56. 57. 58. 59. 60. 61. 62. 63. 64. 65. 66. 67. 68. 69. 70. 71. 72. 73. 74. 75. 76. 77. 78. 79. 80. 81. 82. 83. 84. 85. 86. 87. 88. 89. 90. 91. 92. 93. 94. 95. 96. 97. 98. 99. 100. 101. 102. 103. 104. 105. 106. 107. 108. 109. 110. 111. 112. 113. 114. 115. 116. 117. 118. 119. 120. 121. 122. 123. 124. 125. 126. 127. 128. 129. 130. 131. 132. 133. 134. 135. 136. 137. 138. 139. 140. 141. 142. 143. 144. 145. 146. 147. 148. 149. 150. 151. 152. 153. 154. 155. 156. 157. 158. 159. 160. 161. 162. 163. 164. 165. 166. 167. 168. 169. 170. 171. 172. 173. 174. 175. 176. 177. 178. 179. 180. 181. 182. 183. 184. 185. 186. 187. 188. 189. 190. 191. 192. 193. 194. 195. 196. 197. 198. 199. 200. 201. 202. 203. 204. 205. 206. 207. 208. 209. 210. 211. 212. 213. 214. 215. 216. 217. 218. 219. 220. 221. 222. 223. 224. 225. 226. 227. 228. 229. 230. 231. 232. 233. 234. 235. 236. 237. 238. 239. 240. 241. 242. 243. 244. 245. 246. 247. 248. 249. 250. 251. 252. 253. 254. 255. 256. 257. 258. 259. 260. 261. 262. 263. 264. 265. 266. 267. 268. 269. 270. 271. 272. 273. 274. 275. 276. 277. 278. 279. 280. 281. 282. 283. 284. 285. 286. 287. 288. 289. 290. 291. 292. 293. 294. 295. 296. 297. 298. 299. 300. 301. 302. 303. 304. 305. 306. 307. 308. 309. 310. 311. 312. 313. 314. 315. 316. 317. 318. 319. 320. 321. 322. 323. 324. 325. 326. 327. 328. 329. 330. 331. 332. 333. 334. 335. 336. 337. 338. 339. 340. 341. 342. 343. 344. 345. 346. 347. 348. 349. 350. 351. 352. 353. 354. 355. 356. 357. 358. 359. 360. 361. 362. 363. 364. 365. 366. 367. 368. 369. 370. 371. 372. 373. 374. 375. 376. 377. 378. 379. 380. 381. 382. 383. 384. 385. 386. 387. 388. 389. 390. 391. 392. 393. 394. 395. 396. 397. 398. 399. 400. 401. 402. 403. 404. 405. 406. 407. 408. 409. 410. 411. 412. 413. 414. 415. 416. 417. 418. 419. 420. 421. 422. 423. 424. 425. 426. 427. 428. 429. 430. 431. 432. 433. 434. 435. 436. 437. 438. 439. 440. 441. 442. 443. 444. 445. 446. 447. 448. 449. 450. 451. 452. 453. 454. 455. 456. 457. 458. 459. 460. 461. 462. 463. 464. 465. 466. 467. 468. 469. 470. 471. 472. 473. 474. 475. 476. 477. 478. 479. 480. 481. 482. 483. 484. 485. 486. 487. 488. 489. 490. 491. 492. 493. 494. 495. 496. 497. 498. 499. 500. 501. 502. 503. 504. 505. 506. 507. 508. 509. 510. 511. 512. 513. 514. 515. 516. 517. 518. 519. 520. 521. 522. 523. 524. 525. 526. 527. 528. 529. 530. 531. 532. 533. 534. 535. 536. 537. 538. 539. 540. 541. 542. 543. 544. 545. 546. 547. 548. 549. 550. 551. 552. 553. 554. 555. 556. 557. 558. 559. 560. 561. 562. 563. 564. 565. 566. 567. 568. 569. 570. 571. 572. 573. 574. 575. 576. 577. 578. 579. 580. 581. 582. 583. 584. 585. 586. 587. 588. 589. 590. 591. 592. 593. 594. 595. 596. 597. 598. 599. 600. 601. 602. 603. 604. 605. 606. 607. 608. 609. 610. 611. 612. 613. 614. 615. 616. 617. 618. 619. 620. 621. 622. 623. 624. 625. 626. 627. 628. 629. 630. 631. 632. 633. 634. 635. 636. 637. 638. 639. 640. 641. 642. 643. 644. 645. 646. 647. 648. 649. 650. 651. 652. 653. 654. 655. 656. 657. 658. 659. 660. 661. 662. 663. 664. 665. 666. 667. 668. 669. 670. 671. 672. 673. 674. 675. 676. 677. 678. 679. 680. 681. 682. 683. 684. 685. 686. 687. 688. 689. 690. 691. 692. 693. 694. 695. 696. 697. 698. 699. 700. 701. 702. 703. 704. 705. 706. 707. 708. 709. 710. 711. 712. 713. 714. 715. 716. 717. 718. 719. 720. 721. 722. 723. 724. 725. 726. 727. 728. 729. 730. 731. 732. 733. 734. 735. 736. 737. 738. 739. 740. 741. 742. 743. 744. 745. 746. 747. 748. 749. 750. 751. 752. 753. 754. 755. 756. 757. 758. 759. 760. 761. 762. 763. 764. 765. 766. 767. 768. 769. 770. 771. 772. 773. 774. 775. 776. 777. 778. 779. 780. 781. 782. 783. 784. 785. 786. 787. 788. 789. 790. 791. 792. 793. 794. 795. 796. 797. 798. 799. 800. 801. 802. 803. 804. 805. 806. 807. 808. 809. 810. 811. 812. 813. 814. 815. 816. 817. 818. 819. 820. 821. 822. 823. 824. 825. 826. 827. 828. 829. 830. 831. 832. 833. 834. 835. 836. 837. 838. 839. 840. 84

| نمبر شمار | موضوع | مبلغ   |
|-----------|-------|--------|
| ۱         | کتاب  | ۱۰۰۰۰۰ |
| ۲         | کتاب  | ۱۰۰۰۰۰ |
| ۳         | کتاب  | ۱۰۰۰۰۰ |
| ۴         | کتاب  | ۱۰۰۰۰۰ |
| ۵         | کتاب  | ۱۰۰۰۰۰ |
| ۶         | کتاب  | ۱۰۰۰۰۰ |
| ۷         | کتاب  | ۱۰۰۰۰۰ |
| ۸         | کتاب  | ۱۰۰۰۰۰ |
| ۹         | کتاب  | ۱۰۰۰۰۰ |
| ۱۰        | کتاب  | ۱۰۰۰۰۰ |







دوسرے ملک کا ہے اور اس طرح یہ مسئلہ بھی بڑی حد تک حل ہو جائے گا۔

یہاں پر ایک اور بات کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ پاکستان کی سرحدیں بالکل صحیح اور درست ہیں۔ ان کی سرحدیں بالکل صحیح اور درست ہیں۔ ان کی سرحدیں بالکل صحیح اور درست ہیں۔

پاکستان کی سرحدیں بالکل صحیح اور درست ہیں۔ ان کی سرحدیں بالکل صحیح اور درست ہیں۔ ان کی سرحدیں بالکل صحیح اور درست ہیں۔ ان کی سرحدیں بالکل صحیح اور درست ہیں۔

یہاں پر ایک اور بات کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ پاکستان کی سرحدیں بالکل صحیح اور درست ہیں۔ ان کی سرحدیں بالکل صحیح اور درست ہیں۔ ان کی سرحدیں بالکل صحیح اور درست ہیں۔

اس مسئلہ میں اسباب سے اہم مسئلہ دفاع کا ہے۔ اور یہی وہ دنیائیں دفاع کو جو بہت حاصل ہے وہاں یہ مسئلہ بہت اہم ہے۔ ان کی سرحدیں بالکل صحیح اور درست ہیں۔ ان کی سرحدیں بالکل صحیح اور درست ہیں۔

یہاں پر ایک اور بات کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ پاکستان کی سرحدیں بالکل صحیح اور درست ہیں۔ ان کی سرحدیں بالکل صحیح اور درست ہیں۔ ان کی سرحدیں بالکل صحیح اور درست ہیں۔

# پاکستان کی دفاع

پاکستان کی دفاع کو دیکھیں۔ اس میں دو حصے ہیں۔ ایک شمالی اور ایک جنوبی۔ ان کی سرحدیں بالکل صحیح اور درست ہیں۔ ان کی سرحدیں بالکل صحیح اور درست ہیں۔

## شمالی و مغربی سرحد

یہاں پر ایک اور بات کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ پاکستان کی سرحدیں بالکل صحیح اور درست ہیں۔ ان کی سرحدیں بالکل صحیح اور درست ہیں۔ ان کی سرحدیں بالکل صحیح اور درست ہیں۔

## ہندوستان کے دفاعی اخراجات

اس رقم میں حکومت ہند کا چندہ حسب ذیل تھا

|         |         |         |         |
|---------|---------|---------|---------|
| ۱۹۵۰-۵۱ | ۱۹۵۱-۵۲ | ۱۹۵۲-۵۳ | ۱۹۵۳-۵۴ |
| ۱۸۰۰۰   | ۱۹۰۰۰   | ۲۰۰۰۰   | ۲۱۰۰۰   |



[illegible]

ششمین مرحد

[illegible]

یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ ان صنعتوں (MANUFACTURES) نے جس کی صنعتوں میں گواہ کرنا شروع کیا، ان کی صورت ہوتی ہے، ان میں ان کے اقدار ہے۔

یہاں سے بھی ٹرسٹ ہوا کہ پاکستان کے عامل اور ممبر کو کراچی بندہ کے خلاف کے لئے دیکار ہو گا۔ اور جس کے لئے پاکستان حکومت کو ضرور ہر کردار کو ان کے خلاف ٹرسٹ ہے۔

[illegible]



کر رہے ہیں۔ اس حالت کے سبب دوستوں اور اس مکتبہ کے افسر دوستوں سے بھی بدگوار ہو گئے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ مکتبہ کے بارے میں عام تصورات غلط ہیں۔ مکتبہ کے حلقہ کے رہنماوں کو یہ سبب

مختصر یہ ہے کہ اتحادی فورسز پاکستان کے پاس اسے دھماکا دینا اور دھماکا دینے کے لیے اسے **غیب منطلق** سے سینے میں دھماکا پاکستان ایک عجیب و غریب مکتبہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ مکتبہ دھماکا دینے کے لیے اور اس کے نتیجے کے طور پر پاکستان کی جنگ کی آمدنی میں اضافہ ہو گا۔ ملاحظہ ہو۔

”یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ مکتبہ کی عدم موجودگی کے سبب ہمارے صوبے میں بڑا نقصان ہو رہا ہے اور مکتبہ کے اس سے کوئی بھی جنگ کی آمدنی میں مزید اضافہ نہ ہو گا اور ہمیں اس سے کافی روٹے گی۔“

(ٹرسٹیشن ’مکتبہ ایک عجیب و غریب‘)

اس کا سامنا مطلب یہ ہے کہ پاکستانی حضرت فیر کی مصنوعات کی درآمد کو کم کرنے اور اپنی ملی مصنوعات کو ترقی دینے کے بجائے زیادہ سے زیادہ جنگی حاصل کرنے کے لیے درآمد کی مقدار بڑھانا چاہتے ہیں۔ ایسی بددست کارروائی موجود شاہد ہی دنیا کے کسی ملک کو ہو جس قدر ہمارے اس پاکستان کی جانوں کو ہے، جنگی تو جب ہی ملے گی، جب پاکستان زیادہ مان خریدے گا یعنی جب پاکستان دس کروڑ کا مل خریدے گا جس دس لاکھ روپے جنگی کے میں گئے، باغیظا دیگر آپ دس کروڑ روپے غیر ملکی کو فرو کر کے بعد دس لاکھ روپے جنگی کے حاصل کریں گے۔ قربان جانیں اس کو بوجھ کے۔

اتنا ہی نہیں یہ جنگی کی جنگ پاکستان میں صنعت و حرفت کو بھی بڑھنے کی نہ دے گی کیونکہ ملکی دولت رفتہ رفتہ دوسرے ممالک کو ہاتی رہیں گی۔ اور پاکستان کے پاس نہ پیسے ہوں گے نہ صنعت و حرفت میں وہ آگے بڑھ سکیں گے۔ لیکن اس سے زیادہ جہت انجیر و ذہبت ہے جس کا مظاہرہ مرحوم سر عبد اللہ دارون نے کیا تھا۔ لکشاؤٹ کے پارچہ ہائیں کے وفد سے ملاقات کے بعد آپ نے ۲۵ مئی ۱۹۳۷ء کو ٹھوس جواب دیا۔

”جہاں تک اعداد و شمار مجھے مل سکے ہیں، یہ امر عیاں ہے کہ ترقی جنگی کے تحفیت کے باوجود، پچھلے پانچ برسوں میں لکشاؤٹ سے ہندوستان کی درآمد ۳۵۰۰۰ ہائی مندی تک گھٹ گئی ہے۔ مگر یہ ایک قدرتی بات تھی کہ لکشاؤٹ کا ہندوستان سے اس قدر درآمد کرنے کے لئے کوشاں نہ تھا جو آئے دس یا پندرہ سال قبل حاصل تھی۔ یعنی ایک ادب میں کہہ کر گزرا سانا، بلکہ اب وہ چالیس کروڑ گز سے کہہ کر گزری چلا جاتا تھا، جو اس کی (لکشاؤٹ) گزشتہ تین برسوں کی سالانہ اوسط ہے۔ اس کے بعد سے میں لکشاؤٹ ہندوستانی روٹی زیادہ مقدار میں خریدنے کے لئے تیار تھا، جیسا کہ گزشتہ تین برسوں سے اس کا تادمہ رہا ہے۔ لیکن ہندوستانی صنعت پارچہ بانی کے قانڈوں کے خود فرمانہ روئی کی بنا پر کوئی کمر نہ ہو سکا۔ کیونکہ یہ قانڈے لکشاؤٹ کو خاطر خواہ ترقی دینے کے لئے تیار نہ تھے جس سے لکشاؤٹ ہندوستانی بازار میں اپنے مال کی ایک مناسب مقدار نہ بچا سکتا۔ ہر حال کسی طرح مجھے معلوم ہوا کہ اگر لکشاؤٹ دھماکوں کو اس قدر بڑھان دیا جائے کہ اجازت دیدی جائے جو گزشتہ پانچ برسوں



سیاسی اور اجتماعی علوم کی چند بہترین کتابیں

[illegible]

سوشلزم، ریاست، پارٹیاں کے حالات، استعفیاء، مجبور و مراد، حبس  
جس میں سوشلزم کے پرچار پر واضح اور بیشک نشانہ لگتی ہے۔ نئے اخبار میں  
پراساں سخاوت کا اضافہ کر کے ایک سال کو نیا ہی اصول کی روشنی میں لکھا گیا  
ہے۔ مجموعہ بحث کے اس حصے میں جو نئے اخبار اور جدید تفسیر لکھو اور  
مشین اور مزدور، اس کتاب میں مشین کی اپنی مثال میں اور مزدور  
سماجی حیثیت اور سوشل پرمیشن پر بحث کی گئی ہے اور مشین کی اپنی مثال میں  
اور سوشل مشین پر جاننا ہے۔ اس کو بھی یہ کہنا چاہیے۔ مزدور کے کارخانہ  
تقریباً کل تاریخ مزدور جماعت کے انکار اور کارکنان کے کاروبار میں پیش قدمی  
کرنے کے اس کتاب کا اعلیٰ قدر مانی ہے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

[illegible][illegible][illegible]

پاکستان اور پھوٹ چوڑی نفسی عالم کی۔ کلمہ سہرہ سلطانہ کے  
ایک جھوٹے ملک میں پیش کرتی ہے۔ یہ غریبوں کے درویشوں کے ہستی کی ہیں  
بلکہ اس شخص نے یہاں جس کی تمام ملک عزیزان کی طرف سے گھڑیوں میں گزری۔  
تحت کرزی ایزدین دور رہے چار سہ۔ اردو پیش ایک راہ پر چار سہ۔  
مقالات ابو الکلام۔ (اگر گزری آں پنجاب سم سوزش فیدہ شین سے سوزا  
ابو الکلام آنا اور سوزش سے لے کر دور دوروں سے نمایاں گھر کر کے تھیں۔ ان  
مضامین کے پڑھنے سے مولانا شمیم کی محنت نمایاں ہو کر آج آج ہے۔ اس کے  
مضامین نگاروں میں جو اہل انداز اور اجمل آں آجاریہ سریشیہ، جہاں غفر صابو وزیر  
سوزش علی شریف علی اسلمان ندوی کی ہیں۔ قیمت ایک روپیہ با آواز تہ۔

کاظمی از مہ فیضی مرم، موشلمز مہنہ دستان میں بجلی ان نظریہ کا تمام  
 جو بلکہ بغیر کل کاظمی از مہ فیضی مرم کے برقی خیال کرتے ہیں اور بغیر کے نزدیک  
 فیضی مرم شرمز مہم آجنگ ہندوستان کی سیاست میں عراقی وہ ہے جو عربی ہے اس  
 میں اس کے کام کام از مہ فیضی مرم ہے لیکن جب تک کہ فیضی مرم نہ ہو تو  
 ہندوستان کے مہنہ دستان کے مہنہ دستان کاظمی ان مہنہ دستان کے

آئینہ اولیٰ کتابوں کا یہاں کی سلسلہ :- انقلاب فرسٹ  
عصمت انور ڈیرہ بھلی، انور علی، ہمارا زمین، افسانہ، افسانہ  
بھاسا، بھاسا، بھاسا، بھاسا، بھاسا، بھاسا، بھاسا، بھاسا  
فانسی، فانی، فانی، فانی، فانی، فانی، فانی، فانی  
جائی، جائی، جائی، جائی، جائی، جائی، جائی، جائی  
سائنس اور دنیا، جائی، جائی، جائی، جائی، جائی، جائی، جائی، جائی

# دنیا کے میں کرد و غلام مسلمان

| ملک              | مسلم آبادی | سیاسی نوعیت | ملک       | مسلم آبادی | سیاسی نوعیت |
|------------------|------------|-------------|-----------|------------|-------------|
| ۱۔ ہندوستان      | کرور       | حکوم        | (برطانیہ) | ۵۰۰۰۰      | حکوم        |
| ۲۔ سعودی عرب     | ۳۰۰۰۰۰     | حکوم        | (برطانیہ) | ۲۰۰۰۰      | آزاد        |
| ۳۔ یمن           | ۵۰۰۰۰      | حکوم        | (برطانیہ) | ۳۰۰۰۰      | حکوم        |
| ۴۔ کویت          | ۵۰۰۰۰      | حکوم        | (برطانیہ) | ۲۰۰۰۰      | آزاد        |
| ۵۔ شیعہ عرب      | ۱۰۰۰۰۰     | حکوم        | (برطانیہ) | ۱۰۰۰۰۰     | آزاد        |
| ۶۔ قطر           | ۲۵۰۰۰      | حکوم        | (برطانیہ) | ۶۰۰۰۰۰     | حکوم        |
| ۷۔ بحرین وغیرہ   | ۱۲۰۰۰۰     | حکوم        | (برطانیہ) | ۲۰۰۰۰۰     | آزاد        |
| ۸۔ مصر           | ۱۳۵۰۰۰۰    | حکوم        | (برطانیہ) | ۲۰۰۰۰      | آزاد        |
| ۹۔ گنیا          | ۱۵۰۰۰      | حکوم        | (برطانیہ) | ۵۰۰۰۰      | حکوم        |
| ۱۰۔ زنجبار       | ۵۰۰۰۰      | حکوم        | (برطانیہ) | ۳۰۰۰۰۰     | حکوم        |
| ۱۱۔ برطانوی ہند  | ۳۲۲۶۰۰     | حکوم        | (برطانیہ) | ۲۱۴۰۰۰     | حکوم        |
| ۱۲۔ جنوبی افریقہ | ۵۰۰۰۰      | حکوم        | (برطانیہ) | ۱۰۰۰۰      | حکوم        |
| ۱۳۔ انگلینڈ      | کرور       | حکوم        | (برطانیہ) | ۵۰۰۰۰۰     | حکوم        |
| ۱۴۔ اٹلی         | ۱۰۰۰۰۰     | حکوم        | (برطانیہ) | ۲۵۰۰۰۰     | حکوم        |
| ۱۵۔ سوڈان        | ۵۰۰۰۰۰     | حکوم        | (برطانیہ) | ۵۰۰۰۰۰     | حکوم        |
| ۱۶۔ یونان        | ۲۵۰۰۰۰     | حکوم        | (برطانیہ) | ۶۲۵۰۰۰     | حکوم        |
| ۱۷۔ یوگوسلاویہ   | ۱۵۰۰۰۰     | حکوم        | (برطانیہ) | ۵۸۶۰۰۰۰    | حکوم        |
| ۱۸۔ قبرص         | ۲۷۲۳۸      | حکوم        | (برطانیہ) | ۷۲۵۰۰۰     | حکوم        |
| ۱۹۔ ملائیشیا     | ۱۰۰۰۰۰۰    | حکوم        | (برطانیہ) | ۳۰۰۰۰      | آزاد        |
| ۲۰۔ ملائیشیا     | ۱۰۰۰۰۰۰    | حکوم        | (برطانیہ) | ۱۳۳۰۰۰۰    | آزاد        |
| ۲۱۔ فلسطین       | ۸۵۰۰۰۰     | حکوم        | (برطانیہ) | ۱۵۶۱۰۰۰    | آزاد        |
| ۲۲۔ مشرق وسطیٰ   | ۲۶۰۰۰۰     | حکوم        | (برطانیہ) | ۲۶۰۰۰۰     | آزاد        |
|                  |            |             | (برطانیہ) | ۵۰۰۰۰۰     | آزاد        |
|                  |            |             | (برطانیہ) | ۲۰۰۰۰      | آزاد        |

# طرز میں مختلف پیشے



کیلیک کے کپڑوں کو سارے ہندوستان کے نفاست پسند اور شوقین حضرات  
خریدتے ہیں۔ انکی نظر انتخاب صرف کیلیک پر اسلئے جاتی ہے کہ اس کے کپڑے دیکھیں  
خوشیاں مضبوطی اور بناوٹ و نفاست میں جواب اور آنتان مرغوب گوں کے بنے جھکتے ہیں

کیلیک

لاہوری اور دیکھو یہ زیب کپڑے جن کی پائیداری شکار ہے



نوگیت قحریٹ کا ایک سنی خیر ماہی شاہکار

# کمرہ نمبر ۹

ایک عجیب و غریب واقعہ جو شاہزی کسی دو انسانوں کو مشترکہ طور پر پیش آیا ہو

ڈاکٹر گشت: ..... ویدی

اسکریپ پلے: ..... شاہ لطیف

گامنے: ..... نکتہ شب

موسیقی: ..... رشید اترے

ہستکر ہے: .....

گیتیا نظامی

شیام

کے ان۔ جگہ۔ دار کا کٹھنی، سرج بوجہ  
بیسری راج، بھواس، رند جیسر

تعلیم دے مریض ملے گئے رکھا ہے

**دن رات**

رہنیز ہو چکا

ڈسٹری بیوٹس: پیرس پچرز۔ بی بی ۴

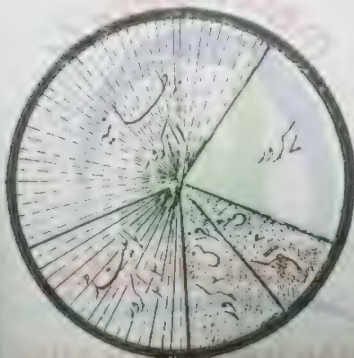
# کتاب دوم

کے واسے

مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی  
ڈاکٹر راجندر پریشاد صاحب  
ڈاکٹر سید عبدالمطیف صاحب جید آبادی  
مولانا حفظ الرحمن صاحب نظم علی جمیۃ العلماء ہند  
مولانا سید نفیس احمد صاحب منگلوری  
سکرٹری ڈائری جنٹلمین تنویر حکومت ہند  
پروفیسر عبدالحی خان فرین ریجن کلکتہ  
سید علی ظہیر حسین دہلوی صاحب جمعیۃ نویس کاغذین  
مولانا محمد میاں صاحب انجمنیۃ العلماء ہند



ذیل کے ایڈیٹوریل سے آپ مسلمانوں کی آزادی و غلامی کی تعداد معلوم کریں



WWW.NAYEISLAM.COM









شدے ٹائمز آف لندن ۲۵ مارچ ۱۹۳۷ء) لکھا ہے۔ ہمیں صاف طور پر اس بات کو واضح کر دینا چاہیے کہ اگر ہندوستان میں بجا  
صحت کی فرض سے معذور نہیں ہیں بلکہ ان کا مقصد وہ یہ پیدا کرنا ہے کہ ہندوستان کو نہیں چھوڑ سکتے اس لئے کہ ایسا کرنا ہمارے مفاد و مصلحت  
کے سراسر خلاف ہے۔ ہندوستان میں رہنا اور اپنا مقصد حاصل کرنا ہمارا فرض ہے۔

سرولیم برائٹس ٹیکس بوم سکرٹری انٹکستان کہتا ہے۔ "ہم نے ہندوستان ہندوستانیوں کی بھلائی کے لئے فتح نہیں کیا اور ہم ہندوستان  
میں ہندوستانیوں کی بھلائی کے لئے نہیں ہیں۔" (تجارت دہلی مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء)

الغرض جس وقت کھسوت کی ناچ سے انگریز یہاں آئے تھے اور جس کے وہ دو تین صدی سے عادی ہوئے ہیں اور جس کے بغیر ان کو مستقل  
کی زندگی بنایت بھانک اور خطرناک معلوم ہو رہی ہے وہ ہندوستان کی آزادی کو ہر وقت انتہائی پریشانیوں میں مبتلا رکھتی ہے اور طرح طرح  
کی اسکیمیں اپنے مفاد اور مقصد کے لئے تیار کر رہی ہے۔

(۳) روس کے زمین پر صرف دو ملک ہندوستان اور چین عظیم ایشیاں تیار دے ہیں جو کہ اپنا مثل نہیں رکھتے آج جبکہ دس دس بارہ بارہ  
کر دہائیوں دے لگ جرمی امریکہ روس جو کہ ہندوستان کی تقریباً ایک ایک تہائی یا اس سے کم آبادی دے لگ ہے اس قدر قوت و درجہ  
گئے ہیں کہ برطانوی شہنشاہیت کو دھمکاتے رہتے ہیں اور دنیا کو الٹی میٹم اور دعوت جنگ دینے سے نہیں ہٹ سکتے ویلورین اقوام بالخصوص برطانیہ کو  
ضرور یہ عظیم الشان خطرہ پیش رہتا ہے کہ اگر چین اور ہندوستان ہر ایک آزاد اور متحدہ قومیت کا ملک اور قوی ہو گیا تو یقیناً تمام روسی زمین پر چھا  
جائے گا اور نہ صرف ہماری نوآبادیات پر قابض ہو جائے گا یا ان کو ہمارے اقتدار سے باہر کر کے آزاد کر دے گا بلکہ قوی خطرہ ہے کہ وہ ہمارے  
سابقہ سیاہ کارناموں اور گزشتہ دشمنانہ برائیوں کا بدلہ بھی لے اور کوشش کرے کہ انٹکستان و غیرہ کو غلامی کی زنجیروں میں بکڑ کر بیدست و پا  
کر دے بالخصوص اس وجہ سے کہ ہر دو جنگ عظیم میں ہندوستانی سپاہیوں کی جفاکشی اور بہادری یورپین اقوام کے مقابلہ میں تمام دہل پدپ  
کے سپاہیوں سے زیادہ اور اعلیٰ ثابت ہوئی۔ جیسا کہ برطانیہ کے بڑے بڑے جرنیلوں اور فوجی اور سول افسروں جلد درجہ برطانیہ سب سے زور  
اعتراف کرتے ہوئے شکر یہ ادا کیا ہے۔ خود لاہور دیول موجودہ وائسرائے کہتے ہیں کہ ہم نے یہ جنگ ہندوستان کے سپاہیوں اور ہندوستان  
کے مال سے جیتی ہے۔ اس لئے یہ خطرہ اور بھی قوی ہو جاتا ہے اور یہ صحیح بھی ہے! اگر ہندوستانی اقوام اور سپاہیوں کو منظم طریقہ پر جملہ  
اسلحہ جات مل جائیں اور ان کی فوجی تعلیم مکمل ہو جائے اور قابل جرنیل کے ماتحت باقاعدہ جنگ جاری کی جائے تو کسی یورپین قوم سے ٹکرانے میں  
کم نہیں رہ سکتے بلکہ ہر مخالف پر غالب آ سکتے ہیں اور یہی قری و جہ ہے کہ ان دونوں ملکوں کو ہر طرح کمزور کرے کہ یا ایسی مملکتوں سے جاری ہے۔  
اور اب یہ امر پیش نظر رہا ہے اور کم از کم یہ خطرہ تو ہر وقت سامنے رہتا ہے کہ ہندوستان کا معمولی سا جذبہ قومیت ہی ہماری شہنشاہیت کی برابری کا نہایت  
نہایت ذریعہ ہے۔

پروفیسر ریلے اسپینش آف انٹکینڈ میں لکھتا ہے۔ "اگر ہندوستان میں متحدہ قومیت کا کمزور جذبہ ہی پیدا ہو جائے اور اس میں انہیوں کے کالنگ  
کنٹریل روح نہ بھی ہو بلکہ صرف اس قدر احساس عام ہو جائے کہ اجنبی حکومت سے اتحاد مل ہندوستانیوں کے لئے شرمناک ہے تو اس وقت سے ہماری  
شہنشاہیت کا خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ ہم درحقیقت ہندوستان کے فاتح نہیں ہیں اور اس پر فاتحانہ حکمرانی نہیں کر سکتے ہیں اگر ہم اس طرح کی حکومت کرنا  
بھی چاہیں گے تو اقتصادی طور پر قطعاً برباد ہو جائیں گے۔"  
(تعلیم جلد ۱۹۳۷ء ۲۸ اگست ۱۹۳۷ء)



اور یہی وجہ ہے کہ مایمان برعکس رہے یا نہ رہے قریب برائیاں دیکھ کر چارچا ہو رہے ہیں اور بہت زبردست پروپیگنڈہ اس کے خلاف جاری کئے ہوئے ہیں۔ چونکہ بھارتی اقتدار کی بربادی کے لئے یہ اہم کمپین یا اس سے بھی زیادہ قوی ہتھیار ہے اس لئے ہر انگریز کو اس کے خلاف پروپیگنڈہ کرنا اور کروانا اشد ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے ہندوستانی بھائی بالخصوص مسلمان بالکل بھولے بھالے اور سیاسیات سے بالکل ناواقف ہیں۔ اور وہ لوگ جو سیاسی میدان میں اترے ہوئے بھی ہیں انگریز کے سامنے طفل کتب ہیں۔ وہ انگریزوں کے چکے میں بہت جلد آجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مسلمان غیر مسلم اور مشرک کا ہم قوم کس طرح ہو سکتا ہے؟ اور اس پر طرح طرح کے شرعی اور غیر شرعی دعوے اور دوجہ استدلالات قائم کر کے حوام کو متفرق کرنے لگتے ہیں۔ حالانکہ "سرسید مروجہ" اس بارے میں بہت آگے بڑھے ہوئے تھے۔ ایک مرتبہ انھوں نے فرمایا تھا "قوم کا اطلاق ایک ملک کے رہنے والوں پر ہوتا ہے۔ یاد رکھو کہ ہندو اور مسلمان ایک مذہب لفظ ہے ورنہ ہندو مسلمان اور عیسائی جی جو اس ملک کے رہنے والے ہیں اس اعتبار سے سب ایک قوم ہیں۔ جیسا یہ سب گروہ ایک قوم کہے جاتے ہیں تو ان سب کو ملکی فائدہ میں جو ان سب کا ملک کہلاتا ہے ایک ہونا چاہیے۔ اب وہ زمانہ نہیں ہے کہ ہندو سب کے خیال سے ایک ملک کے باشندے دو قومیں سمجھی جائیں۔"

(مجموعہ کچھ سرسید صفحہ ۱۷۱)

دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا :-

"جس مرتبہ قوم کے لوگ ہندو کہلائے جاتے ہیں اسی طرح مسلمان بھی 'ہندو' یعنی ہندوستان کے رہنے والے کہلائے جاتے ہیں۔"

(سرسید کے آخری مضامین صفحہ ۵۵)

مغربیوں میں ہندوؤں کو خطاب کرتے وقت فرمایا :-

"آپ نے جو لفظ اپنے لئے 'ہندو' کا استعمال کیا ہے وہ میری رائے میں درست نہیں کیونکہ ہندو میرے رائے میں کسی مذہب کا نام نہیں ہے بلکہ ہر ایک شخص ہندوستان کا رہنے والا ہے۔ پس مجھے نیت افسوس ہے کہ آپ مجھ کو یاد جو اس کے کہ میں ہندوستان کا رہنے والا ہوں 'ہندو' نہیں کہتے۔"

(سفرنامہ پنجاب سرسید صفحہ ۱۳۹) (دورن مستقبل صفحہ ۲۵۱، ۲۵۲)

پس بقول سرسید احمد مروجہ اگر قوم یعنی 'نیشن' یا جائے جو کہ اہل یوں کی اصطلاح ہے تو یقینی طور پر تمام ہندوستان کے باشندے ایک قوم ہیں ہندوستان کا وصف سب میں مشترک ہے 'مغاد' سبوں کا مشترک ہے 'غیر ہندوستانی' جہاں بھی ہیں ان تمام ہندوستانیوں کو ملنے سے غیر اور انجمنیں کرتے ہیں۔ خواہ ہندوستانی مسلمان ہو یا سکھ یا ہندو یا پارسی۔ سیاحان ملک اور خارجہ ہندوستان امریکیوں، جاپانیوں، چینیوں، انگریزوں، فرانسیسیوں، روسیوں سے پوچھو اور دیکھو۔ وہ مذہبی تفرقہ کو محسوس ہی نہیں کرتے۔ بلکہ سب کو 'ہندوستانی قوم' سمجھتے اور کہتے ہیں۔

اور اگر عربی، فارسی اصطلاح دعوت کو دیکھیں 'یا قرآن شہادتیں لکھ کر لیں تو اسباب تو سب صرف مذہب میں منحصر نہیں ہوتے۔ کبھی متحدہ قریب خرافاتی حدود اور وطنیت سے ہوتی ہے تو کبھی نسل کی حیثیت سے، کبھی پیشہ کی حیثیت سے اور کبھی رنگت و فیرہ و فیرہ سے 'قرآن شریف میں نسل یا وطنی اسباب کی بنا پر بار بار کفار کو ایما علیہم السلام اور ان کے متبعین کا ہم قوم قرار دیا گیا ہے۔ بہر حال یہ تین اور مذکورہ بالا برطانویوں اور بالخصوص انڈیوں کو پیشہ ہندوستان کی آزادی سے پریشان رکھتے ہیں۔ انگریز اگرچہ سب کے سب اپنی قوم اور شہنشاہیت کے خواہاء اور فدا ہیں مگر ان میں نیک دل اور انصاف پسند بھی ہیں۔ جو کہ وعدوں کو وفا کرنا ہندوکان خداوندی کے ساتھ انسانیت کا برتاؤ کرنا 'سب کے ساتھ حتیٰ الوسع انصاف کرنا' اور ان کو نظری



حقوق دینا وغیرہ ضروری سمجھتے ہیں۔ مگر تمام قوم برطانیہ میں سب سے گتے ہوئے اور اپنی اغراض کے دیوانے اور دوسری اقوام کی حق تلفی کے جریں دیکھوں اپنی شہنشاہیت کے برعکس اور ناجائز قول اور عمل کے شدید ترین حامی یہی ٹوٹی ہیں۔ یہ کنسرویٹیو پارٹی (قدامت پسندوں) سے بھی زیادہ گتے ہوئے لوگ ہیں۔ ان کا ہمیشہ سے نظریہ یہی رہا ہے کہ ہندوستان کو ذرہ برابر بھی آزادی نہ دی جائے اور ذمہ داران برطانیہ نے بین الاقوامی دائرہ فیشل یا سیاسی (پولٹیکل) یا انصافی مجبوریوں سے جو اطلاعات مختلف اوقات میں آزادی کامل یا نیم آزادی یا انسان اور فطری حقوق کے متعلق ہندوستانیوں کے لئے کئے ہیں ان کو کبھی بھی برمودے ایفانہ آنے دیں اور جس طرح بھی ممکن ہو مثال مثال کرتے ہوئے اپنے استبداد اور جبروت و تشدد سے ہندوستان کی لوٹ کھسوٹ قائم اور جاری رکھیں اور اس کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ کون کونسا یہ اور دیگر ذمہ داران برطانیہ کے اطلاعات اور وعدوں کو نئے نئے لباس میں ڈھالتے ہوئے آج تک برطانیہ نے سامراج ان کی بدولت قائم رکھا۔ کینیڈا، آسٹریلیا، ساؤتھ افریقہ، کیپ کالونی، آئرلینڈ، ملائیشیا، نیوزی لینڈ، وغیرہ کو حقوق و کٹوریہ کے اعلان کے بعد اور پہلے دئے گئے اور دئے جاتے رہے ہیں مگر ایک ہندوستان ہے کہ تقریباً تمام انسانی حقوق سے آج تک محروم ہے اور جو کچھ سمون حقوق دئے بھی گئے ہیں وہ نہایت ناقص اور نکتے ہیں! مگر عرصہ سے چونکہ ہندوستانیوں میں روز بروز بیداری پیدا ہوتی جاتی ہے اور ہندوستانی نظریات کا آواز امریکہ، روس، جاپان، چین اور دیگر ممالک میں بکثرت پھیل چکا ہے اس لئے ان کو نظر آنے لگا ہے کہ اب ہندوستان مثل سابق غلام نہیں رہ سکتا ہندوستانی فوجیوں اور اپنے ہر ہر غلام کو قائم رکھنے اور جاری کرنے کے لئے نئی نئی صورتیں اور نئی نئی انکیہیں عرصہ سے سوچی گئیں اور سوچی جا رہی ہیں، ان میں سے یہ ایک کم پاکستان بھی ہے جس کا سرخسہ اور منہج وہی برطانوی ڈبلیو سی کی پھیل ہے۔

۱۹۴۷ء میں جبکہ ہندوستانی ڈبلیو سیٹ انگلستان میں دوسری رائونڈ ٹیبل کانفرنس میں گئے ہوئے تھے یا جانے والے تھے مسلم نمائندوں وغیرہ کے دماغ میں ٹوٹیوں سے بھی نئی ڈالی ہے اور وہ زمانہ میں اسٹورڈ اور کیمبرج میں شاخ ہو کر ہندوستانی اسٹورڈٹ نکال کر رہی ہے۔

مسلمانوں کے وہ نمائندے جو کہ بگ اور مسلم کانفرنس کی نمائندگی کے واسطے سے بھیجے گئے تھے ان ٹوٹی ہمارے گردوں سے کور ہو کر ان کے دامن میں پناہ گزین ہوتے ہیں اور جو کچھ ذکر کرنا چاہئے تھا کر بیٹھے ہیں۔ اور مسلمانان ہند کو ان ٹوٹی ہمارے گردوں کے قدموں پر بے بیٹ چڑھا دیتے ہیں۔

چنانچہ دینہ بھونکریم فردی ۱۹۴۷ء جلد ۲۱ نمبر ۱ میں لکھتا ہے:

"لیکن ان سب سے زیادہ گتے و طرز عمل ان تعاون کرام کا یہ تھا کہ جب گاندھی جی نے مسلمانوں کے وجود کے چورہ مطالبات منظور کرنے پر آمادگی کا اظہار کر دیا تو ان امتی اور فریب خوردہ حضرات نے اچھوتوں کی حمایت کا بیڑا اٹھالیا حالانکہ ہندوستان کے وہ مرتبہ عہدہ کے پلے تھے کہ وہ مسلمانوں کے مطالبات کی تکمیل کرائیں گے۔ ان سے کسی شخص نے یہ نہیں کہا تھا کہ وہ اچھوتوں کے حقوق کے معاملہ میں بن جائیں۔ ان کا دعویٰ حقوق سلیم کے تحفظ کا تھا اور ان کا ہرگز یہ حق نہیں تھا کہ وہ اپنے کمزور اور بوڑھے کندھوں پر دنیا بھر کی اقوام کے تحفظ کا بوجھ بار کر لیں۔ اس کے سنی تو اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے کہ انھوں نے دانستہ اسلامی حقوق کی راہ میں روڑے اٹھائے۔ اس احمقانہ طرز عمل کی جو قیمت ان کو لی وہ ان کے طرز بھی زیادہ شرمناک ہے۔ وہ یورپیوں کے ہاتھوں پر بک گئے اور ایک ایسے محض غلامی پر دستخط کر دئے جس میں اپنے مطالبات کا تو کچھ گھونٹ ہی دیا گیا تھا مقصد آزادی و امن کو بھی پامال کر دیا۔ اور غیر فلیکوں کو تجارتی اسٹیل اور ڈائمنڈ اور زائد حقوق آبادی دئے گئے تھے اور مسلمانوں کے لئے چند نشستیں چند ملازمتیں اور چند اعزاز قبول کر لئے۔ اور اب حقوق کا



عزیز محل شروع سے آؤنگ مدم تدریج نظری غیر ریاست دانی دل و دماغ کی بے مائیگی اور غلط دوزی عہد و مسلکی  
ایک نہایت الناک مثال پیش کرتا ہے۔ سندرجہ ذیل شہادتیں ملاحظہ ہوں :-

(مدینہ مجور ۹ رگست ۱۹۴۱ء جلد ۲۰ نمبر ۵۹ صفحہ ۵۹)

ہم کو اسٹیشن پائونیر اور دوسرے خالص اسلامی جرائد نے یہ بشارت کبریٰ سنائی ہے کہ دس کروڑ کے خالص اسلامی سرمایہ سے ایک تجارتی کمپنی  
قائم کی گئی ہے جو ہندوستان کی تجارتی مصالح کو ترقی دے گی۔ اس کمپنی کا نام ایسٹ انڈیا کارپوریشن لمیٹڈ ہے۔ صدر دفتر دہلی ہے۔ اسٹیشن اور  
دیگر اینگلو انڈین اخبارات اس کمپنی کا نہایت شاندار الفاظ میں خیر مقدم کر چکے ہیں۔ اس کے بعد کی دوسری شہادت ملاحظہ ہوں :-

(مدینہ مجور ۲۱ رگست ۱۹۴۱ء جلد ۲۰ نمبر ۵۹ صفحہ ۵۹)

گزشتہ اخبار میں ہم نے یہ چیز لکھی تھی کہ ہر بائیس سر آغاں ایک کروڑ روپے کے سرمایہ سے بدیشی پارچہ کو فروغ دینے کی غرض سے ایک کمپنی قائم  
کرنے والے ہیں۔ اخبار الامان سے اب معلوم ہوا ہے کہ نہ صرف ہر بائیس سر آغاں نے بلکہ ملائیٹ الدین طاہر صاحب۔ یو راقوم کے مقتدا اور  
اسمبل اور کونسل آف اسٹیت کے اکثر ممبروں نے دس کروڑ روپے کے سرمایہ سے ایک کمپنی قائم کی ہے جس کا صدر دفتر دہلی ہو گا۔ اس کمپنی کے قیام کے اصل  
محرک کون ہیں؟ اور اُس کے اصل مقاصد کیا ہیں؟ اس کے صحیح حالات اب تک صیغہ راز میں ہیں۔ تاہم اس کے قیام پر اس خط سے کسی قدر روشنی  
پڑتی ہے جو سٹرلچونج ملک متحدہ نے کسی مستفسر کے جواب میں لندن بھیجا تھا اور اتفاقاً سنڈے گرافک کے ہاتھ پڑ جانے سے شاخ ہو گیا۔ اور اسی غرض  
سے ہم اس خط کا متن ذیل میں درج کرتے ہیں :-

دست سے ہندوستان کی صورت حالات قابو سے باہر ہو رہی ہے۔ ہم نیم پارلیمنٹری حکومت کا حتیٰ وعدہ کر چکے ہیں جو برطانوی افسران کے بغیر نہیں چل  
سکتی۔ برطانوی افسر زیادہ عرصہ تک نہیں رہیں گے۔ سول سروس کے تمام شعبے یہاں تک ہندوستانیوں سے بھروسے کئے گئے ہیں یا بھرے جا رہے ہیں کہ آئندہ  
چند سال میں ان میں ڈھونڈنے سے بھی انگریز کا نام نہیں ملیگا۔ میں ان حالات میں ہندوستان کے مسئلہ کا ایک ہی حل دیکھتا ہوں کہ اُسے ہندو اور  
مسلمان حصوں میں تقسیم کر دیا جائے، آر لینڈ میں کیمٹھوک اور پروٹسٹنٹ کا نازمہ ختم کرنے کے لئے ۳۵ سال کی مسلسل پارلیمنٹری جنگ کے بعد ایسا ہی  
کرنا پڑا تھا :-

ہندوؤں نے ہمیں ہندوستان کے ساتھ کاروبار کرنے سے روک دیا ہے اُسے ہیں مایہ صاف کر دینا پڑا ہے تاکہ کاشتکار زندہ رہ  
سکیں۔ یہ ایک نہایت ہی یاس انگیز صورت حالات ہے اور اس کا ایک ہی علاج ہے کہ اس تعفن کو پھیلنے سے روکا جائے اور قدرتی تقسیم کے مطابق  
ملک کے حصے کر دے جائیں۔ اگر ہندو کاروبار تجارت نہیں کریں گے تو ہمیں کی جگہ کراچی شہر تجارتی بندرگاہ کا کام دے سکتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ مزید  
۳۵ سال کے لئے ہندوستان پر ہمارا اثر و اقتدار قائم رہے۔ اب برطانوی حکومت کے بڑے طریق کار کی طرف غور کرنا ناممکن ہے۔ ہمارے پاس  
اب کارکن اصحاب موجود نہیں ہیں! اب ہم دور ماضی کو قائم نہیں کر سکتے۔ نیز ہم نے اپنا کام بھی کر لیا ہے۔ کیونکہ ہندوستان میں ریلیں اور خبریں  
وغیرہ قائم ہیں۔ اب اُسے ایسا طرز حکومت دیدو جو اس کے لئے سوزوں اور قدرتی ہو۔ لیکن جب تک ہندوستان میں ہمارا اثر و اقتدار قائم ہے۔ جس  
تحریک متعاقد کو پورے زور سے روکنا چاہئے۔ غوریزی کو روکنے اور "دھیا لوسی ہندو سسٹم" کا سد باب کرنے کے لئے ہمیں کراچی اور دہلی سے کام لینا  
کرنا چاہئے! جہاں دنیا کی ایک بڑی سلم طاقت قائم ہوگی۔ ہم غماہ کچھ کریں یہ ہو کر رہے گا!۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اُسے جلد از جلد معرض مل میں نہ لائیں۔ اور







(۵) ۱۹۴۷ء میں مسلم قائدوں کے لندن میں جانے سے پہلے یا بعد میں کوئی خفیہ چکیٹ ہوا ہے یا ہونا قرار پایا ہے جس میں مسلم قائدوں کی طرف سے اطمینان حاصل کیا گیا ہے کہ وہ مسلم بندوستان (پاکستان) میں برطانوی مصنوعات اور ان کی تجارت کو برقرار رکھیں گے اور اپنے حامل بندوں، کراچی اور کلکتہ کو برطانیہ کی تجارت گاہ بنائیں گے اور دہلی انس کا مرکز ہوگا۔ (اینول ریسرچ سلسلہ ۱۹۴۱ء صفحہ ۶۱)۔

”لندن کے بعض قائدوں نے اشارہ کیا تھا کہ ان لوگوں (فرقہ دار لیڈروں) نے برطانیہ کے ٹوری لیڈر سے خفیہ سازش کر لی تھی جن میں متاز ٹوری لیڈر، لارڈ لائٹ، لارڈ ڈیفورڈ، اور لارڈ سڈھنم اور دوسرے لوگ تھے۔“ (نیز ریوٹر یکم نومبر ۱۹۴۳ء کو تیار دیتا ہے)

”علوم ہوا ہے کہ مسلمانوں نے کانگریس کے تحفظات سے اختلاف کا اظہار کیا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مسلمانوں نے قدامت پسند انگریزوں سے یہ خفیہ معاہدہ کیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے تحفظات منظور کرالیں گے۔ جو برطانوی اقتدار کو قائم رکھیں گے۔ اور کنٹرول و یو انگریز مسلم مطالبات کی حمایت کریں گے۔“ (حدیث مجوزہ ۵ نومبر ۱۹۴۲ء جلد ۲ نمبر ۷۹)

نیز اخبار صبی کرنگل کا خاص نامہ لگا ہے مسم لندن خبر دیتا ہے۔

شہنشاہیت پرست برطانوی مدبرین کو جب گاندھی جی کے نرم رویہ سے گاندھی جی اور دالیان ریاست کو لڑاتے ہیں ناکامی ہوئی تو اب وہ مسلمانوں کو اپنے مقصد کا آلہ کار بنا رہے ہیں۔ انہوں نے سلمان مندوین کو اس لئے متحد کیا ہے کہ وہ کامل آزادی کے حصول میں گاندھی جی کو ناکام کر دیں۔“ (سریہ مجوزہ ۲ ستمبر ۱۹۴۱ء جلد ۲۰ نمبر ۶۹)

(۶) پاکستان کا بنانا اور اس کی تجویز کانگریسی حکومت کے قیام اور اس کے مظالم مشہورہ سے پہلے ہی قرار پائی ہے۔ مظالم کانگریس کو اس کا باعث قرار دینا، محض عوام کو بھڑکانے کے لئے ہے۔ کانگریس کی حکومت ۱۹۳۷ء کے اواخر میں شروع ہوئی ہے اور پاکستان کی پیدائش ۱۹۴۷ء یا اس سے پہلے ہوئی ہے اور اس کا بھور بگڑ اس کا پرچہ ۱۹۳۷ء سے جاری ہو چکا ہے۔ چنانچہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام پبلشنگ ممبر ۱۹۴۷ء لیٹرن سلسلہ مقالہ (ایس۔ وی۔ پاکستان) میں ہے۔

”پاکستان صوبوں کے اہلکاروں سے ترقی پزیر بنایا گیا ہے۔ پنجاب سے ’پ‘ شمالی صوبوں سے (جس کے لئے خصوصاً افغانوں، اہل کشمیر کے مکان، سندھ سے ’س‘ اور بلوچستان سے ’ب‘) ان خطوں کا نام ۱۹۴۷ء میں چودھری رحمت علی باقی پاکستان نیشنل کونسل نے ’پاکستان‘ تجویز کیا۔“

اور اس پر لاہور ٹریبون ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء اور لاہور ایسٹرن ٹائمز ۲۰ جون ۱۹۴۷ء اور اسٹیشنری دہلی مورخہ ۳ اگست ۱۹۴۷ء اور ۴ اگست ۱۹۴۷ء میں غفلت اور تنقید ہوئی اور اس تجویز کو حکومت برطانیہ اور ان صوبوں کے بندوؤں کے لئے خطرناک دکھایا گیا۔ (ن) مسلم اقلیت کے صوبوں کے مظالم کو اس کا سبب قرار دینا۔ (دیکھو انسائیکلو پیڈیا مذکور) اگر وہ پایہ ثبوت کو پہنچیں بھی تو یہی غفلت اور غفلت سیاست ہے! (اولاً) اگر ان مظالم کے سبب سے پاکستان بنایا جا رہا ہے تو انہیں صوبوں میں مستقبل کے تحفظ کی کوئی راہ نکال



75 جاتی تھیں کہ وہ سب اس کی وجہ سے اور خیرہ میں ڈال دے جائیں اور مسلم اکثریت والے صوبوں کے تحفظ پر بندہ دیا جائے (مانیا) اگر واقع میں یہ اسباب ہو سکتے ہیں تو یہ امر کتنا بعد الوقوع ہے پاکستان کی ایکم تو پہلے ہی سے صیغہ کی ہے اور لینے سے روام ہو کر رماریاگ اور مسلم کانفرنس کے قیام میں جاگہ میں ہو چکی تھی۔ (۱۱) یہ نظام بھارت میں بھی بنائے گئے ہیں یا تصدقاً ان کو اٹھوایا گیا ہے تاکہ حوام کے بدذات کو اُبارا جائے اور اپنی سابقہ خداری یا علی پر پردہ ڈال دیا جائے اور کانگریس کو بدنام کیا جائے اور لوگوں میں متغیر پیدا ہو۔ ان نظام کے اثبات کے لئے بابور اجندہ پر شاد' مولانا ابوالکلام آزاد' پندت' جواہر لال نہرو' اثبات و تحقیق کا مطالبہ بذریعہ جین جسٹس اور جہان فیہ رل کورٹ وغیرہ بار بار کر چکے ہیں مگر سرسینا وغیرہ نے رائل کمیشن پر ہی غول کر دیا اور پھر اس کیلئے کوئی دلی اور موثر عمل کرنے سے قاصر رہے۔

سرسینا گتھرا' اپنے آرٹیکل میں کہتی ہے۔

"شعبہ ۱۵ کا واقعہ ہے میں اور میرے شوہر سرسینا گتھرا دونوں ہندوستان میں مسلم لیگ کے یڈر سرسینا' سے بچ کے موقع پر زمین گھنٹہ تک گفتگو کی۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ میں کوئی واضح اور قطعی مثال ان شکایتوں کی بتائے جو مسلمانوں کو انڈین نیشنل کانگریس سے ہیں؟ مگر وہ کوئی مثال پیش نہیں کر سکے۔ شعبہ ۱۵ میں سرسینا گتھرا نے بھی ان سے یہ سوال کیا لیکن اُس وقت انھوں نے جواب دیا اور ایک شکایت بیان کی۔ کہ میں صاحب نے ذاتی طور پر تحقیق کرنے کا اظہار کیا تھا مگر بعد کو انھوں نے نیویارک میں اس کی اطلاع دی تو اُس میں انھیں کوئی اصلیت نظر نہیں آئی۔ اس کے بعد ستمبر ۱۹۴۲ء میں ہر پرت ستھور نے لکھا کہ مسلم یڈر (انھوں نے سرسینا کا نام نہیں لیا) کہتے ہیں کہ وہ جہنم میں سے نکلے ہیں۔ 'جنگ' انتہائی چالاک اور خشک قانون دان آدمی ہیں۔ کبھی وہ انڈین نیشنل کانگریس کے سرگرم ممبر بن گئے مگر پھر انھیں اپنی نئی خواہشات اور وصلہ مندوں کے لئے برطانویوں کے پیش کردہ مواقع میں بہ نسبت اپنا پیشہ کانگریس کے زیادہ ذوق نظر آئی۔ مگر یہاں اسلام ازم کی تمام بحث و گفتگو کے باوجود وہ ایک اچھے ہندوستانی قوم پرست اور محب وطن انسان ہیں۔ اگر برطانوی ان کے ساتھ کھیل رہے ہیں تو وہ بھی برطانویوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔"

(مدیریت مجوزہ ۹ جون ۱۹۴۳ء)

برڈ فیسر کیمپنڈ' بن کو اسٹور ڈیو جیڈ کی طرف سے شعبہ ۱۵ میں ہندوستانی مسائل کی تحقیق کے لئے بھیجا گیا تھا اور وہ تحقیقات ختم کرنے کے بعد سرسینا گتھرا کے علاوہ شیران کے رکن ہو گئے تھے۔ اپنی یادداشت کے ساتویں باب ڈسٹرٹ اور ڈیوینین میں لکھتے ہیں۔

"پیپر پور پورٹ میں سندھ میں دیگر داستانیں نظام کو کانگریس و آزادوں کی طرف منسوب کئے گئے ہیں کوئی وزن نہیں رکھتے۔ میں نے سرسینا سے ان کے سلسلہ میں جس قدر گفتگو کی میں بھتا ہوں کہ وہ ان کو کانگریس کی اسلام دشمنی روشن کو نہیں ثابت کر سکے۔"

(۳) یہ ایکم اس لئے بنائی گئی ہے کہ برطانوی اقتدار پر ہندوستان پر یا کم از کم مسلم ہندوستان (پاکستان) پر قائم رہے۔ ہمیشہ سے ہی اصول برطانیہ کا ہندوستان پر قبضہ کرنے میں کام کرنا ہے اور یہی اصول اب تک اُس کی حکومت کے بقا میں کارآمد ہوا۔ یعنی ڈیو ایڈ اینڈ رول' "لاڈ اور حکومت کرو" اگر ہندوستان کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے تو برطانیہ کو آپس میں لڑا سنے اور پھر وپدھری بن کر ان کے تحفظ کے جہان سے حکومت کرنے اور دولت کے دریا بہانے کی طرف جہانے کا موقع ہاتھ آئے گا۔ مگر ایک فیڈریشن ہونے کے وقت میں ہندوستان برطانیہ سے بالکل بے نیاز ہو گا۔ جس سے صلح کر کے یا جنگ کر کے ملکہ برطانوی طاقت ہوگی اُس میں برطانیہ کی جو حراہٹ کی ضرورت نہ ہوگی نہ اسن ولسن کے جہان سے اُس کو مداخلت کرنے کا موقع ہو گا۔



ڈاکٹر سراقبال مرحوم اپنے فحشہ اجلاس لاہور ۱۹۳۳ء میں فرماتے ہیں۔

”لیکن حکومت برطانیہ کا موجودہ رویہ مندرجہ ذیل میں غیر جانبدار ثالث کی حیثیت سے عامل رہنے کی اہلیت نہیں رکھتی اور بالواسطہ گویا ہندوستانی اقوام یعنی ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک فحشہ کی خانہ جنگی کی طرف لے جا رہی ہے جو محض اس غرض سے انگریزوں نے اختیار کر رکھی ہے کہ ہندوستان میں اپنی پوزیشن کو سہولت کے ساتھ قائم رکھ سکیں۔“

پانچویں سر جینا کا مندرجہ ذیل بیان اس پر بخوبی روشنی ڈالتا ہے!

نئی دہلی۔ ۲۹ فروری ۱۹۳۳ء نیوز کرائیکل لندن کی دعوت پر سر جینا نے پاکستان کے مسئلہ پر مندرجہ ذیل بیان دیا ہے!

”اگر یہ برطانوی حکومت ملک کے دو ٹکڑے کر دے تو خورٹے عرصہ کے بعد جو ۳۰ ماہ سے زیادہ پہلو کا ہندو لیڈر غاوش ہو جائیگا۔ اور جب تک دونوں ٹکڑے آپس میں امن سے نہ رہیں تب تک برطانوی حکومت کا فوجی اور خارجی کنٹرول ضروری ہے۔ اس صورت میں مصر کی طرح کم از کم ہم اندرونی طور پر تو آزاد ہوں گے۔“

آج بھی اصولاً وہ موبوں میں پاکستانی حکومتیں مسلم لیگ کے ماتحت قائم ہیں اور ہندو وزیر اُن میں کام کر رہے ہیں۔ پاکستان کی قاضی میں پچھلے ملک ہندوؤں کے زیر اثر ہو گیا اور اُن مسلمانوں کے زیر پاکستان کے قائم ہونے سے دائیں امن کی امید ہے۔

(مدینہ مجوز نمبر ۱، جلد ۲۲، سورہ ۵، راج ۱۹۳۳ء)

اس بیان پر ڈاکٹر عبداللطیف صاحب حیدر آبادی جو کہ پاکستان کے بہت بڑے حامی اور اس کے متعلق مفصل کتاب لکھنے والے اور ایک عرصہ تک

لیگ کے ذمہ دار عہدہ دار رہے ہیں، فرماتے ہیں!

”حیدر آباد۔ ۴ مارچ ۱۹۳۳ء ڈاکٹر سید عبداللطیف صاحب نے سر جینا کے اُس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے جو انھوں نے نیوز کرائیکل کے نمائندہ کو دیا ہے فرمایا کہ

”اب مسلمانوں کو دیکھنا چاہیے کہ اُن کے قائد اعظم اُن کو کدھر لے جا رہے ہیں۔ میں اب بھی اُن سے جانتا تھا کہ سر جینا پاکستان کیلئے سنجیدہ نہیں ہیں! اب اُنھوں نے ظاہر کر دیا ہے کہ وہ قطعی آزار پاکستان کے خواہشمند نہیں ہیں! وہ دہلی ملک کے بغیر ایک ایسی ریاست کے خواہشمند ہیں اور چاہتے ہیں کہ زیر سایہ برطانیہ ایک طویل مدت میں یہ علاقے مصر کی حیثیت تک پہنچ جائیں جو قانونی طور پر تو آزاد ہے مگر اپنے ہر کام میں برطانیہ کے جنم دہندہ اور دیکھنے والے۔ اُنھوں نے کراچی میں تقسیم کردہ اور ہندوستان سے چلے جاؤ کا غرہ لگایا تھا اگر اب وہ کہہ رہے ہیں کہ اس سے اُن کا مقصد تقسیم کردہ اور رہو تھا۔ وہ چاہتے ہیں کہ برطانوی طاقت ہندوستان اور پاکستان دونوں جگہ رہے اور دفاع اور خارجی مسائل کی مالک بنی رہے۔ یہ ہے سر جینا کی آئینی ترقی کے متعلق نظریہ۔ کیا گویا انگریز اس کے لئے اُن کا شکریہ ادا کرے گا یا میرے خیال میں برطانوی رجعت پسند بھی اس پر ایسی پراسوس ظاہر کریں گے۔ برطانیہ سے کس اسکیم کی رو سے وعدہ کیا ہے کہ جنگ کے بعد ہندوستان کو متحدہ طور پر یا علاقوں کی تقسیم کے بعد مکمل آزادی حاصل ہو جائیگی۔ بجائے اس کے کہ سر جینا اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دوسری طاقتوں سے اتحاد کرتے وہ موجودہ غلامی پر ہی قائم ہیں! کیا مسلم لیگ کے نام پر ان اس روش کی تائید کریں گے! (اقبل بسنی جلد ۱، ۲-۶ مارچ ۱۹۳۳ء)



مشرعین نے اپنے اس بیان میں وہ بات کہی ہے جو حجت پسند انگریز بھی میں کم از کم اپنے منہ سے نہیں کتا خواہ اس کی نیت میں کتنا ہی خیر کر لیا ہو۔ ایسی حالت میں ڈاکٹر عبداللطیف صاحب یہ کہنے میں قطعاً حق بجانب ہیں کہ مشربینا کی اس روش کو دیکھتے ہوئے یہ ماننا پڑے گا کہ وہ پاکستان کے بارے میں کبھی سنجیدہ تھے ہی نہیں وہ جو چیز چاہتے تھے یا ان کا دماغ جو اسلامی ریاست یا اسی کے ساتھ جیسا کہ وہ اکثر کہا کرتے تھے۔ غیر پاکستانی علاقوں کی آزاد ہندوستانی ریاست نہ تھی بلکہ وہ انگریز کی غلامی میں ایسی ریاستوں کا خواب دیکھ رہے ہیں جن کی حیثیت تقریباً یہی ہو جو ہندوستانی ریاستوں کی ہے اور ایک مدت مدید کے بعد بھی (جس کا فیصلہ یاد رہے کہ انگریز ہی کر چکا) ان کی حیثیت معرکہ ہو جائے جسے باوجود اپنی آکاردی کے ہر کام میں برطانیہ کے اشارہ خیم وادرو کا منتظر ہونا پڑتا ہے۔

بہر حال ایک لحاظ سے بہت اچھا ہوا کہ مشربینا نے سالہا سال کے بعد پہلی بار مغربی کے ساتھ بتا دیا کہ 'پاکستان' کے تعلق ان کا اپنا تخیل کیا ہے؟ اب مسلمانوں کو عام طور پر اور ان مسلم لیگی حضرات کو خاص کر جو مشربینا کی ہر بات پر "آمار مدتنا" کا غرور بند کرنے کے عالمی ہو گئے ہیں۔ سوچنا چاہئے کہ مشربینا انہیں کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ہیں! کیا یہی وہ چیز ہے جو ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کا منتہا کے نظر ہونا چاہئے! اور کیا مسلم لیگ کی دہ نشاۃ ثانیہ "جس کے سانگ اوتے مسلم لیگی حضرات کی زبانیں نہیں تھکتیں اسی مقصدِ عظیم کے لئے ہے! اگر اس کا جواب سنی میں ہے تو میں اس چوری عظیم اور اس کے مقصد و دونوں پر فائقہ پڑھ دینا چاہئے اور اسی کے ساتھ یہ بھی کہہ دینا چاہئے کہ اگر ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان اب بھی اسی پکریں رہیں جس میں مشربینا اور ان کے ساتھی انہیں رکھنا چاہتے ہیں تو ان کا بس اللہ ہی حافظ ہے کیونکہ اس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں ہو سکتا کہ مسلمان خود بھی برطانیہ کا غلام بنا رہے اور اپنے ساتھ اپنے دوسرے کروڑوں مسلمانوں کو بھی غلامی پر مجبور کر دے! میں امید ہے کہ مسلم لیگیوں کا سنجیدہ طبقہ اس مسئلہ پر ٹھنڈے دل سے غور کرے گا اور سچے عاقلانہ چیزوں کو کب تک برداشت کریں گے! فیہو مسلم لیگی خواہ کچھ سوچیں اور کچھ کریں جس تو یہ محسوس ہو رہا ہے کہ مسلمانانہ کی زندگی میں وہ نفسیاتی ٹھوڑی اب قریب آتی جاتی ہے جب حالات انہیں اس بات پر مجبور کریں گے کہ وہ اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کریں اور اس میں تبدیلی کریں۔

دعا، برطانیہ کے یہ ٹوری حضرات اس طریقہ سے ہندوستان کو کمزور کر دینا چاہتے ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس میں اتنی طاقت نہ پیدا ہو کہ وہ انگلستان اور دیگر یورپین ممالک کو آٹھیں دکھانے لگے اور ان کا حربہ بن جائے۔ تقسیم کی شکل میں اول تو اس کو داخلی جھگڑوں میں مبتلا ہونا پڑے گا اور پھر دونوں ٹکڑوں (پاکستان اور ہندوستان) کے آپس کے جھگڑوں میں پھنس جانا پڑے گا۔ جس کے نتیجہ میں امتدادِ جہ کمزور ملک بن جانا پڑے گا۔ ہاں اگر اس کام کو مزمن ایک ہی ہو جائے تو یقیناً ٹھوڑی ہی مدت میں وہ ایسی عظیم الشان طاقت بن سکتا ہے جس کا تقارر آسانی کوئی یورپین طاقت ہی نہ کر سکے گی۔

چنانچہ نوزکر انگل لندن کے فائینڈے نے اپنے سوالات میں مندرجہ ذیل الفاظ لکھے تھے۔

"س" لیکن یہ کسی حد تک ایک پسندیدہ صورت ہو سکتی ہے کہ ملک کو دو حصوں میں تقسیم کر کے کمزور کر دیا جائے جس سے وہ بیرونی حملوں کا شکار ہوا؟ نیز ایک سوال حسب ذیل تھا۔

"لیکن خاندہ جلی ہونا۔ یقینی ہے۔ آپ ایک ہندوستانی المشرع قائم کریں گے جس پر آگے چل کر ہندو لوگ توجہ دے

ہندوستان کے نام پر لگن ہے کہ حملہ کریں"

نیز ایک سوال یہ تھا۔



مشرعین اور ڈاکٹر عبد اللطیف کے اس بیان سے تعلق نہ لگتا ہے۔

”مشرعین کے پاکستان کی آزادی کا تصور بقول ڈاکٹر عبد اللطیف اس سے آگے نہیں بڑھتا کہ رفتہ رفتہ دھڑکی موجودہ حیثیت کو بیچ جائے اور دھڑکی موجودہ حیثیت کیا ہے؟ مشرورنگی جیسے ہوشمند اور باخبر بہتر اور سیاست دان کی زبان سے نئے۔ آپ نے اپنی مشہور اور تازہ ترین ”ایک دنیا“ میں لکھا ہے کہ مہرنامہ ملی اعراض کے لئے برطانوی سفیر سر ہانس لیس کا مختلف ہے۔ اس کی رضامندی کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔ مشرعین چاہتے ہیں کہ ہندوستان اور پاکستان بھی ان بالا دستی کے تحت سے بہرہ مند ہوں۔ (مدینہ ۱۳ مارچ ۱۹۴۵ء نمبر ۱۹ جلد نمبر ۱۲۳)

ابن ہشبی مورخہ، راسی ۱۹۴۵ء میں اپنے ایڈیٹوریل میں جب ذیل بیان دیتا ہے!

مسلمانوں کے لئے فکر ہے! مسلم لیگ کے قائد اعظم مشرعین نے ہندو اخبار بوز کرائیکل کے نمائندہ کو جو رحمت پسندانہ بیان دیا ہے۔ ہم اس سے قبل تبصرہ کر چکے ہیں۔ اس بیان میں پاکستان کے بارہ میں مشرعین اور انھیں کے ساتھ پوری مسلم لیگ کی (کیونکہ اس کے کردار مشرعین ہی ہیں) اپوزیشن کو مدد دینا خیر بنا دیا ہے۔ اور درحقیقت انھیں بے نقاب کر دیا ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے اس بیان پر ڈاکٹر عبد اللطیف کی تنقید ہے جو انھوں نے اسی بیان سے متاثر ہو کر کی ہے ڈاکٹر عبد اللطیف ان لوگوں میں نہیں ہیں جنہیں پاکستان کا مخالف کہا جاسکے بلکہ وہ تو اس بات کے یقین رکھتے ہیں کہ پاکستان کا نیلا انھیں نے پیسے پیش کیا۔ اور پچھلے یا تہذیبی منطقوں میں ہندوستان کے متعلق ایک اسکیم کچھ عجیب ہے۔ جسے انھوں نے اپنی ایک تصنیف میں پیش بھی کیا ہے جب ایک ایسا شخص بھی مشرعین کے طرز عمل پر اتنی سخت تنقید کرتا ہے جتنی کہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے کی ہے تو اسے محض سیاسی مخالفت کی بنا پر قرار دیکر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

ڈاکٹر عبد اللطیف صاحب نے جو باتیں کہی ہیں وہ حقیقت پر مبنی ہیں۔ انھوں نے جو اعتراضات مشرعین پر کئے ہیں وہ مشرعین کے بیان کی روشنی میں حوت بہ حوت صحیح ہیں۔ ڈاکٹر عبد اللطیف کہتے ہیں کہ۔

مشرعین نے کراچی میں نہایت بلند آہنگی سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ انگریز ہندوستان کو تقسیم کر کے یہاں چلے جائیں۔ اگر اس سے ان کا مقصد نہیں تھا جہاں الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ ان کا مقصد اس کے خلاف یہ تھا کہ انگریز ہندوستان کو ہندو مسلمانوں میں تقسیم کریں اور پھر بھی یہاں رہیں اور وہیں بھی تو اس طرح پر کہ مشرعین اور ان کی لیگ کے مجوزہ پاکستان اور ہندوؤں کے قبضہ کے ہندوستان دونوں پر انگریزی سلطہ رہے کیونکہ فوج اور غار جو پانچوں کا قبضہ رہے۔ نیز ان دونوں ریاستوں کے جنھیں ممکن ہے مشرعین اور ان کے ساتھی اپنا جی خوش کرنے کے لئے آزادی پسند کہیں جو دھڑکی بنے رہیں اور جب تک ان دونوں ریاستوں کے ایسی تعلقات اس طرف پر طے نہ پائے جاتیں جس سے انگریز بھی مطمئن ہوں اگر نہ ان کی ہندوستان میں مداخلت کا سلسلہ جاری رہے۔

یہ باتیں ڈاکٹر لطیف نے اپنی طرف سے مشرعین کی طرف منسوب نہیں کی ہیں اور نہ ہم اس میں کچھ اضافہ اپنی طرف سے کر رہے ہیں۔ بلکہ یہ باتیں پوری وضاحت کے ساتھ مشرعین کے بیان میں صاف الفاظ میں موجود ہیں۔ اس بیان نے واضح کر دیا کہ مشرعین کے ذہن میں ہندوستان کی آزادی کا یا تو سب سے تصور ہی نہیں ہے یا اگر ہے تو وہ ایسی آزادی ہے جس سے کوئی خود دار ہندوستانی خواہ وہ متحدہ ہندوستان کا رہے جو خود تقسیم ہند یعنی پاکستان کا یہی نہیں کہ مطمئن نہیں ہو سکتا بلکہ بلاشک و شبہ مضطرب اور پریشان ہو سکتا۔



۱۰ اگر اس وقت انگریزوں نے یہ غدار کے بندوستان کو جھوٹے سے انکار کر دیا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات

اس قدر اچھے نہیں ہیں کہ وہ ہمایہ کے طور پر رہ سکیں تو پھر کیا ہو سکا؟

نمایندہ و نیز ذکر اینکے کے سوالات میں یہ تینوں سوالات واقعات کی روشنی میں ہیں اور نہایت صحیح ہیں۔ سر مینا کے جوابات ہرگز اطمینان بخش

نہیں میں اور نہ راتوں اور قیام پر مبنی ہیں۔ چنانچہ پہلے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

”میں تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوں کہ ہندوستان کو جبری طور پر متحد ہو گا کہ زیادہ محفوظ بنایا جا سکتا ہے۔ حقیقت

یہ ہے کہ اس صورت میں اس کے جیرونی حملوں کا شکار ہونے کے زیادہ امکانات ہیں کیونکہ ہندو مسلمان کبھی ایک نہیں

ہوں گے بلکہ ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ دست بگریاں رہیں گے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان کوئی ایسا مجھوتہ

ناممکن ہے جس سے مسلمان بندہ کوں کا ساتھ بطور ایک وحدت کے یا ایک دنیا کے اندر رہنے پر تیار ہو سکیں، نبی و ائمہ

لیندے مکمل آزادی کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اگر محقرہ سالک کنڈا کے قریب میں ہوتے ہوئے بھی غلطی اپنے پیروں پر کھڑا

ہو سکتا ہے تو یقیناً پاکستان میں جس کی آمدنی سات آٹھ کروڑ یعنی برطانیہ کی آمدنی سے دو گنی سے تینا تری کی منزل پر آگئے

۱۰۰۰ روپے کا ہے۔



جاگیر کا حقدار بکھا جانا اٹھانہ فوج کا افسر ہو سکتا تھا! جبکہ سوئڈن میں سوائے قعر کے معتدین کے اور کسی مفیدہ کا کوئی شخص لازم نہیں ہو سکتا تھا۔ ٹھیک اُس وقت ہندوستان کے اندر ہر شہر اور شاہی دربار میں ہندو مسلمان عزت اور سرمایہ کمانے میں اور ایک دوسرے سے باری بھانے میں آزاد تھے۔

لارڈ ولیم بنٹک انگلستان میں ایک کیشی کے روبرو پیشہ میں بیان دیے ہوئے کہتا ہے۔  
 "بہت سی باتوں میں اسلامی حکومتیں انگریزی راج سے کہیں بہتر تھیں۔ مسلمان اُس ملک میں آباد ہو گئے جسے انھوں نے فتح کیا تھا وہ ہندوستانی باشندوں میں گھل ل گئے، اُن میں شادی بیاہ کرنے لگے۔ مسلمانوں نے ہندوستانی غیر مسلموں کو ہر قسم کے حقوق دئے اور فلاح اور مفتوح کے مذاق دلچسپی اور ہمدردی میں یکسانیت تھی کہ کوئی فرقہ نہ تھا۔ بخلاف اس کے انگریزی پالیسی اس کے برعکس ہے اب سرحدہری خود غرضی اور بے پروائی ہے جس میں ایک طرف تو قوت کا آہنی پنجو ٹکرا رہا ہے اور دوسری طرف ہرجیز پر اپنا قبضہ ہے اور ہندوستانیوں کو کوئی دخل نہیں۔"

(الانصار جلد ۲۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۶ جون ۱۹۲۳ء ماخوذ از فارورڈ کلکٹے)

اسی طرح 'سرجان مینارڈ' اور دوسرے مؤرخ کہتے ہیں۔ یہ منافرت انگریزوں کی پیدا کی ہوئی ہے اور اُن ہی کی خواہش اور پالیسی کے موافق لگ بھگ ہی پرزور کوشش کر رہی ہے۔ یقیناً اگر انگریزی راج کا یہاں سے غائب ہو جائے اور زعماء ایک اپنی اس غلط پالیسی کو چھوڑ کر اتحاد و اتفاق کی دن اور رات کوشش کرنے لگیں تو حالت بہت جلد بدل سکتی ہے جیسا کہ تحریک خلافت کے وقت میں شاہد ہو چکا تھا۔ اگر گورنمنٹی طاقتیں اپنی باطنی قوتوں کا استعمال نہ کریں تو یقیناً نہایت زیادہ ہم آہنگی اور خوش گواری قائم ہو جاتی۔ اور اگر واقعیت وہی تسلیم کر لی جائے جو کہ مسٹر جینا ارشاد فرماتے ہیں کہ بھرپاکستان کے ہر دو حصوں میں بھی کبھی امن و سکون نہ ہو گا اور نہ وہاں مسلم حکومت قائم رہے گی! وہاں کی فی صدی پالیسی بلکہ اس سے زیادہ غیر مسلم آبادی مسلمانوں سے ہمیشہ دست گریبان لگی اور حکومت کو گمنی کے نایج بنایا کرتی رہی۔ بالخصوص اس وجہ سے کہ وہ سرمایہ دارانہ میندار اور عام مسلمانوں سے بہت منظم اور تعلیم یافتہ ہے۔ مسلمان عموماً مفکوک الحال اور ہندوؤں اور سکھوں کے مقبوض و محتاج اور رعایا ہیں اور حسب تصریح 'تعلیم' امر سربراہ جون ۱۹۲۳ء اُن پر قرضہ قوت کر دے روپیہ ہے جس کا سود تقریباً ۵۰ کروڑ روپیہ اُن کو دینا پڑتا ہے۔ قرضہ کا سب سے بڑا حصہ کاشتکار مسلمانوں ہی پر ہے اور فرخواد عموماً غیر مسلم مباحن ہیں۔  
 دوسرے سوال کے جواب میں مسٹر جینا ارشاد فرماتے ہیں۔

"مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے۔ نئے آئین کے تحت مختلف پیدا ہونے والے معاملات کو سلجھانے اور طے کرنے کے لئے ایک درمیان دور ہو گا۔ جس کے دوران میں اُسود غازیہ اور فوجی معاملات برطانیہ کے ہاتھ میں رہیں گے۔ اس درمیان دور کی مدت کیا ہوگی! اس کا انحصار اس امر پر ہو گا کہ کس رفتار سے ہندو اور مسلمان نیز انگریز اپنے اپنے آئین کے مطابق دھانے رہیں۔ بالآخر ہندو اور مسلمان دونوں برطانیہ کے ساتھ معاہدہ کریں گے جس طرح مصر نے اپنی آزادی حاصل کرنے کے بعد برطانیہ کے ساتھ معاہدہ کیا ہے۔"  
 (اجل مبہی ۲ مارچ ۱۹۳۳ء)

اس جواب میں جو غلط کاری مسٹر جناح نے کی ہے اُس کی تفصیل ڈاکٹر عبداللطیف صاحب کے بیان اور اجل مبہی اور مدنیہ بھٹو کی توضیحات میں آچکی ہے مگر ہم ایک اور واضح جزئیات 'انصاری' دہلی روزانہ مورخہ ۲ مارچ ۱۹۳۳ء کے ایڈیٹوریل سے نقل کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ کہتا ہے۔



” لیکن سوال یہ ہے کہ اس درمیانی دور میں برطانیہ ہندوستان کے ان دونوں حصوں کو کیوں نہ ایسی پوزیشن میں ڈال دیا کہ وہ کبھی بھی آزاد نظام حکومت کو سنبھالنے کے قابل نہ ہو سکیں؟ اگر اس امکان سے انکار نہیں کیا جاسکتا تو کیا سر جیمز کی اس تجویز کا مطلب برطانیہ کو یہ صلاح دینا نہیں ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے متحد ہو کر ہندوستان کی آزادی کی تحریک اٹھانے کے امکانات کو پاش پاش کر ڈالنے کے لئے ہندوستان کو ہندوستان اور مسلم ہندوستان میں تقسیم کرے اور الگ الگ ان کی پوزیشن کو کمزور کر کے ہندوستان کو قیامت تک غلام بنائے رکھے؟ نیز گرائیکل کے نامہ نگار کو بھی سر جیمز کی اس تجویز کو سن کر یہی بات سوجھتی تھی جو ہم نے واضح کی ہے۔ چنانچہ اس نے سر جیمز سے دریافت کیا کہ اگر اُس وقت انگریز یہ غور کر کے ہندوستان کو چھوڑنے سے انکار کر دے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات اس قدر اچھے نہیں ہیں کہ وہ ہمسایگی حیثیت سے ابھی طہت رہ سکیں تو پھر کیا ہوگا؟ سر جیمز کو اس کی کچھ فکر نہیں ہے کہ اُس وقت کیا ہوگا اور برطانیہ ہندو اور مسلمانوں کو الگ الگ غلامی کے بندے میں لٹکائے رہے گا۔ انھیں تو صرف یہ فکر ہے کہ کسی طرح مسلم صوبوں پر مسلم لیگیوں کا راج ہو جائے۔

اختیار مذکور کا یہ کنا بالکل واقعی اور صحیح ہے۔ برطانوی قوم بالخصوص یورپوں اور قدماست پسندوں کی ذہنیت اور اُن کے آئے دن کے بیانات اور اداوے اور اعمال اس کی شہادت دیتی ہیں۔ سابقہ تجربات صراحتاً اس کے دلائل اور براہین قویہ ہیں۔

تیسرے سوال کا جواب سر جیمز نے صاف ذیل ارشاد فرمایا ہے!

” ایسا ہو سکتا ہے لیکن اس کا امکان نہیں ہے۔ بہر حال اس صورت میں بھی اس سے زیادہ آزادی حاصل رہے گی جو اس وقت ہے۔ ایک جداگانہ قوم اور ایک ڈومنین کی حیثیت سے ہمارے لئے موجودہ قحط کے مقابلہ میں اُس وقت تک اس کے زیادہ مواقع و امکانات ہوں گے کہ ہم میں اور برطانوی حکومت میں سادہ ہو جائے۔“

سر جیمز نے یہ دعویٰ تو کر دیا کہ اس کا امکان نہیں ہے مگر اس کی کوئی دلیل ذکر نہیں فرمائی! انگریزوں کے اس قسم کے کارنامے تاریخی صفحات پر اس قدر مرقوم ہیں کہ اُن کے گنوائے کے لئے دفاتر چاہئیں۔ تعجب ہے کہ سر جیمز اُن تمام معاملات سے چشم پوشی فرما رہے ہیں۔ ایدو و گئے لاند جارجس مسٹر چرچل اور دیگر وزراء برطانیہ کی تاریخیں دیکھئے اور سر جیمز کی واقفیت یا نسیان کی داد دیجئے۔

اس قسم کی ڈپلومیسیاں ساریں برطانیہ کے بائیں ہاتھ کے کھیلوں میں سے ہیں۔ ہم کو اس وقت مولانا محمد علی مرحوم کا مقالہ یاد آتا ہے۔ اُنھوں نے محدود مرتبہ ذکر فرمایا کہ جبکہ وہ خلافت ڈپلومیشن میں انگلستان کو ہارے تھے تو پیرس میں بھی گندے اور وہاں کے ایک مشہور و معروف سیاسی شخص سے ملاقات کی۔ اُنہوں نے انگریزوں کی ڈپلومیسی اور فریب کا تذکرہ کیا تو اُس نے کہا کہ میں اور میری قوم (فرنج) ہمیشہ یہ عقیدہ کرتے ہیں کہ آئندہ انگریزوں کے تجربے میں نہ آئیں گے۔ اگر ضرورے ہی دونوں کے بعد میں اور میری قوم دیکھتے ہیں کہ پھر اُن کے فریب میں پھنس گئے ہیں!

تعجب ہے کہ دنیا کا آسودہ کار پائیکس کی ماہرین تو یہاں تو ان کے دہل اور فریب کا اتنے ندر شور سے اقرار کر رہے ہیں جتنا بوجھت قانون کے غایت خلک!۔ رچرڈ برٹل مسٹر جان گنٹھام اسکے امکان کا بلا دلیل انکار کریں۔ جسے کیر بار ٹوی تو کہتا ہے کہ جب تک دنیا میں ڈپلومٹک آفس موجود ہے دنیا میں امن و امان قائم نہیں ہو سکتا اور مسٹر جان گنٹھام کہتے ہیں کہ اس کا امکان نہیں ہے! اتنا شک چارٹر اور ایسی ایسی سینکڑوں چیزیں موجود ہیں اور سر جیمز صاحب سے چشم پوشی فرما رہے ہیں یا بالکل سب کی آنکھوں میں دھول ڈال رہے ہیں۔ اُن کی دوسری باتوں کا جواب انگریزوں کے لطیف



اور آج کے آئین میں آچکا ہے اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ روزنامہ انصاری مورخہ ۹ مارچ ۱۹۴۳ء لکھتا ہے کہ سر جینا کوہ تو ہندوستان کی آزادی کی پر داد ہے اور نہ آپ کو مسلمانوں کی آزادی کی فکر ہے۔ بلکہ اس وقت تو آپ کو صرف اس بات کی ذمہ داری ہے کہ کسی طرح اگر ہندوستان کے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑے پر مسلم لیگ کا راج قائم کر دیں اور اپنی سنگینوں سے اس مسلم لیگ راج کی حفاظت کرتے رہیں۔ مسلمانوں کو سر جینا کے اس تازہ اظہار خیال کی روشنی میں مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کے سیاسی ڈھونگ کو غور سے دیکھنا چاہئے کہ مسلمانوں کی آزادی کا مطالبہ ہے یا انھیں ہمیشہ کیلئے غلام بنانے اور ہندوستان کی دوسری قوتوں سے برسرِ پیکار رکھنے کی ترکیب ہے!

(ی) سر جینا کے نقطہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان ملعون مفادات اور سخوس خود غرضیوں کی بنا پر ٹوری اور رجسٹریشن نے معمم ارادہ تقسیم ہندوستان کر کے مسلم لیگ اور مسلم کانفرنسی لیڈروں سے بچت و بچڑی کر لی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ خواہ ہم کچھ کریں یہ ہو کر رہیگا پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اسے جلد از جلد موضعِ عمل میں نہ لائیں اور اس کے ساتھ سب سے پہلے تاجرانہ تعلقات کیوں نہ قائم کریں۔ یہ قول صاف اس امر پر روشنی ڈالتا ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ تقسیم ہندوستان صرف انگریزوں کا نکالا ہوا ہے۔ مسلمانوں کو یقین بنانا کہ اپنا اوسیدھا کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ انگریز اسکی تائید اور حمایت میں پورا اندر لگا رہے ہیں۔ سر جینا لال سیتلوا ڈکارہ بیان جو کہ انھوں نے امریکہ سے واپسی پر ۱۵ جنوری ۱۹۴۵ء میں کراچی میں دیا تھا اس امر پر پوری روشنی ڈالتا ہے۔ اس کا اقتباس حسب ذیل ہے۔

امریکہ کا برطانوی سفارتخانہ پاکستان کے حق میں انگلینڈ میں پفلٹ وغیرہ لٹریچر پھیلاتا ہے اور اسے ہوائی جہازوں کے ذریعہ امریکہ میں مفت تقسیم کرنے کی خاطر بھیجا جاتا ہے اسکے علاوہ امریکہ میں ایک مسلم لیگ بھی کھولی گئی ہے۔ سر احمد اسکے انچارج ہیں۔ برطانوی سفارت خانہ کی طرف سے انھیں تحراہ دی جاتی ہے۔.....

(ملاپ لاہور روزنامہ مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۴۵ء جلد ۲۲ نمبر ۲۲۴۲ از رپورٹر)

ہندوستان میں برطانوی حکام کی لیگ کی غیر معمولی حمایت اور سرپرستی اسکی شہادتِ عادلہ میں جو کہ ہر ایک غور کرنے والے پر عینی نہیں ہیں۔ نیو یارک میں اینڈ نیشن لندن مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۴۰ء لکھتا ہے۔

یہ اشکال اس وجہ سے پیدا ہوا کہ لارڈ ٹیٹنگھو نے مسلم لیگ کو ہندوستان کے تمام مسلمانوں کا واحد نمایندہ جماعت تسلیم کر لیا۔ مسلم لیگ ایک طاقتور جماعت ہے اور اسکو سر جینا کی رہنمائی حاصل ہے جو ایک قابل اور سرگرم لیڈر ہیں لیکن اس کو پنجاب، سندھ اور سرحد کے صوبوں میں بھی جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے کوئی مقبولیت حاصل نہیں! اور اگر اس وقت کچھ ہو بھی گئی ہے تو کل تک نہیں سچی۔ صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات میں مسلم مقلد ہائے انتخاب سے جو بھر منتخب ہو کر آئے ان میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر کامیاب ہونے والوں کی تعداد چوتھائی سے بھی کم تھی! اور اب اس کا دعویٰ ہے کہ اب کچھ ہینوں سے اسکے بھروسے کی تعداد بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ یہ بالکل صحیح ہو سکتا ہے۔ کیونکہ دس سال کی متنازع سرپرستی کی وجہ سے کانگریس کے بعد یہ ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت بگٹی ہے۔ ہم نے سر جینا کی انتہا پرست روش کو ہندوستان کی مسلمان آبادی جسکو ہم تسلیم کرتے ہیں اصل رائے سمجھنا شروع کر دیا ہے اور سر جینا اور دوسری



ہندوستانی جماعتوں کے نعروں میں جن میں دوسری مسلم جماعتیں بھی شامل ہیں کسی اتحاد و اتفاق کا ہونا ممکن نہیں ہے۔

(بریتہ مجبورہ جلد ۳۰ صفحہ ۱۲۲ ربا۔ قی ۱۹۴۱ء)

اسی بیان میں وہ آگے چل کر کہتا ہے۔

”یہ پیشکش غلطی نہ ہے کہ صلیح کے بعد ہندوستان کو درجہ نو آبادیات عطا کر دیا جائیگا تو ہمیں اس قسم کا کوئی قدم اٹھانا پڑے گا۔ لیکن اگر ہم سترجینا کو نص اپنا آلا کا رہنا ہے ہیں جو ہر وقت بھونٹے اور ناکارہ عہد نامہ کو بھرک میں اخلاقی ذمہ داری سے سبکدوش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تو ہم ایسا نہیں کریں گے اگر چارے متعلق یہ شبہات بٹھنے رہے اور ہم نے ان کے دور کرنے کی کوشش نہیں کی کہ ہم تقسیم کرو اور حکومت کرو کا پڑانا کھیں کھیں رہے ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم مستقبل قریب ہی میں ہندوستان کو کھوبیٹھنے کا خطرہ مول رہے ہیں۔“

بہر حال یہ پاکستان کا ڈھونگ، طانیہ کی منہوں تجویز ہے جو کہ ٹوریوں کے داغوں کی جھیل مان سرور سے بطور چشمہ نکلتی ہے اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی بڑھ کر ہمیں مارنے والے دریا کی صورت میں ۱۹۴۷ء سے اختیار کر رہی ہے جس میں فریب دیکر ہندوستانیوں اور بالخصوص مسلمانوں کو نہایت بے دردی کے ساتھ ٹوٹا اور برباد کرنا اور ہر طرح سے اپنا اکو بتانا مقصود ہے۔ اور جسکو نہایت چالاک کے ساتھ بہت ہی خوش رنگ، سیٹھے شربت کی صورت میں زہر ملاہا کو پلایا جا رہا ہے۔

۵ یہ فتنہ آدمی کی خانہ بربادی کو کیا کم ہے۔

ہوئے تم دوست جس کے اسکا دشمن آسمان کیوں ہو؟

اورڈنلنگو اور لارڈ ویل و غیرہ کا اس تقسیم کے غلات کرنا اگر دانستہ ہے (اور یقیناً ایسا ہی ہے) تو یہ بھی انگریزی سیاسی چال ہے جس سے ہندوستان مسلمانوں کا اصرار روز افزوں ترقی کے گا۔ ”الانسان حوصی فی ما منع“ اور آخر میں خود انگریز اپنے عظیم اشران انسانوں کو جلتے ہوئے مسلمانوں سے کہے گا کہ ہم تو نہیں چاہتے تھے مگر کیا کریں تم لوگ مجبور کر رہے ہو تو ہم تمکو یہ چیز دیتے ہیں اور ہندو سے کہیں گے کہ ہم تو ہندوستان کی تقسیم کے غلات ہی ہیں ہم تو متحدہ ہندوستان ہی کو تم سبھوں کے لئے مناسب سمجھتے تھے مگر تمہارے وطنی بھائی مسلمانوں نے ہم کو مجبور کر دیا ہے ہم کو تم سبھوں کی خاطر داری کرنی ہے، بادل غواستہ ہم اس تقسیم ملک کو منظور کرتے ہیں، تم کو اپنے وطنی بھائیوں کی ہٹ اور ان کی خواہشوں کا احترام کرنا چاہئے۔ اسکو ٹھکرانا نہ چاہئے۔ امریکہ اور روس وغیرہ دیگر ممالک کے سلسلے میں اپنی مصویت کا اظہار کر چکا کہ ہم کیا کریں ہم نے تو بت سمجھایا مگر مسلمان نہ مانے۔ اسلئے مجبوری ہم نے تقسیم کر دیا۔ اس طرح سب کو خوش کیے اپنی اغراض مکمل طور سے پوری حاصل کی جائے گی اور بوجھ مسلمانوں کے سر پر رکھ دیا جائیگا۔ ایسے اعمال انگریزی سیاست اور اسکی چالوں میں دنیا غور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ آج نیا تعمیل نہیں ہے۔ مسلمانوں کو غور کرنا چاہئے۔ اور ممکن ہے کہ لارڈ ویل و لارڈ ویل کی یہی نیت دانستہ ہو اور وہ ان کا رد وایوں سے جو ٹوری اور قداست پسند کنسر ویو پارٹی نے یہاں پہلے سے جاری کیں ہیں ان سے واقف ہوں۔ ہر حال مسلمانوں کو اپنے مستقبل پر اور انگریزی مفاد پر ٹھٹھے دل سے غور کرنا ضروری ہے۔



## تقسیم ہندوستان میں اجمالی طور پر خطرات کا جھوم

ہم اس جگہ ان خطرات کو اجمالی طور پر اس تقسیم کے متعلق ظاہر کرنا چاہتے ہیں جو کہ خود لگ کے ایک ذمہ دار سمجھدار سمجھنے والی قوت پر روشنی ڈالتے ہوئے ذکر کئے ہیں اور جنکو اجل بمبئی نے نہایت وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ یہ خطرات نہ تو معمولی ہیں اور نہ صرف مائے اور نہ ہیات ہیں بلکہ واقعات ہیں جنکو غور و غوض کے ساتھ دیکھنا۔ اشد ضروری ہے۔

(روزنامہ آج، بمبئی مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۴۷ء)

۔ مسٹر عبدالرحمن صدیقی بنگال کے ایک ممتاز مسلم لیگی لیڈر ہیں وہ انگریزی زبان کا ایک مسلم لیگی روزنامہ 'مازننگ نیوز' لکھتے ہیں۔ اس اخبار کی اشاعت مورخہ ۱۰ جولائی میں اتحاد عرب پر تبصرہ کرتے ہوئے صدیقی صاحب ایک عجیب بات لکھ گئے ہیں جسے آج ہم ناظرین کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں اور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہی لوگ جو محض ہندوؤں کی ضد میں 'پاکستان' یا تقسیم ہند کا قائل ہیں خود اپنے دل کی گہرائیوں میں تقسیم یا اتحاد کے متعلق کیا نظریہ رکھتے ہیں۔ صدیقی صاحب لکھتے ہیں۔

۔ اگر چھوٹی اور کمزور قومیں بڑی اور طاقتور قوموں کی دراز دستیوں سے بچنا چاہتی ہیں تو ان کو آپس میں ضم ہو کر بڑے گروہ یا مذاق بنانا ہوں گے۔ نسل، مذہب، یا مغزانیاتی حدود کی بنا پر تقسیم کا خیال ایسویں صدی کے یورپ کے سیاسی فلسفہ کی تخلیق ہے اور اب یہ تجربہ کی بنا پر تباہ کن ثابت ہو چکا ہے۔ بلجیم، اپنی کمزوری کا مزہ چکھ چکا ہے، نہ کو سلاویہ کی خوشحالی سے دور رہا اور یوگوسلاویہ میں امن حاصل نہ کر سکا۔ اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ چھوٹی قومیں ظلم اور دراز دستیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

یہ ہے مسلم لیگ کے ایک ممتاز رکن اور لیگ کی مجلس عاملہ کے ایک سابق ممبر کا خیال! 'مازننگ نیوز' کی یہ رائے ضرور اس قابل ہے کہ اس پر مسلم لیگی حضرات غور کریں۔ اسلئے کہ اس میں ایک ایسے مسئلہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جو جویش کی دھاندلی میں مسلمان قوم کو غلامانہ پستے جا رہا ہے اور جس پر چل کے قوم بڑے مصائب میں مبتلا ہو سکتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ پاکستان اور اسلامی حکومت کے فروعی مسئلے دلفریب معلوم ہوتے ہیں۔ یہ بھی سچ ہے کہ دو اسلامی حکومتوں کے قیام کا تخیل عام مسلمانوں میں ایک خاص قسم کا سرور و جوش پیدا کر دیتا ہے۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ مسلمانوں اور ہندوؤں میں کافی اختلافات ہیں مگر اس کے باوجود بھی یہ ہرگز صحیح نہیں ہے کہ محض ہندوؤں کی تنگ دلی سے شاک ہو کر ہم ایسی غلطی کر بیٹھیں جو مستقبل میں ہمارے لئے تباہ کن اور ملت کیلئے باعث بربادی بنے۔ یہ بالکل واضح ہے کہ بنگال اور پنجاب کی حکومتیں اتنی طاقتور نہیں ہوں گی کہ وہ بیرونی حکومتوں کے ساز و باز اور انکی دراز دستیوں کا مقابلہ کر سکیں۔ اسلئے یہ ہو سکتا ہے کہ ہم ہندوؤں سے تو مفروضہ آزادی حاصل کر لیں۔ مگر اس مفروضہ آزادی کے بدلہ میں غیر ملکی حکومتوں کی دہی ہی غلامی میں مبتلا ہو جائیں جیسی کہ آج ہمارے سروں پر نافذ ہے۔ اگر ایسا ہوا تو یہ بدترین بد قسمتی ہوگی! اسلئے ہمارا فرہم ہے کہ ہم سلطنت کو محض ہندو دشمنی کی عینک سے نہ دیکھیں بلکہ پاکستان کے سوال پر پنجابی سے غور کر کے یہ فیصلہ کریں کہ آیا یہ پاکستانی حکومتیں خود ہمارے لئے باعث رحمت ہیں یا بلیکس یا نہیں! آیا یہ اپنے تحفظ کا مناسب بندوبست کر سکیں گی یا نہیں! آیا یہ اتنی طاقتور ہوں گی یا نہیں کہ بین الاقوامی سیاست میں اپنا مقام قائم رکھ سکیں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو فحاشی کا انتھائی ہتہ کہ مسلم اکثریت کے صوبوں کے لئے باقی اختیارات حاصل کر کے متحدہ ہندوستانی وفاق بنایا



شامل رکھا جائے اور بھائے علحدہ ہو کر دوسروں کے غلام بننے کے ہندوؤں سے مل کر نہ صرف اپنی آزادی باقی رکھی جائے بلکہ متحدہ ہندوستان کے دسویں سے قلمبہ اٹھاتے ہوئے خود ملت اسلامیہ کی اس طرح اندرونی اصلاح کی جائے کہ وہ زندہ اور طاقتور قوم محسوس ہونے لگے۔ "مازنگ نیوز" کا یہ بیان صحیح ہے کہ اب دنیا کی تقسیم اور علیحدگی کی مہل سیاسی پالیسی کو چھوڑتی جا رہی ہے۔ اس نئے سلسلہ تجربات نے ثابت کر دیا ہے کہ اس "تفانہ اللبقا" کی دنیا میں صرف طاقتور زندہ رہ سکتے ہیں۔ کمزور چاہے وہ کیوں کتنے ہی حق پرور کیوں نہ ہوں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔

ان سب سے اگر قیام پاکستان کے لئے اچھے دلائل موجود ہیں مگر یہ سچے اور خوبصورت دلائل جاپان کو بنگال پر اور روس کو پنجاب و سرحد پر چڑھنا لگا ہونے سے باز نہیں رکھ سکتے ہیں۔ کیا آزادی و انصاف کے تمام الفاظ ملک گیری کے آرزو مندوں کو پاکستان کے کمزور ممالک کی تحریک امدادوں سے باز رکھ سکتے ہیں! اگر کوئی اس معاملہ میں دیانتداری کا ذرا بھی شبہ رکھتا ہے تو وہ یوتونوں کی جنت کا ساکن ہے اس دنیا میں جہاں حق کے مقابلہ میں طاقت کا راج ہے! پاکستانی حکومتیں محض اس بنیاد پر زندہ نہیں رہ سکتیں کہ مسلمانوں کو آزاد رہنے کا حق ہے اور بحیثیت ایک علیحدہ قوم کے ان کو ضرور آزاد رہنا چاہئے۔ مسلم لیگ مذہب کی بنیادوں پر عمل تقسیم کا طالب ہے "تمدن و تہذیب" اور زبان کو بنیادوں پر تقسیم کا مطالبہ نہیں کیا گیا ہے۔ وہ جہاں تک تہذیب و تمدن کا تعلق ہے اگر اس کی بنیادوں پر ہندوستان کو تقسیم کیا جائے تو ہندوستان بیٹھا کرڑوں میں منقسم ہو کر رہ جائیگا۔ کیونکہ حضرات جس تقسیم کے قائل ہیں وہ تہذیب و تمدن اور زبان کی بنیادوں پر ہوگی مگر مسلم لیگ اس کی طالب نہیں ہے وہ مذہب کی بنیاد پر تقسیم کی طالب ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ ان علاقوں کیلئے حق علیحدگی طلب کرتی ہے جن میں مسلمان اکثریت میں ہیں۔

"مازنگ نیوز" نے اپنے مذکورہ مضمون میں سچ کہا ہے کہ اس وقت جبکہ اقوام عالم کو ایک دوسرے سے قریب تر لانے "قوموں کی گروہ بندی"

# دی مغل لائن لمیٹڈ

## جنگ عظیم نے ہمیں

### عدن، جدہ، پورٹ سوڈان، مصر اور مارشس

جائے وائے ہمارے مسافر اور مال کے جہازوں کی آمد و رفت لگژری حالات کی وجہ سے بمقام عدن دی

قیام امن سے بعد

ہم امید ہے کہ حالات عنقریب پہلے کی طرح ہو جائیں گے اور ان بندرگاہوں پر سفر کرنے والوں اور مال بھیجنے والوں کے لئے انشاء اللہ بہت جلد ہمارے جہازات پھر اسی مستعدی اور باقاعدگی سے آنے جانے لگیں گے۔

دریافت طلب اور کے لئے: ————— ٹرنر مارشس اینڈ کمپنی لمیٹڈ

۱۶- بینک اسٹریٹ

ممبئی

مکرمہ "نور" کو ایک بین الاقوامی وفاقی تیار کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ مذہب و نسل کی بنیادوں پر تقسیم کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔



# ”پاکستان پر ایک نظر“

اذ — حضرت مولانا ابوالقاسم محمد حفظ الرحمن صاحب ناظم اعلیٰ جمعیتہ العلماء ہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پاکستان سیاست ماضیہ کا اہم ترین نقطہ بحث ہے اور ایک بے پناہ منظم پروگنڈے نے اس کو جذباتِ مسلم کا محور بنا دیا ہے۔ اس سے غلط کچھ کھینا گیا ہو گا اور غلط کی باتوں سے کھینا ہے! لیکن حق و انصاف، دیانت اور صداقت، استقلال و ثبات کبھی بھی طوفانِ باطل سے مرعوب نہیں ہو سکتا۔ اس کا تعلق ہمیشہ کیساں رہتا ہے اور با احساس صاحب دیانت انسان کو حق گوئی اور صاف گوئی پر مجبور کرتا رہتا ہے۔ لہذا ضروری معلوم ہوا کہ حقیقتِ حال کی وضاحت کے لئے پارٹی فیلنگ سے بلازور کا محض اس لئے کچھ کھا جائے کہ مسئلہ زیر بحث ہندوستان میں مسلمانوں کی حیاتِ اجتماعی کے لئے کیا واقعی نسخہ کیا ہے یا سیاسی گیمیا گروں کا محض ایک کیا وی فریب ہے جو محض ذاتی اقتدار یا پارٹی اقتدار کی خاطر ایک جماعت کو شکست دینے کے لئے حکومت کے اشارے سے عالمِ وجود میں آیا ہے اس لئے اسلام اور مسلم مفاد کا تقاضا یہ ہے کہ ہم کو کسی جماعت کی مخالفت یا موافقت کو نظر انداز کر کے صرف اسی نقطہ نظر سے اس مسئلہ پر بحث کرنی چاہئے کہ یہ مسلمانوں کی حیاتِ اجتماعی کے لئے مفید ہے یا مضر کیونکہ یہ ایک مسئلہ عقلِ نظریہ ہے کہ جب کسی مسئلہ کی اس حقیقت اور اس کی حقیقی حیثیت سے قطع نظر کر کے اس کو دوسروں کی مخالفت کے جذبہ کے ساتھ سوچا جاتا ہے تو اکثر و بیشتر اس کے نتائج و ثمرات بجائے سر ثبات ہونے کے یہ تر ظاہر ہو جاتے ہیں اور اس میں افادیت کی جگہ مضرہ ہاتھ آتا ہے اور اس کا نتیجہ پرانے ٹنگوں میں اپنی ناک کھٹکنا ہو جاتا ہے جو معنائیں اس مسئلہ کے متعلق اخبارات و رسائل میں شائع ہوئے انہوں نے کہ ان میں دلائل کی جگہ بیشتر جذبات کی فراوانی اپنے خیال کے مخالفوں پر ظلم و تشبیہ غلط حوالوں سے غلط نتائج کا انفرج اور ان تمام باتوں کے ملاوہ دانستہ یا نادانستہ غلط بیانی بکثرت پائی جاتی ہے۔

بتقاضائے حسن ظن حضورِ نگاروں کے صدق نیت اور اخلاص کے باوجود ان کی یہ غرضیں غالباً اُنسی پارٹی فیلنگ کی رہیں منت میں جس نے اصل حقیقت کے فہم و ادراک سے بے نیاز کر کے آجکل دماغوں کو مفلوج بنا رکھا ہے۔

پاکستان کے مایوس کے مضامین میں سب سے بڑی خامی جو مسئلہ کو کسی طبقہ صاف نہیں ہونے لگتی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ایک اہم قانونی اور کانسٹیٹوشنل مسئلہ کو ہندوؤں کی تنگ نظری اور ان کی فرقہ پرستانہ ذہنیت کی پیداوار کہہ کر مخالفانہ جذبات کی زد میں گم ہو جاتے ہیں اور اس مسئلہ کے مفید ہونے کے دلائل سے نظر بچا کر محض دفاعی سوال و جواب پر بحث کر کے مسئلہ کو ختم کر دیتے ہیں اور اس کی بنیادی تفصیل کی تشریح کے جواب میں بھی صرف اسی قسم کا جواب دیکر سبکدوش ہو جاتے



ہیں جیسا کہ پاور فڈر نے تھلیٹ کے اقتقاد پر اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ "ایک کئی طرح ہیں اور میں کس طرح ایک ہو سکتے ہیں" "میزان الحق" میں یہ کہہ دیا کہ "یہ اللہ اگرچہ بنیادی ہے مگر اس کی تشریح اس دنیا میں ناممکن ہے مگر اس پر اعتقاد ضروری ہے۔"

عام طور پر قوم پرور مسلمانوں کے خلاف غم و غصہ کے اظہار کے لئے اس مسئلہ کو صرف عنوان بنایا جاتا ہے، اس کی اصل حقیقت پر بحث کرنا مقصد نہیں ہوتا اور ظاہر ہے کہ اس مسئلہ میں کہ "بندوؤں کی عام ذہنیت ہمیشہ سے تنگ نظری سے متاثر ہے اور وہ ناپ تول کی زندگی کے عادی ہونے کی وجہ سے سیاسیات میں بھی سخت تنگ دل واقع ہوئے ہیں قوم پرور مسلمانوں اور فرقہ پرست مسلمانوں یا پاکستان در غیر پاکستانی مسلمانوں کے درمیان کبھی بھی دورائیں نہیں رہیں۔ ہمیشہ اختلاف اس میں رہا ہے کہ ان کے ان تضام کے باوجود اس ملک میں اتنی آزادیات اجتماعی کو واپس لانے اس کو برقرار رکھنے اور ملک کی غلامی کی لعنت کو دور کرنے کے لئے صحیح طریق کار کیا ہے! اس لئے ہندوؤں کی پیدائشی تنگ نظری اور فرقہ پرستی کے تعین کے باوجود بھی یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا صحیح علاج 'پاکستان' ہی ہو سکتا ہے کیونکہ یہ دو باتیں لازم و ملزوم ہیں! "ہو سکتا ہے" (اور ہے) کہ اس کا علاج پاکستان کے علاوہ کسی دوسرے طریقہ پر کیا جائے اور یہی وہ دوسرا طریقہ ہے جس کو آزاؤ مسلم کانفرنس اور جمعیت علماء ہند اپنے اجلاسوں میں واضح کر چکی ہے اور دوسری مسلم جماعتوں خصوصاً مسلم لیگ کو دعوت دے چکی ہے کہ وہ باہم جمع ہو کر اس اسکیم اور پاکستانی اسکیم دونوں پر غور کر کے ایک متحدہ آواز اٹھائیں مگر اس کا جواب مسلم لیگ کی جانب سے بجز نفی کے اور کچھ نہیں دیا گیا۔

لیکن ہے جذباتی نوجوانوں کے نزدیک الہامی اور اسلامی طریقہ کار وہی جو جو مسلم لیگ نے اختیار کیا ہے تاہم ضرورت اس کی ہے کہ مسئلہ پاکستان اور اس کی غم ابدل اسکیم پر سیر حاصل بحث کی جائے تاکہ لوگوں کی توجہ انتہائی طعن و تشنیع سے الگ ہو سکے اور اسلام کے قدیم اصول بحث پر حقیقتِ مال نکشف ہو سکے۔

## مسلم لیگ کے نقطہ نظر سے پاکستان کی ضرورت

مسلم لیگ پاکستان کیوں چاہتی ہے! اس کے جواب میں عایدانہ نقطہ نظر سے آج تک جس قدر کہا گیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ "ایسے ملک میں جہاں مسلمان مستقل قوم کی حیثیت میں موجود ہوں اور وہاں مختلف اقوام میں سے ایک قوم ایسی بھی آباد ہو جو اس ملک کے مجموعہ کے لحاظ سے اکثریت میں کہی جاسکے تو ایسی حالت میں مسلمان آزاد ہندوستان میں ہرگز ایسی پوزیشن میں نہیں رہنا چاہتے کہ وہ ملک کی اقلیت کہلائیں کیونکہ وہ درحقیقت اقلیت نہیں ہیں بلکہ ایک مستقل قوم ہیں اور چونکہ آزادی کے حالات بعض حصص ملک ایسے موجود ہیں جن میں مسلمان اکثریت میں ہیں، لہذا ان حصص کو ملک کے ان حصصوں سے الگ کر دیا جائے جن میں ہندو اکثریت ہے تاکہ اپنے حصص ملک میں مسلمان اپنی مرضی سے آزادی کا فائدہ اٹھا سکیں۔ کیونکہ اگر وہ کسی صورت میں بھی مجموعہ ہندوستان کا جز یا حصہ رہیں گے تو وہ اکثریت کے تحت ہوں گے اور مستقل حیثیت حاصل نہ کر سکیں گے اور ہمیشہ اقلیت و اکثریت کی جنگ ہمارے سامنے رہے گی اور ملک میں کبھی اطمینان و امن پیدا نہ ہو سکے گا۔ یہی وہ نظریہ ہے جو سر جینا نے لکھ کر ان کے تمام متقدمین کی زبان و قلم کے ذریعہ کیا اور پھر کیا جا رہا ہے اور اس نظریہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بہترین طریق کار پاکستان تجویز کیا گیا ہے۔

## پاکستان؟

پاکستان کس نظام حکومت یا طرز حکومت کا نام ہے اس کیلئے لاہور ریڈیو لیوشن کی ریسے اس وقت ایک مسلم لیگ کے قائد اعظم اور ان کے پیروؤں







کا کون سا درجہ رکھتا ہے اور الہام سیاسی کی کوئی قسم میں داخل ہے خصوصاً جبکہ دوسری مقتدر اسلامی جماعتیں اور ان کے محرز رہنما مسلم لیگ کے ناصوابوں کو بار بار دعوت دیتے ہوں کہ متحدہ آواز پیدا کر کے لئے ایک مرتبہ تم کو یا تم کو اس ایکٹیم پر اس لئے غور کر لینا ضروری ہے کہ ہم سب اس بارے میں متفق ہیں کہ مستقبل کے آئین میں مسلمان ہندوستان میں ہندوؤں کے مقابلہ میں مساوی قوم کی حیثیت میں ہوں۔

الحاصل پاکستان کی اس آخری صورت میں کہ جو سر جینا کی نظر میں صحیح پاکستان ہے ہم کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کے جزا کی تحلیل کر کے یہ معلوم کریں کہ جس غرض اور مقصد کی خاطر یہ الہامی ایکٹ منصفانہ شہود پر آتی ہے کیا وہ واقعی اس مقصد کو پورا کرتی ہے یا نہیں کرتی؟

## پاکستان سیاسی نقطہ نظر سے

ہندوستان میں صوبوں کی جو تقسیم آج موجود ہے اور جن کی نئے سرے سے تقسیم کو ارباب لیگ بھی پسند نہیں فرماتے ان میں مسلمانوں کی اکثریت کے صوبے پنجاب سرحد سندھ بلوچستان شمال مغرب میں اور بنگال مشرق میں متعین ہیں۔ اور بنگال میں آسام کے ان چند اضلاع کو بھی شمار کر لینا چاہئے جن میں مسلمانوں کی خاصی اکثریت پائی جاتی ہے۔ ان صوبوں میں مسلم لیگ کی پاکستانی ایکٹیم کے مطابق شمال مغرب کے صوبوں کا ایک منظم ہو گا یا یوں کہے کہ مسلم حکومت ہوگی۔ اور بنگال اور چند اضلاع آسام کا دوسرا منظم ہو گا اور دوسری مسلم حکومت قرار پائیگی اور ہندوستان کے دو صوبوں (پ۔ پ۔ اور بہار) پر سے جت کر کے دونوں حکومتوں کا ایک فیڈریشن بنایا جائیگا اور دونوں کو مل کر ایک مستقل آزاد حکومت تمام کی جائیگی۔ تو اب ہم اس ایکٹیم کو پیش نظر رکھ کر جب غور سے کام لیتے ہیں اور جذبات سے بالاتر ہو کر عقل سلیم اور فکر فریم کو رہنما بناتے ہیں تو ان دونوں منطقوں کی سیاسی پوزیشن جن اجزاء ترکیبی سے مرکب ہوئی ہے ان کی کل آبادی اور مسلم آبادی کے اعداد و شمار اور تناسب فی صدی سب ذیل ہے۔ یہ اعداد و شمار اہم تناسب فی صدی لیگ کے اردو ترجمان "روزنامہ منشور" مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں شائع ہو چکے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ منشور میں غلطی سے آسام کی مسلم آبادی بھلے چوتیس لاکھ یا بیس ہزار چار سو اسی کے تین لاکھ چالیس ہزار چار سو اسی شائع ہوئی ہے اور سندھ کی فی صدی نسبت بیان نہیں کی۔ نیز صوبوں کی کل آبادی منشور میں شائع نہیں کی گئی۔ ہم نے کل آبادی کے اعداد و چودھری رحیم علی صاحب کے تبصرہ سے اخذ کئے ہیں جس کو انجمن ترقی اردو نے ۱۹۴۷ء کی مردم شماری پر ایک جامع تبصرہ کے عنوان سے شائع کیا ہے۔

| صوبے     | کل آبادی     | مسلمان       | فی صدی تناسب |
|----------|--------------|--------------|--------------|
| پنجاب    | ۲۸,۸۱۹,۸۳۱   | ۱۶,۲۴۲,۹۴۲   | ۵۷           |
| سرحد     | ۳,۳۹۱,۰۹۷    | ۲,۷۸۸,۸۸۰    | ۹۱           |
| سندھ     | ۴,۳۵۱,۰۰۸    | ۳,۴۲۵,۰۸۰    | ۷۸           |
| بلوچستان | ۵,۰۱۶,۲۳۱    | ۳,۲۸۸,۹۲۳    | ۶۵           |
| بنگال    | ۶,۰۳۰,۰۴,۵۲۵ | ۳,۳۰۰,۰۵,۱۲۳ | ۵۴           |
| آسام     | ۱,۰۲۰,۰۴,۷۲۳ | ۴۴۰,۸۲,۴۷۹   | ۴۳           |



پاکستان صوبوں کی کل مردم شماری - دس کروڑ ستر لاکھ چار ہزار سات سو تراسی -

کل مسلمان - پانچ کروڑ اکیانوے لاکھ ایک ہزار دوسو شانوسے -

غیر مسلم - چار کروڑ اٹاسی لاکھ تین ہزار چار سو چھپاسی -

یعنی دس کروڑ ستر لاکھ کے مجموعہ میں مسلمان غیر مسلم سے صرف ایک کروڑ گیارہ لاکھ شانوسے ہزار آٹھ سو گیارہ زائد ہیں یعنی دس فیصدی مجموعی حیثیت سے -

## ساتھ فی صدی مسلمان اور چالیس فی صدی غیر مسلم

جن میں سکھ پنجاب میں اور عیسائی بنگال میں وہ اقلیتیں ہیں جو ہمیشہ اپنے تمام آبادی سے زیادہ ناخستگی حاصل کرتی رہیں -

اسکے برخلاف ہندو ہندوستان میں عموماً ۱۵ فیصدی، بھائی میں ۹۲ فیصدی، پنجاب میں ۱۵۲ فیصدی، بہار میں ۱۲ فیصدی

مئی ۱۹۴۷ میں ۳۵ فیصدی، آریس میں ۱۱ فیصدی -

مختصر یہ کہ ہندو ہندوستان میں مجموعہ آبادی تقریباً تیس کروڑ ہے جس میں مسلمان تقریباً پچھتر کروڑ یعنی دس فی صدی سے بھی کم اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ایک جانب ہم نے تقریباً تیس فی صدی مسلمانوں کو ہندو ہندوستان میں ایک غیر موثر اقلیت بنا کر مسلم لیگ اور قائد اعظم کے تسلیم کردہ اصول کے مطابق ہندوؤں کے رجم و کرم پر چھوڑ دینا منظور کر لیا اور دوسری جانب مسلم اکثریت کے صوبوں میں دو ایسی پاکستانی حکومتیں قائم کی ہیں جن میں غیر مسلم اقلیت (جو تعداد میں چالیس فیصدی اور اثر و نفوذ میں بہت طاقتور ہے) موجود رہی اور یہ ظاہر ہے کہ یوروپین اور اسی نظام کے اصول پر جو ہر حال دونوں قسم کے ہندوستان میں جاری ہو گا کسی حکومت کا اُس وقت تک چلنا ناممکن ہے جب تک وہ اس قدر موثر اقلیت کو کئی طور پر مطمئن اور راضی کر کے حکومت نہ کر کے خصوصاً جبکہ وہ اقلیت سیاسی اور اقتصادی دونوں حیثیت سے سکہ طور پر مسلمانوں سے زیادہ قوی ہو اسکے برعکس ہندوستان میں بارہ فیصدی یا مختلف صوبوں میں بارہ 'بجودہ فی صدی اور کم ہو کر چار یا تین فیصدی وہ اقلیت ہے جو غیر موثر اور ہر وقت نظر انداز ہو سکتی ہے نہ تو سیاسی اور سماجی دونوں حیثیت میں غیر مسلم اقوام سے پیچھے ہو -

پاکستان کا یہ کس قدر افسوسناک پہلو ہے کہ تقریباً دس کروڑ مسلمان جو ایک ہی ملک میں اجتماعی زندگی بسر کر رہے ہیں دو حصوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں اور مختلف یہ ہے کہ جس مقصد اور غرض کے لئے ایسا کیا جا رہا ہے وہ بھی پورا نہیں ہوتا اور تقریباً پچھتر کروڑ آبادی مسلم لیگ کے اصول کے مطابق ہندوؤں کی اکثریت کے رجم و کرم پر چھوڑ دی جاتی ہے اور یہ کہ ایسی حکومت وضع کی جاتی ہے جس میں اگرچہ تناسب عدلی کے لحاظ سے وہ اکثریت میں رہتے ہیں مگر ایسی اکثریت جو یوروپین جمہوری نظام کے پیش نظر موثر اور معتدبہ غیر مسلم اقلیت کی رضا کی ہر وقت محتاج رہے اور اسکے برعکس ہندو ہندوستان میں ہندوؤں کو ایسی مضبوط حکومت بنا دینے پر اصرار ہے جس میں مسلمان غیر موثر اقلیت بن کر رہ جاتے ہیں -

لیکن اس مقام پر چونکہ ہر ایک پاکستانی دلائل و اسباب سے جدا ہو کر محض جذباتی بن جاتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ ہماری حکومت قائم تو ہو جائے پھر ہم مسلم اقلیت کے صوبوں میں بھی اپنی حکومت کا دباؤ ڈال کر مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کیجئے اور اپنی معمولی سی اکثریت کے باوجود موثر اور معتدبہ اقلیت کو قابو میں رکھ سکیں گے -

مگر حضرات! ایسا کہہ کر خود فریبی یا ابلہ فریبی میں مبتلا ہونے کا ثبوت دیتے ہیں! بقول شخصے 'یہ قوؤں کی جنت کا خواب دیکھتے ہیں' -



کیا کوئی عاقل اور ذی ہوش انسان یہ مان سکتا ہے کہ اگر ایک حکومت میں دوسری قوم کے حقوق کو پامال کیا جا رہا ہو تو اسکا مجمع مواد یہ ہو سکتا ہے کہ اس مکران قوم کے ہر افراد دوسری قوم کی حکومت میں آباد ہوں ان کا انتقام ان سے لے؟

کیا یوپی اور تیار کے مظلوم مسلمانوں کا انتقام پنجاب اور بنگال کے ہندوؤں سے لینا مذہب یا اخلاق یا قانون و آئین کے کسی نظریے بھی صحیح ہو سکتا ہے؟ اور اگر صحیح بھی ہو تو کیا یہ عقلاً ممکن ہے؟ بیشک جو حضرات آئینی حکومتوں اور ان کی ذمہ داریوں سے نا آشنا بعض برات عاشقان بر شاخ آہو کی طرح صرف خیالی دنیا میں بسر کرنے کے ملدی ہیں وہی صرف ایسا کہہ سکتے ہیں ورنہ اس سے زیادہ طفلانہ خیال دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا خصوصاً پاکستانی حکومت میں تو یہ قطعاً ناممکن ہے اسلئے کہ اسکا تو یہ مطلب ہو گا کہ ایک جانب یوپی اور جلد میں مسلم اقلیت تائی جائے ہوگی اور دوسری جانب مسلم حکومت جب ان کے انتقام کے لئے اپنی سربہ اور ٹوٹا اقلیت کو تاسی تو ان کے احتجاج اور پردوش بلکہ ڈیڈ لاک کی بددت خود اپنی حکومت میں اضماول پیدا کر رہی ہوگی یا ہندو حکومت پر کسی معروضہ پکیٹ کی غلات درزی کا الزام لگا کر یکسی کا اظہار کرتی نظر آئے گی اور یا جنگ کا اسٹی سیٹم دینے پر مجبور ہوگی۔ اور اگر اس پر اصرار کیا جائے تو ان حضرات کو ترکی اور فلسطین کے عالیہ واقعات کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ ترکی ایک مضبوط اور آزاد حکومت ہے۔ فلسطین جنگ فطیم سے چلے اسی کا موبہ تھا۔ مگر اس کے ہاتھ سے بھل جانے اور برطانیہ کے انتداب کے تحت آجانے کے بعد جو کچھ اس پر گزرا اور ترکی میں اس کے غلات غم و غصہ کے بارہند جو کچھ غل میں آیا وہ سب علم سے لے قابل عبرت ہے اور یہ اسلئے نہیں ہوا کہ ترکی کو فلسطین کے مسلمانوں سے محبت نہیں (اور ہم کو ہندو ہندوستان کے مسلمانوں سے محبت رہے گی) بلکہ یہ حالت اور آئین کا سلسلہ ہے جس نے ترکی کو کچھ نہ کرنے پر مجبور کر دیا اور اس سے بھی زیادہ ایران، عراق، مصر، ترکی کے میثاق سعد آباد کو اور پھر موجودہ حالات میں ترکی کی یکسی کو فراموش نہیں کرنا چاہئے اور جو حضرات ان معاملات سے صحیح نتیجہ نکال کر عبرت حاصل کرنے کی بجائے بیجا بحث کے لئے آمادہ ہوں ان کو کسی حقیقت سمجھنا ہو چکا بلاشبہ مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہے اور یہ پوزیشن کس قدر مضحکہ خیز ہے کہ سر جینا نے علی گڑھ کی تقریر میں جس خدشہ کی خاطر اسلئے مسلمانوں کا پاکستان بنانے کے لئے مسلمانوں کی رسم قربانی اور قربانی قبی اقلیت و اکثریت کا وہ خدشہ اور مناقشہ جوں کا توں ہندو ہندوستان اور مسلم ہندوستان دونوں میں موجود رہا اور انگریز کے لئے پاکستان کے نام سے ایک 'بفر اسٹیٹ' (BUFFER STATE) رجحانی حکومت بنانے کے سوا غریب مسلمانوں کے ہاتھ کچھ بھی نہ آیا !!!

معلوم نہیں کہ پاکستانی مسلمانوں میں وہ کون سے شجا عائد اور متورانہ عزائم ہیں جو آج کے ہندوستان میں تو ہندو کے غلبہ کے خوف سے بڑی، بچن، خود اعتمادی کے فقدان کی راکھ سے ڈھکے ہوئے ہیں لیکن ایک معمولی سی آئینی اکثریت کے حاصل ہونے کی ملگتی ہوئی چنگاری کی طرح نکل کر شعلہ جوالہ بن جائیں گے اور اسلئے مسلم اقلیت کو اس سنبھال لیں گے۔ اور مسلمان علاقوں میں بھی متحدہ غیر مسلم اقلیت کو نظر انداز کر کے فردوں پر بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس بات سے میرا ہرگز یہ مقصد نہیں ہے کہ یورپین جمہوری نظام کے پیش نظر کسی قوم کی اپنی اکثریت خواہ وہ کتنی ہی معمولی ہو ہے معنی ہے بلکہ میرا مطلب تو یہ ہے کہ قومی اور مذہبی منافرت پیدا کر کے میں طرح پاکستان کے نام سے ہندوستان کو وہ حصوں میں تقسیم کرانے کی سعی کی جا رہی ہے اور جس کی بدولت خود مسلمانوں کو وہ حصوں میں تقسیم کیا جا رہا ہے یہ طریقہ ہندوستان میں مسلمانوں کی قربانی کے لئے مفید ہے یا وہ طریقہ کار جو جمعیت علماء ہند کے اجلاس دہرہ دھار پور میں ظاہر کیا گیا اور حکومت ہند کے مفصل کے ساتھ پیش کر گئے۔ کیا ہمارے سامنے ہندوستان میں کا گروسی حکومت کے زمانہ کا وہ نقشہ نہیں ہے جبکہ انگریزوں کی ترقیب کو کمیشن رفرنٹ کے اصول



کو ترک کر کے پابلی گورنمنٹ کے اصول پر کی تھی تو اس کے خلاف ایک عرصہ تک مسلم لیگ اور اسکے قائد اعظم کا گریس کے سامنے بھیک کا ہاتھ اس طرح پھیلاتے رہے کہ مدت دراز تک کسی نے ان ہاتھوں کو گرتے اور ٹھکتے نہیں دیکھا کہ کسی طرح کا گریس بائی کمانڈان پر دم بھاکر کبھی مسائل وزارت کرے تھے کہ مجبور ہو کر اس ہاتھ کا ٹیخ حکومت کی طرف پھیر دیا اور ان دائروں کی طرف دست سوال دلا دیا کہ وہ ہی رحم فرمائیں مگر انویسٹمنٹ کے کلیم لیگ وفد کو گورنمنٹ نے یہ کہہ کر کچھ صبر بغیر ناکام واپس کر دیا کہ جہاں تک مسلم حقوق کی حفاظت کا تعلق ہے یہ اہمیت دلاتا ہوں کہ وہ محفوظ ہیں اور جہاں تک وزارت وزارت ہے تو وہ وزیر اعظم (پریسیر) کے ہاتھ میں ہے جو قلمدان وزارت کا لکھتا ہے اور اس سے بھی زیادہ قابل صد ہزار عزت کا گریس منبری کا وہ پورا انداز ہے جس میں مسلم لیگ کے اقوال کے مطابق مسلموں پر نظام کے گئے گریگ اور ان کے قائد اعظم کو بھگوانے اور جٹا بھلا کھنے اور بدنے ہونے کے یہ عزت نہ ملے کہ گریس حکومتوں میں ڈیڈ لاک اور جمود پیدا کر دیتے یا اس درجہ ایسی ٹیشن کرتے کہ وہ مجبور ہو کر مستغنیٰ دیدے، بلکہ اسبل اور کونسل کے ان بھکاریوں سے یہ بھی نہ ہو سکا کہ پورٹ کے طور پر ان کا بائیکاٹ ہی کر دیتے تاکہ اگر یہ کو آئین معطل کر دینے کا جہانہ ہاتھ آجاتا اور مسلم لیگ کا گریس کو اس حکمرانہ رویہ کا مزہ چکھا دیتی مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ گریس کے مقرر کردہ آزادی مجسٹریٹوں، گرام سدھار کے عین کردہ جیڑیوں اور مسلم ملازمتوں پر مقرر کردہ افراد کے نے سب سے زیادہ پیش پیش ہی بھکاری تھے جو مسلمان پبلک میں ہندو مسلم اتحاد کے خلاف اور گریس کے خلاف زہر چکانے کہتے تھے اور گریس دیرینوں کے پاس حاضر ہو کر مجسٹریٹ، جیڑی اور ملازمت کی بھیک مانگتے تھے اور ان میں مسلم لیگ کے نمایاں اور باغی تھے یہ شامل ہیں۔ چنانچہ آزادی مجسٹریٹوں، عہدوں اور چند ملازمتوں میں قوم ہندو مسلمانوں کے بھلے فی صدی پچھتر جہانداروں کو لیا اور خاندانوں اور مسلم لیگ مہران اسبل و کونسل کے عزیزوں اور رشتہ داروں کا تقرر اسکی زندہ شہادت ہے۔

میرٹھ میں جناب نواب اسماعیل خاں صاحب اور بلند شہر میں جناب نواب احمد سعید خاں صاحب آف چھتاری بالقابہ کا گریس دد حکومت ہی میں کا گریس کی جانب سے گرام سدھار کے جیڑی ہیں۔

بہر حال قائد اعظم اور مسلم لیگ کا تمام ادارہ بجز اسے داسے کے اور کچھ نہ کر سکا لیکن جب کا گریس نے سلسلہ میں جنگ کے مسئلہ ہندوستان سے استغنیٰ دینے اور تمام کا گریس دیرینہ ایک حبش قلم ان کو ٹھوکر مار کر الگ کھڑے ہو گئے تو فطری و طبیی بہادر اور شجاع مسلمان کو بزدل اور خائف بنادینے کے بعد قائد اعظم نے مسلمانوں سے اس بہادری کا مطالبہ فرمایا کہ وہ کا گریسی حکومتوں کے ختم ہو جانے پر یوم نجات منائیں۔

انا الیہ وانا الیہ راجعون

کیا اس وقت پنجاب اور بنگال میں مسلم اکثریت کی حکومتیں موجود نہیں ہیں؟ اور کیا بار بار جہانداران لیگ کے انتقام لینے کے نعروں میں سے کوئی منفرہ بھی شرمندہ معنی ہوا؟ کیوں؟ صرف اسلئے کہ مسلمان اقلیت کے محبوبوں میں غیر نوثر اقلیت تھے اور اکثریت کے محبوبوں میں ہوں اکثریت کے مالک اور معتد بہ اور نوثر اقلیت سے دوچار اور اگر یہ کہا جائے کہ آئین ناقص تھا اور آزادی کامل نصیب نہ تھی تو یہ تو سچا خود فیوز کرائیک (لندن) کے نمائندے کو اعتراض دینے ہوئے تسلیم کر چکے ہیں کہ آزادی پاکستان کے معنی یہ ہوں گے کہ سحر جیسی خود مختار حکومت بھاری جو سلسلہ کے معاہدہ کی زندگی اندرون طور پر اسکو حاصل ہوئی ہے (مذہب ہر راجی سلسلہ) (ہندوستان ٹائمز) اور نومبر سلسلہ) بہر حال اس نیم آزادی کی بنا پر یہ کتنا قطعاً مبالغہ نہیں کہ اس قسم کی اسکیم جو مسلمان ہندو کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک جگہ غیر نوثر اقلیت بناتی ہو اور دوسری جگہ غیر نوثر اکثریت، مسلمانوں کے لئے ہلاکت اور فقر و زلت میں ڈالنے کے مراد ہے اور اگر ذاتی یا ملی اقتصادیاں



جوت کے مقابلہ میں قوم دھندلے سے انتقام لینے کے لئے بنائی گئی ہے جیسا کہ قائد اعظم کے متعلق ہمارا یقین ہے وہ مسلمانوں کے ساتھ مکمل یونی  
غدا آ رہی ہے!! کیا سلطان اس وقت کو فراموش کر دیں گے جبکہ مسلمانوں میں کامیابیوں کے ساتھ ساتھ ایک پکیٹ میں ان ہی سرسبزینا اور ان کی عزت کے  
دوسرے سلطان یٹھروں کے یورپی اور دوسرے مسلم اقلیت کے صوبوں میں اپنی ایڈر شپ کے اقتدار کو قائم رکھتے اور اپنی لینڈ نہ اغواؤں کو عمل  
جامہ پناہ کے لئے پنجاب اور بنگال کی آئینی اکثریت کو مسلم اقلیت کے صوبوں میں وٹج رپانگ کے بدلہ میں فروخت کر دیا تھا جس کے  
نتیجہ میں گول بیز کا غرض میں پورا نہ لگا دینے کے باوجود بھی وزیر اعظم کے فرقہ وارانہ فیصلہ میں ہم اس آئینی اکثریت کو حاصل نہ کر سکے اور آج  
اس کے لئے پریشان و حیران ہیں! اس وقت بھی قوم پرور مسلمانوں سے اس کے خلاف آواز اٹھائی گئی تھی اور ملّا جن میں سے حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ  
صاحب اور حضرت علامہ مولانا ابوالکلام آزاد نے اس کے خلاف احتجاج کیا تھا جو اخبارات کے کالموں میں آج تک محفوظ ہے مگر مسلم لیگ کے خوش اعتقاد حضرات  
نے اس وقت بھی اسکو سیاسی الہام سمجھ کر اور احتجاج کی آواز کو سیاست سے نا آشنا "قل آغوی" موبیوں کی آواز قرار دے کر لیگ کے فیصلہ  
کو ربانی فیصلہ باور کیا تھا۔

کہتے ہیں کہ تاریخ اپنے کو دہرائی ہے چنانچہ آج پھر وہی نازک وقت ہے اور جس طرح حکومت بھٹانہ کے ہندوستان میں قدم جمانے  
کے وقت ملّا جن کے خلاف ایک مستقل محاذ سلی نوں اور اسلام ہی کے نام پر قائم کر دیا گیا تھا اور تعلیم و ترقی کے نام سے آئینہ نگار قرار دے کر  
ان کے خلاف نفرت و حقارت کے جذبات اگر یہ کی برتری کے لئے عام کر کے ذمہ داریوں حکومت کی سیاست کو مسلمانوں کے لئے تریاقی ظاہر کیا  
گیا تھا اسی طرح آج ہندوستان میں اگر یہی اقتدار پر ضرب کاری لگتے دیکھ کر اس کے اشارہ سے وہی حربہ دوبارہ استعمال کیا جا رہا ہے اور مسلم لیگ کی  
سیاست کی اساس ملّا جن کو ملّا دسور کہہ کر ان کی حقارت و تذلیل پر قائم کی جا رہی ہے اور جس طرح اس وقت بھی بہت سے حضرات بڑھتے ہوئے یلاب  
سے مرعوب ہو کر اس سیاست کی ہنوائی کرتے نظر آتے تھے اسی طرح آج بھی بہت سے جذباتی حضرات اس بڑھتے ہوئے یلاب سے مرعوب ہو کر اس  
سیاست کی ہنوائی کر رہے ہیں اور اسکو الہامی اور ربانی کہہ کر صحافتی ادبیت کی داد دے رہے ہیں۔

مگر میں طرح لاکھنؤ کی معرفت تقسیم بنگالہ کی اسکیم کے اعلان سے نواب وقار الملک مرحوم اور نواب سید احمد خاں آف موحاکہ مرحوم کی آنکھیں  
کھولی تھیں اور ان کے سامنے اصل حقیقت آشکارا ہو گئی تھی اسی طرح جب اگر یہ اپنی مرضی کے مطابق پاکستان بنا کر چلے ہندوستان سے الگ  
اسکو اپنی مرضی کا آکر کار بنایا گیا اس وقت ان نیک نیت حضرات کی بھی آنکھیں کھل جائیں گی جو اپنی سادہ لوحی سے سیاست کے عملی اقدامات سے دور  
گوشہ عافیت میں بیٹھے پاکستان کی داد دے رہے تھے۔ اور اسکو لاکھو اقبال مرحوم اور مسٹر جین کا "سیاسی الہام" سمجھ رہے ہیں۔

بلاشبہ پاکستان کا یہ تختی سیاسی الہام ہے مگر ربانی الہام نہیں ہے بلکہ نصر کنگھم کا الہام ہے جو کہ لاکھو اقبال کو بھی جب ہی ہوا تھا جب وہ  
لندن سے قریب ہی زمانہ میں واپس تشریف لائے تھے اور وہ الہام دوبارہ اس وقت پھر ہوا جبکہ مسلم لیگ کے دفینے جو کہ بہ سرکردگی چوہدری  
خلیق اللہ صاحب اور لندن کا جگ کرنے گیا تھا "ہندوستان واپس اگر بیٹنی آنے کے ساتھ ہی اپنے انٹرویو میں اس پیڑ کو ظاہر کر دیا تھا اور جسکو صوبے کے  
بعد پھینک دیا اور لاہور میں پیش کرنے کی اجازت دی بہت سے لیگی حضرات اپنی سادہ لوحی سے جذبات کے جوش میں بڑے زور سے فرماتے ہیں  
کہ پاکستان بیکر ہے گا اسلئے کہ وہ مسلمانوں کے دل کی آواز ہے اور یہ کہہ کر شاید وہ قوم پرور مسلمانوں کا مضحکہ اڑانا چاہتے ہیں۔ مگر ان دیواروں کو یہ جوش نہیں  
کہ وہ ضرور بیکر ہو گا اسلئے نہیں کہ وہ مسلمانوں کی آواز ہے بلکہ بقول حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری اسلئے کہ حکومت نے کرپٹی سے کاب جبر پھینک دیا



میں آزادی کا جذبہ آخری حدود تک پہنچ چکا ہے اور اس کے لئے کانگریس جان و مال کی بازی لگا چکی ہے تو سخت ضرورت ہے کہ ملک کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے تاکہ برما کی طرح جب جیسے وقت ہو ایک حصہ کو دوسرے کا مقابلہ بنا کر اپنا اقتدار برنوع مضبوط اور مستحکم بنایا جاسکے۔

## پاکستان اقتصادی نقطہ نظر سے

پاکستان کا یہ وہ پہلو تھا جو سیاسی کما جاتا ہے۔ اب مناسب ہے کہ تھوڑا سا وقت اس کے اقتصادی پہلو پر بھی صرف کریں۔

یہ حقیقت مسلم بلکہ شاہد ہے کہ حکومتوں کی ترقی کا دار آج کی دنیا میں صرف اقتصادیات کی برتری پر قائم ہے اور اقتصادی برتری میں مقدمہ معذرت کا نہیں۔ انڈیا میں اسی تدریجی ترقی کوئی شے نہیں ہے کیونکہ تجارت صنعت و حرفت اور حکومت کی شینیری کا قیام دوسرے ذرائع کے مقابلہ میں اس درجہ پر بڑی حد تک قائم ہے اور یہ بھی نظریں شمس سے کہ جن صوبوں میں پاکستان بننے والا ہے ان میں کانین جو باہر نکلی ہوئی ہوں بہت جی کم ہیں پنجاب میں نمک اور لوہے کی ایک کان اور بنگال میں کوئلہ کی چند کانیں اور لوہے کی غائب ایک ایک کان ہے باقی صفر ہے۔ اور جواہرات، سونا، چاندی، تانبا، الومیم، فولاد، آہن، کوئلہ اور پتھر کی بڑی بڑی کانیں سب ہندوستان میں واقع ہیں جبکہ اکثر حصہ ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اب اگر پاکستان اس طریقہ پر بنایا جائیگا جو مسلم لیگ اور اسکے قائد اعظم کا تجویز کردہ ہے اور جسکی بنیاد ہی قومی اور مذہبی منافرت پر قائم کیا رہی ہے تو ہندوستان ان کے جس میں ہندو سرمایہ دار خود بہت کافی ہیں، جن درجہ غفلت کے ساتھ ترقی کر کے پاکستان کے لئے غمہ بن سکتا ہے اسکو کوئی طاقت روک دے گی؟ نیز نظام حکومت کے تمام شعبوں میں جس قدر زبردست ترقی ان کو حاصل ہوگی اور سرمایہ سے محروم مسلم اقلیت کو اگر ہندو سرمایہ دار تو انین اقتصادیات کے پردہ میں ان سے محروم کر دے تو وہ کوئی طاقت ہے جو ان کا حق طلبی آپٹ سے زیادہ یہ کرے گی کہ پاکستان میں اسکے مقابلہ کا قانون بنا کر پاکستانی ہندوؤں کو اس سے محروم کر دیں گے تو یہ جواب جیسا کہ ایک ہے ہر ایک حائل جانتا ہے اور اگر آپ پاکستانی حکومت کے ان پوشیدہ معدنیات کو نکالنے کے لئے پیش قدمی کریں گے جو سرحد، سندھ، بنگال وغیرہ میں ہیں تو آپ جانتے ہیں کہ ایک کان کھودنے اور برآمد کرنے میں کروڑوں روپے صرف ہوتے ہیں وہ کہاں سے آئیں گے؟ جبکہ ان مسلم منفقوں کو اپنے نظام حکومت کے شعبوں کے چلنے ہی میں بشل حکومت کی آمدنی کفایت کر سکے گی کیونکہ آج سندھ اور سرحد مرکزی حکومت کے بل پر چل رہے ہیں اور بلوچستان کا بھی یہی حال ہے اور ان تینوں کا بار پنجاب پر پڑ جائیگا اور اسی طرح آسام کے اضلاع بنگال کی حکومت پر جہاں فصائع آمدنی کم اور خرچ زیادہ ہے۔ ایکسپنڈی فاضل نے اس جگہ بڑی کاوش کے ساتھ اویانہ انداز میں یہ اقتصادی حل تجویز فرمائیے کہ کانگریس حکومت کی طرح پاکستان میں بھی تنخواہیں کم کر دی جائیں گی اور اس سے حاصل شدہ روپیہ اس پر صرف کیا جائیگا اور دوسری ترکیب یہ ہوگی کہ ہندوستان کے ہندو سرمایہ داروں کو دھوکہ دی جائیگی کہ وہ اپنا روپیہ لگا کر کمپنیاں قائم کریں اور معدنیات کو نکالیں تاکہ حکومت کا مالیہ وافر ہو اور اسکی اقتصادی پوزیشن مضبوط ہو، مگر یہ حل محض بے خبری اور اقتصادی مسائل سے نا آشنا ہونے کی بنیاد پر ہے ورنہ ان پر یہ واضح رہنا چاہئے تھا اگر پاکستان کے صوبوں میں اور فیڈل حکومت میں مشاہدوں اور تنقیدوں کو کم کیا گیا۔ اور قومی فضول اخراجات سے بھی روپیہ محفوظ رہ کر یہی انداز ہو تب ہی جاگہ کہیں ان دونوں منفقوں کے نظام حکومت کے شعبے چل سکیں گے ورنہ ان کا تو چلنا ہی دشوار ہے اور ان کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ سرحد، جو قومی اخراجات میں آتے ہیں ان کا بار حکومت سرحد کے بھٹ پر نہیں ہے بلکہ مرکزی حکومت پر ہے جس کے تعلق سے دوسرے تمام اہل میں



ہم پندرہ مسلمانان اور ہندو اعتراض کر چکے ہیں اور بعض مہاسبحائی ہندو فرقہ دامانہ نقطہ نظر سے بھی اس اعتراض کو حکومت کے سامنے رکھ چکے ہیں کہ مرکزی حکومت کا رویہ کیوں استفادہ کثیر تعداد میں سرحد پر فوج ہوتا ہے۔ اور اگر کچھ پس انداز ہو بھی جائیگا تو وہ ایک کان کی معقول برآمد کیلئے بھی کافی ہوگا بلکہ جس وقت اور جس زمانہ میں ہندو ہندوستان ان مستقل شدہ اور برآمد شدہ کانوں کے فائدے سے دنیا کی طاقتور حکومت میں شمار ہو رہا ہوگا اس وقت ہم مشکل سمجھتے ہوئے ایک دوکان برآمد کر سکیں گے اور موجودہ ضروریات حکومت کے اہم فوائد سے بڑی حد تک محروم ہوں گے۔

دبا ہندو سرمایہ دار کمپنیوں کا معاملہ تو یہ بات کہہ کر تو فاضل محترم نے انوشاک حد تک موجود سائنس سے غیری کا ثبوت ہم پہنچا دیا ہے۔ اس لئے کہ اگر ان کو یہ معلوم ہوتا کہ موجودہ دور میں کسی حکومت کو غفلت کرنے اور اسکو آہستہ آہستہ غلام بنانے کا کوئی بہترین طریقہ ہے تو وہ یہی ہے کہ ملک اپنی اقتصادی حالت کو ترقی دینے کے لئے دوسرے ملکوں کی سرمایہ دار کمپنیوں کو دعوت دے خواہ اس میں تھوڑے بہت سرمایہ سے خود بھی شریک کیوں نہ ہو جس کے چشموں کو حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے اجنبی سرمایہ دار کمپنیوں ہی نے زمین ہموار کی تھی! ایران کے اس حصہ پر تسلط جوہل کے بغلوں کا ذریعہ ہے، رضا شاہ کی حکومت سے قبل آہستہ آہستہ برطانیہ کی سرمایہ دار کمپنیوں ہی کے ذریعہ ہوا تھا۔ جدید ترکی نے اس حقیقت کو سامنے رکھ کر آہستہ آہستہ دوسرے ممالک کی کمپنیوں سے نجات حاصل کی ہے اور کر رہا ہے۔

قہاز میں ابن سعود نے اٹلی اور امریکہ کی کمپنیوں ہی سے اول معدنیات نکالنے کا کام لیا تھا مگر اسکو بہت جلد معلوم ہو گیا کہ اسکا حشر کیا ہو رہا ہے اس لئے اس نے ان سے معاہدہ منسوخ کر دیا اور اس طرح بدوقت نجات حاصل کر لی۔

کہا جاسکتا ہے کہ ہم سرمایہ دار کمپنیوں سے ایسے معاہدات کرینگے جنکے بعد اس قسم کے خطرات پیرا نہیں، تو ایسے معاہدات تو ہر ایک حکومت کرتی ہے گرنہ تجربہ دہی ہوتا ہے جو مذکورہ بالا حکومتوں میں نکلا اسی بنا پر آج تک کوئی طاقتور اور بیدار حکومت اس کو گوارا نہیں کرتی کہ اسکے ملک میں دوسرے ممالک کے سرمایہ دار اپنا دپیہ لگا کر آہستہ آہستہ اقتصادی اور معاشی عطیہ حاصل کر سکیں شیلی طاقت کا یہ معاملہ غوث اور دہشت کے لئے نہیں ہے بلکہ واقعات اور حقائق کو پیش نظر لانے کے لئے ہے تاکہ مسلمان اپنی اجتماعی زندگی کے لئے جو کچھ کریں وہ غور و خوض کے بعد کریں!!

پاکستان کی معاشی و اقتصادی حالت کو بہتر ثابت کرنے کے سلسلے میں بلوچستان میں معدنیات کے ذخائر کا ذکر بڑے پرجوش اور جذباتی الفاظ میں کیا جا رہا ہے۔ بات ہنس و خشم! لیکن انہوں نے کہ ان حضرات نے ان اقتصادی مشکلات پر توجہ کرنے کی بجائے محلی وجہ سے آج تک تنہا میں وہ ذخائر برآمد نہیں ہو سکے اور پھر ان معاشی مشکلات کو اس بات کے ذریعہ حل کرنے کی بجائے جذبات سے حل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن اگر جذبات سے ہی ایسے مسائل حل ہو سکتے ہیں تو یہ خیال میں مسلمانوں کے لئے تمام عالم میں اسلامی حکومت کے قیام کے ذریعہ دوسرا پذیر ہونے سے بہتر کوئی دوسرا جذبہ نہیں ہے خواہ ظاہری اسباب مساعد ہوں یا نامساعد۔ افسوس یہ حضرات افغانستان، ایران، قہاز، چین و غیرہ کی موجودہ مثالوں سے قطعاً چشم پوشی کر رہے ہیں۔ کیا ان ممالک میں بیشمار قیمتی معاون موجود نہیں ہیں؟ مگر افسوس وہ سب بیکار ہیں کیونکہ موجودہ حکومتی ان کی ضروریات کا تکفل بھی مشکل کرتی ہے۔ رضا شاہ چلوئے ہے کچھ ترقی کی تھی مگر برطانیہ کے ایک اشارہ اور دے سب کچھ ختم کر دیا۔ امان اللہ خان کی مدد بھری داستان ابھی مسلمانوں کے حلقے سے غور ہوئی ہوگی۔ اسکا اصل پاکستان اسکیم ایک جانب ہندو ہندوستان کے عظیم الشان سب سے مسلمانوں کو ہندوستان کے طبی وسائل ذخائر معاشی سے محروم کرنے کے سامان مہیا کرتی ہے اور دوسری جانب مسلم ہندوستان میں وہ بھی



سرمایہ دار ہندوؤں کو دعوت دی ہے کہ وہ بقول فاضل مذکور پیدائشی تنگ نظری اور فرقہ پرستی کو دل میں سے ہٹے کہیں کی صورت میں  
مسلم ہندوستان کے معاشی اور طبیی ذخائر پر بھی قابض ہو جائیں اور یورپ کے یہودی سرمایہ داروں کی طرح حکومت کے مسلح و جنگ کے باواسطہ  
مالک بن جائیں اور یا پھر انگریزوں ہی سے رجوع کریں کہ وہ اس معاشی اور اقتصادی گھٹنی کو اپنے سرمایے میں کرنے کے لئے ہمارے اسی  
طرح حاکم اور آقا بنے رہیں جس طرح آج ہیں۔ اور اس کے برعکس ہندو ہندوستان بلا شرکت غیر ہے تھی مایہ مسلم اقلیت کو نقصان نماز کر کے  
جاپان کی طرح ایشیا میں امریکہ اور برطانیہ و جرمنی کا مقابلہ کرنے لگے اور صنعت و حرفت اور تجارت کی راہ سے اس کو تمام حکومت کے فضل و  
کی من مانی طاقت بنا سکے۔

پاکستان ملکی اور قومی نقطہ نظر سے

بقول مولانا ابوالکلام صاحب آزاد اس مسئلہ میں تو درویشوں کو بھی نہیں سکتیں کہ مسلمان اور ہندو بلحاظ مذہب کچھ اور ثقافت دو جدا جدا قومیں ہیں اور ریاستیں لیکن اپنے ملک کو اکٹرا کر رکھنے اور اجنبی حکومت کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کیلئے جو دفاع بغض یا دفاع انڈین نیشنل کانگریس کی جانب سے بہت پُر امن جنگ جاری ہے اس نقطہ نظر سے بلاشبہ ملک کی مختلف مذاہب اقوام سب ایک قوم ہیں اور اس "دفاعی قوت" متحدہ کو کانگریس تو کم کستی ہے اگر وہ نہ بھی کہے تو ہمیں آزادی خواہ مسلمان اس مسئلہ کی صورت اتنی ہی حقیقت سمجھتے ہیں۔

اور یہی حاصل تھا فلکیتہ کی اس تقریر کا جو جواہر لال نہرو نے کی تھی اور کہا تھا کہ ہندوستان میں دو ہی جماعتیں ہیں ایک حکومت اور دوسری لوگ  
یعنی ایک جانب اجنبی حکمران اور اسکے وہ تمام وفادار عناصر ہیں جو مذہبی اور قومی اعتبار سے خواہ مخلف ہوں مگر انگریز کی غلامی ہی کو سعادت سمجھتے ہیں اور  
دوسری جانب کانگریس ہے جس میں ہندو مسلمان اور دوسری اقوام کے وہ تمام افراد شامل ہیں جو انگریز کی غلامی کو لعنت سمجھ کر اپنے ملک کی آزادی کے  
لئے بے سر ہیکار ہیں۔

جواہر لال صاحب ادھر ہی اور لائڈز ہوں یا کفر ہندو وہ اپنے ذاتی خیالات کے اعتبار سے ہندوستان کے تمام باشندوں کو لائڈز دیکھنا چاہتے ہوں یا کسی نئے تمدن میں ڈھال کر ایک قوم کو دیکھنا چاہتے ہوں لیکن اگر اسلام کی تعلیم ہر حال میں سچائی اور صداقت کے انوار کا صلہ دیتی ہے اور افترا و بھتان کو شرک و کافر کے حق میں بھی گنہ گار بناتی ہے تو میں بلا غوث الموت لائڈز یہ کہنے کو تیار ہوں کہ انٹرنیشنل کانگریس کے ایک ذمہ دار رکن جھنسنے کی حیثیت سے کلکتہ کی جواہر لال کی تقریر جو انگریزوں کی سارا میت کے خلاف جو رہی تھی ہندوستان کی مختلف مذاہب اور مختلف اقوام کے باہمی تقابل کے سلسلہ میں یقیناً مسطورہ بالا معنی ہی میں تھی۔ مگر قائد اعظم سٹر جھنسن نے سیاسی حربہ کے طور پر یا کسی اشارہ سے اس کا ایک لک یا اور جواہر لال کی تقریر کی اسپرٹ کو انگریزوں کے مقابلہ سے ہٹا کر سلا فوں کے مقابلہ میں لاکھڑا کیا اور مسلم لیگ کے لئے ایک متعلقہ مضامین لکھا آگیا اور بلا واسطہ یا بالواسطہ اس طرح حکومت برطانیہ کے چیلنج کو مسلمانوں کے لئے چیلنج قرار دے کر حکومت کے مقصد کو کامیاب بنایا اور اسکو بدعت قوت پہنچادی !! اور پھر اس مسئلہ کو اپنی مذہبی اغراض کے لئے اس طرح استعمال کیا کہ محدث عصر اور مجاہد لکھنؤ حسین احمد مدنی مدظلہ اور ڈاکٹر قبالہ کے درمیان معاملہ آئین بحث برپا کر دی اور جب اصل حقیقت معلوم ہونے پر ڈاکٹر صاحب روم نے مولانا کے موصوف کے مقابلہ میں اپنے خلاف کو واپس سے لیا اور غلط فہمی دور ہونے پر اس کو اخبارات میں بھی شائع کر دیا تب بھی پنجاب کے بعض فتنہ جو مفسدوں نے اس بحث کو فتنہ بنایا اور بستر گ بد اختر یا نہ خبریں دیکر حضرت مولانا حسین احمد صاحب کے خلاف جو ربا می ڈاکٹر صاحب سے لکھوائی تھی اور مسکوا مغلوں نے غلط فہمی دور



ہوستہ کے بعد شائع کرنے سے منع فرمایا تھا اسکو ان کے انتقال کے بعد شائع کر کے افرائی بن السلین کا پورا پورا احوال ادا کر دیا اور اسکے باوجود کہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی نے اپنے رسالہ "متحدہ قویت" میں زیرِ مغان "قویت متحدہ کے مجوزہ معنی" پر تقریر فرمائی تھی کہ ہماری مراد قویت متحدہ سے اس جگہ ذہنی قویت متحدہ ہے جسکی بنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ میں ڈالی تھی۔ یعنی ہندوستان کے باہر کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں بحیثیت ہندوستان اور متحدہ الوطن ہونے کے ایک قوم ہو جائیں اور اس پر دینی قوم سے جو کہ وطنی اور مشترک مفاد سے محروم کرتی ہوئی سب کو فنا کر رہی ہے جنگ کر کے اپنے حقوق حاصل کریں کوئی مذہب والا کسی دوسرے سے کسی مذہبی امر میں تعرض نہ کرے بلکہ ہندوستان میں بسنے والی تمام قومیں اپنے مذہبی اعتقادات، اخلاق، اعمال میں آزاد رہیں اپنے مذہبی رسم و رواج، مذہبی اعمال و اخلاق آزادی کے ساتھ مل میں لائیں اور جہاں تک ان کا مذہب اجازت دیتا ہو اس و امان قائم رکھتے ہوئے اپنی اپنی نشر و اشاعت بھی کرتے رہیں اپنے اپنے بدسل و اور کچھ (مذہب) کو محفوظ رکھیں نہ کوئی اقلیت کسی دوسری اقلیت یا اکثریت سے ان امور میں دست و گریباں ہو اور نہ اکثریت اس کی حدود و حدود کر کے اقلیتوں کو اپنے اندر ضم کرے (متحدہ قویت مطبوعہ ہلال پریس صد ۵۳ء ۵۴ء)

اسکے بعد جو پور کے سالانہ اجلاس کے غلبہ صدارت میں جمعیتہ العلماء ہند کے صدر کی حیثیت سے حضرت مولانا نے تقریر فرمادی تھی کہ

ہم ہندوگان ہندوستان بحیثیت ہندوستانی ہونے کے ایک اشتراک رکھتے ہیں جو کہ اختلاف مذہب، اختلافات مذہب کے ساتھ ہر حال میں باقی رہتا ہے جس طرح ہماری صورتوں کے اختلافات، ذوقوں اور صنعتوں کے ہمتا پر رنگتوں اور تقاضوں کے امتزاجات سے ہماری مشترکہ انسانیت میں فرق نہیں آتا، اسی طرح ہماری مذہبی اور مذہبی اختلافات سے مذہبی اشتراک میں خلل انداز نہیں ہیں ہم سب وطنی حیثیت سے ہندوستان ہیں اور وطنی منافع کے حصول اور مضرت کے ازالہ کا فکر اور اسکے لئے جدوجہد مسلمانوں کا بھی اسی طرح فریضہ ہے جس طرح دوسری قوموں اور غیر مسلم قوموں کا۔ اسکے لئے سب کو مل کر پوری طرح کوشش کرنی لازمی ضروری ہے۔ اگر آگ لگنے کے وقت گاؤں کے تمام باشندے ملکر آگ نہ بجھائیں گے، سید ب آگے کے وقت گاؤں کے تمام بسنے والے بند نہ باندھیں گے تو تمام گاؤں برباد ہو جائیگا اور سبھی کے لئے زندگی و بال ہو جائیگی۔ اسی طرح ایک ملک کے باشندوں کا فرض ہے، خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان، سکھ ہوں یا پارسی، کہ ملک پر جب کوئی عام مصیبت پڑ جائے تو مشترکہ قوت سے اسکے دور کرنے کی جدوجہد کریں اس اشتراک وطنی کے فرائض سب پر یکساں واجب ہوتے ہیں نہ ایک مذہب سے اور نہ کوئی کثارت یا کمزوری نہیں ہوتی، ہر ایک اپنے مذہب پر پوری طاق قائم رہ کر ایسے فرائض کو انجام دے سکتے ہیں اشتراک یونہی ہو، بڑوں، بزرگوں، بزرگوں اور سبیلوں میں پایا جاتا ہے اور نصف الذہب، نیم فرائض، شریعت یا صوبہ یا ملک کو انجام دیتے ہیں اور اسکو ضروری سمجھتے ہیں، یہی معنی اس جگہ متحدہ قویت کے ہیں اسکے علاوہ دوسرے معنی جو لوگ سمجھ رہے ہیں وہ غلط اور اجازت نہیں، اس معنی کی بنا پر اگر کسی نے فتنہ انگیزی میں ہر مذہب اور ہر مذہب اور ہر زبان اور رسم و رواج کے تحفظ کا التزام کیا ہے، دھوکہ نہ کھانا چاہئے اور ہر قوم کی بات بڑھانا چاہئے، اسکے خلاف یہودیوں کو جو قویت متحدہ کے معنی مراد دیتے ہوئے اور جو



کا گریسی آزاد انفرادی طور پر کانگریس کے نمائندگی بنیادی علوم کے خلاف معافی بیان کرتے ہوں اُن سے یقیناً جمعیۃ العلماء

بیزار ہے اور بری کرنے والی ہے۔

بہر حال متحدہ عربیت کا یہ مسئلہ بڑا جمعیۃ العلماء کے ہند کے پلیٹ فارم پر اپنے اصول خود خال کے ساتھ پیش ہوتا اور مغربیوں کا بواب دیا جاتا رہا ہے اور اگر قوم پھر مسلمان بھی آزاد ہندوستان میں مسلمانوں کو ایک مستقل قوم نہ سمجھتے تو آزاد مسلم کا فرض میں یہ تجاویز کیوں منفعہ طور پر پاس کی جاتیں کہ ناکندہ اسبلی کا جو مطالبہ کانگریس کر رہی ہے اس کے انتخاب میں مسلمان جداگانہ انتخابات سے منتخب ہو کر آئین کے تاکہ کسی فرقہ پرست مسلمان کو بھی یہ نظر نہ ہو کہ مشترکہ انتخابات سے آئین کے مسلمان ہندوؤں کے نقطہ نظر کے حامی ہوں گے۔ نیز یہ بھی ہے جو کہ آئین کے متعلق جو اسے بھی مسلمانوں کی اکثریت کی ہوگی (خواہ وہ پاکستان ہی کیوں نہ ہو) وہی مطالبہ سمجھا جائیگا پس یہ باتیں تب ہی صحیح ہو سکتی ہیں کہ ان تجاویز کو پاس کرنا ملی جماعت آزاد ہندوستان میں (خواہ وہ وہ نہیں اسٹیٹس کے رعب ہی کی آزادی کیوں نہ ہو) مسلمانوں کو مستقل قوم سمجھتی ہے۔ مگر انہوں نے اس معاملے میں بھی حکومت ہی کا ساتھ دیا اور آزاد مسلم کا فرض کی ان تجاویز کو کانگریس کے منظور کر لینے اور اعلان کر دینے کے باوجود بھی آزادی ہند کیسے نمائندہ اسبلی سے اختلاف کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس طرح اگرچہ مسلمان اپنے معاملات میں ہندوؤں اور انگریزوں دونوں کی دست برد سے محفوظ رہ کر آزاد ہندوستان کے آئین بنانے میں حصہ دار ہو جائیگا مگر ہندو مسلم منافرت اور برہمن حکومت کی حمایت پر ان کی لیڈر شپ اور ذاتی اقتدار کا جو حکم قلعہ تعمیر ہوا ہے وہ منہدم ہو کر رہ جائیگا!!

لیکن یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ ”دو قوم کی تھیوری“ سے جو نتیجہ سر مینا اور مسلم لیگ کے اکان نکالتے ہیں یعنی پاکستان یہ جمعیۃ العلماء ہند کے نزدیک صحیح نتیجہ ہے اور نہ قوم پھر مسلمانوں کے نزدیک اور نہ ان غیر جانبدار مسلم سیاستدانوں کے نزدیک جو کسی جماعت سے بھی متعلق نہیں اسے وہ یقین کھتے ہیں کہ ملی اور قومی دونوں اعتبار سے مسلمانوں کے لئے یہ نتیجہ سخت مضر اور نقصان رساں ہے کیونکہ ان کے سامنے سابق جنگ عظیم کا وہ نقشہ موجود ہے جبکہ انگریزوں اور اتحادیوں نے جنگ جیتنے کیلئے عربوں کو یہ حکم دے کر ترکوں کے خلاف آوارہ بغاوت کیا تھا کہ عرب ایک مستقل قوم ہیں جو صدیوں سے ترکوں کی غلامی میں گرفتار ہیں اور بدقسمتی سے خود بعض عرب لیڈروں میں بھی غرض سے یہ فلسفہ کام کر رہا تھا اور وہ ترکوں سے نفرت کرنے اور اپنی مستقل حکومت قائم کرنے کے خوش مندی سے چنانچہ سیکوین نے اسی سے فائدہ اٹھا کر ان سے وہ وعدہ لئے جو جنگ عظیم کے بعد نہ قائل ہو گئے۔ اور عرب ترکوں کی غلامی سے نجات پا کر انگریزوں اور فرانسیسیوں کی ”پاک غلامی“ میں داخل ہو گئے۔ میری اس پیش کردہ تفسیر میں اس بحث کو کوئی دخل نہیں ہے کہ عربوں کے اتحاد مذہب کے باوجود ترکوں کے مقابلہ میں مستقل قوم ہونے کا دعویٰ غلط تھا اور مسلمانوں کا ہندوؤں کے مقابلہ میں بھی صحیح ہے۔ بلکہ میں پاکستانی حضرات کے سامنے سیاسی دنیا کے اسٹیج کا وہ نقشہ دانا چاہتا ہوں جو ہم کو یہ سبق دیتا ہے کہ کسی ملک خصوصاً وسیع اور مضبوط ملک کو غلام بنانے یا مستقل طور پر جنگ میں دبا کر رکھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اس میں رہنے والی مختلف اقوام کے درمیان جذبات منافرت پیدا کر کے اس ملک کو بوجھل دیا جائے کہ وہ آزادی کی تڑپ اور آزادی کے عشق کے باوجود اس ملک کی تھیم کو اپنا دین و ایمان بنالیں۔ اور اسی کے اندر سیاسی اور معاشی نجات تصور کرنے لگیں چنانچہ عرب لیڈروں نے اسی سے کم دلائل میں سے الگ آزاد عرب اسٹیٹ بنانے میں پیش نہیں کئے جمہور آج ہندوستان میں پاکستان کے حق میں پیش کئے جا رہے ہیں پھر نتیجہ جو کچھ نکلا وہ انہرمن الشمس ہے!! یونان، ہنگری، یوگوسلاویا اور ریا ستلے بقان وغیرہ نے یورپین حکومتوں کے اشارہ پر قومیت کے نام پر علم بغاوت ہند کے اگرچہ خود کو بظاہر آزاد کر لیا مگر ترکی کو نقصان پہنچانے کے ساتھ ساتھ اُن کا بھی جو کچھ مشر ہوا آج ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور مرد بیاد ترکی آج بھی بجا مرد کی طرح زندہ ہے!!



کیا پاکستانی حضرات کے لئے یہ مسئلہ باعث صد ہزار ہجرت نہیں ہے کہ آج مسلم لیگ اور سسر مینا کی حیثیت برٹش حکومت کی نگاہ میں اتنی ہے کہ جن میں واقع میں اسکو کانگریس کی تحریک آزادی کو شکست دیتی ہے ان میں وزیر اعظم اور پارلیمنٹ سے یکروا سلسلے تک کی زبان ہم پر مسلم لیگ کا نام بار بار آتا اور اسکی اہمیت اور نمائندگی کو سراہا جاتا ہے۔ لیکن جب وہی سسر مینا کانگریس سے فضا ہو کر کاسہ گدائی کو حکومت کی جانب پھیر دیتے ہیں اور بار بار کبھی پیادہ محبت اور دعاویہ کلمات کے ساتھ اور کبھی غفلتی آئینہ نما دارا کے ساتھ اُس سے احتجاج و زاری کرتے ہیں کہ وہ کانگریس کو نظر انداز کر کے حکومت کی باگ و دوں اُن کے ہاتھ میں دیر سے تو وہی حکومت پیچھے پھر کر بھی بھکاری کو نگاہ بھر کر نہیں دیکھتی!! کیا جو حکومت آٹھ صوبوں میں ہر قسم کی ناراضیوں اور بھی نیشیل کے باوجود مسلم لیگ کو نظر انداز کر کے کانگریس کو حکومت کی مشین حوالہ کر سکتی ہے کہ حکومت کو ہٹنے پر مہم نجات جیسا عظیم شان کا زمانہ کیا گیا وہ حکومت کانگریس کو ذلیل کرنے کے لئے یا مسلم لیگ کو عزت بخشنے کے لئے سسر مینا کے سوال کو پورا نہیں کر سکتی؟ خود کہہ سکتی ہے اگر کئی یوں نہیں؟ صرف اسلئے کہ وہ جانتی ہے کہ مسلم لیگ اور اسکا قائد اعظم اس سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے کہ وہ اپنی انفرادی کارکنانہ ہیں انکی ممکنات جو کبھی کبھی دہانی ہو رہی ہیں دیکھتی رہی ہیں انکا آئینہ کار بننے میں اور دیر نہ ہو وہ معادن ثابت ہیں کہ موجودہ بد پگنتے کے زمانہ میں یہ بھی ایک مفید طریقہ ہے!!

میں کسی کی نیت پر حملہ کرنا نہیں چاہتا البتہ حق و انصاف کے نام پر صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قائد اعظم کی اس انعامی سیاست کا نتیجہ جو حکومت کی ہوائی اور اسکے استحکام کے لئے کامیاب بننے کے سوا اب تک کیا نکلا ہے کیا کریں مشن کے زمانہ میں جو حضرات دہلی کے حالات سے باخبر تھے وہ اس حقیقت کو فراموش کر سکتے ہیں کہ اس ایک بات کے اسوا کہ حکومت پاکستان کو جس طرح اپنے آئندہ اقتدار ہند کیلئے مفید سمجھتی ہے اس کے اصول کو سکیم میں وضع کر کے سسر مینا کو کانگریس کے مقابلہ میں منہم فرمایا کہ موقع مرحمت فرمایا اور کسی مسئلہ میں بھی اُن کو کوئی حیثیت نہیں دی اور پورے تیار کے زمانہ میں ان میں مشن صرف کو شمش میں لگا رہا کسی نہ کسی طرح کانگریس کو راضی کر کے ایک مفید نیشنل گورنٹ قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے اور اسی لئے نہیں مسلم لیگ کو الٹا یادیں ایک ایسا ریڈیویشن بنانا پڑا جو بقول اسٹیشن اجلاس ختم ہونے پر بھی اُس وقت تک شائع نہ ہو سکا کہ نہ معلوم حکومت اور کانگریس کے درمیان کس قسم کا بھوتہ ہو یا قطعاً خود بخود صورت منتا کر رہی ہوں گے کہ جس طرح چاہیں اُس جوہر کی شکل بد لکر شائع فرما دیں گے اور بالآخر جب کانگریس اور کانگریس کی بات چیت ٹوٹ گئی تو اب وقت کیا کہ مسلم لیگ کو استعمال کیا جاوے چنانچہ فوراً ہی وہ سسر مینا سے ملاقات کیلئے تشریف لے گئے اور اُن وقت مسلم لیگ کا ریڈیویشن بھی شائع ہو گیا جس میں کانگریس مشن سے بغاوت ناراضی کا اظہار تھا مگر پاکستان کا اصول تصور کرتے کے نام سے حکومت کا شکریہ بھی ساتھ ہی خشک تھا! تاکہ بے ٹل کی شکایت میں جو انڈیا حکومت کی جانب سے ایک کیلئے پھیلا ہوا ہے اسکے حوالہ کی صورت باقی رہے۔ پھر کانگریس نے یہی جاکر وہ تاریخی تقریر کی جو مسلم لیگ کو مت پسند آئی اور مسلم لیگ کے لیڈروں نے اسکو خوب سراہا۔

حالانکہ جو کانگریس صاحب سنی میں ہندو مسلم منافرت کی تقریر کر کے اپنی مشن کی ناکامی سے متعلق مغتربانہ بیان دے کر گئے اُن ہی کانگریس صاحب نے جب وہ کچھ اسلئے اور کچھ انجیل کے مخالفانہ رویے کیلئے دیکھ کر کیلئے کو میرے خیالات ہوا کر یا ہے اور بھگت اسلئے ناکام جانا پڑ گیا کہ ایک طرف گورنر جنرل نے اختیارات خصوصی اور اپنی ریڈیو پاور (VETO POWER) ترک کرنے پر آمادہ نہیں اور دوسری جانب کانگریس کا یہ اصرار ہے کہ نیشنل گورنٹ صحیح عملی نیشنل گورنٹ ہو اور جو فیصلے کے متعلق کانگریس کے مطالبات سب پورے ہوں تو سراسر مغرور کانگریس نے مولانا ابوالکلام آزاد اور پنڈت جواہر لال نہرو کے سامنے کافی پیشکش کی کہ اگر وہ اس وقت گورنر جنرل کے مقابلہ میں اختیارات کی آزادی اور جو فیصلے سے متعلق چند مطالبات پر نہ تیار ہوں تو میں اس مسئلہ کیلئے آمادہ ہوں کہ تقسیم ہند سے متعلق جو حد میری سمجھ میں ہے اسکو حدت کر دوں اور یقیناً میں واکینٹ اور واسلئے دونوں کو اس پر آمادہ کر سکوں میں اسلئے



ہی یہ بھی اہمیان دلاتا ہوں کہ قحط کے بعد ہی آپ اس اسٹیج کو بھی حاصل کر لیں گے بشرطیکہ اس وقت آپ میرے مشن کو کامیاب بنا دیں۔  
 گریڈ ۲ فرد کی موجودگی میں صدر کانگریس حضرت مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے مخصوص انداز بیان کے ساتھ پرجوش الفاظ میں فرمایا کہ ہمیں اسکی ضرورت تعلق نہیں ہے کہ آپکی تقسیم ہند کے حصہ کو کہ جسکو آپ ہندو مسلم منافرت کے لئے اپنی اسکیم میں شامل کر لیتے ہیں فائنل کر لیں۔ آپ بجا ہر مطالبات کو مکمل طور پر مان لیتے اور حکومت ہند اور برٹش حکومت سے مذاقیچے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر آئیس گھنٹوں کے اندر اندر میں کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان سمجھوتہ نہ کر دوں اور مسلم لیگ اور مسلم لیگ کو راضی نہ کروں تو پھر بلاشبہ کانگریس نا اہل ثابت ہوگی اور یقیناً اسکو کوئی حق نہیں ہوگا۔  
 کہ وہ ہندوستان کی آزادی کے حلق ایک لفظ بھی آئندہ زبان سے نکلے اس سے انکار نہ ہو سکتا ہے کہ مولانا آزاد کی صدارت میں کانگریس کا رویہ ان کے حقوق کے متعلق کیا ہے گروہ ستر مینا کے نزدیک قابلِ گردن ندن ہیں اور تمام ہندو غمخوار اس اسلام کے نزدیک سخت مجرم کانگریس اور مسلم لیگ کے موجودہ اختلافات کے درمیان مسلم لیگ کے قائد اعظم کا حضرت مولانا آزاد کے ساتھ جو غیر اسلامی اور غیر شریفانہ رویہ رہا ہے اور اس پر حضرت مولانا آزاد نے جس عبرت و ضبط و تحمل کا ثبوت دیکر مسلسل یہ کوشش جاری رکھی ہے کہ کسی طرح مسلم لیگ اور کانگریس کے درمیان معقول سمجھوتہ ہو جائے اس سے ایک اعداد پسند نگاہ میں وہ رہنماؤں کے باہم پسپائی اخلاق اور بندہ کی اخلاق اور فساد و صلح کے درمیان دو نقطے ملتے آجاتے ہیں۔

غرض حکومت نے مسلم لیگ کی پوزیشن یہ طے کر لی ہے کہ وہ کانگریس کی جنگ آزادی کے بساط پر ایک ایسا مہرہ ہے جو شہ دینے کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ یعنی جس حد تک حکومت کانگریس کی جدوجہد سے مجبور ہو کر اسکو راضی رکھنا پاتا جی ہے اُس حد تک مسلم لیگ کو نظر انداز کر دیتی ہے اور جب حدود میں اسکی جدوجہد اور مطالبات کو روکنا ضروری سمجھتی ہے اُن میں مسلم لیگ کو آگے کر دیتی ہے اور کانگریس کو معنی الامکان شکست دینے کیلئے جس طرح اُس نے ستر لیگ کے ذریعے تلہ کی چوٹی پر بعض مسلمان لیڈروں کو بٹھا کر جداگانہ انتخاب کا "الہام" کیا تھا جسکی تفصیلات ایک باخبر ملنگ نے کتاب "مسلمانوں کا دشمن مستقبل" میں واضح کر دی ہیں اور وہ آج یگی مسلمانوں کا جزو ایمان بنا ہوا ہے، اسی طرح آج کی سیاست میں اُس نے پاکستان کا الہام کیا ہے جسکو وہ جب اور جس طرح مفید سمجھے گی اپنے سامنے لاتی رہے گی۔

بہا قائد اعظم کے جھنڈے کے نیچے مسلم لیگی سربراہوں کا اس "الہام" پر کانگریس کی برابر حکومت کے مقابلہ میں جنگ کرنا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ شیر قاتلین کو شیر نستان یقین کرینا، جو رہنما صاف الفاظ میں لکھنؤ کے سالانہ اجلاس میں یہ کہہ چکا ہوں کہ حکومت کے مقابلہ میں کسی قسم کی جی سولہ تا فرما کرنا خودکشی کے مترادف ہے، ایسے اقدامات کا حکومت کو خود مسل زوں سے زیادہ صحیح اندازہ ہے۔

جو حضرات لارڈ لنگلڈ کے پرنس انکوائٹ کی بنا پر اسکی وائس رائلٹی کی پوری مدت میں خوف کی وجہ سے لندن کو ہجرت کیلئے گئے ہوں اور اسکی خدمت پر ہی رونق وہ ہندوستان ہوئے ہوں اور جو بڑی عظمت کی تہائی اور مسلمانوں کی اجتماعی برادری کے زمانہ میں اور اسی طرح کے دوسرے ہم عصرا اسلامی میں پیٹ فارم سے راہ فرار اختیار کیلئے گئے ہوں وہ آج اگر خوش فہم اور بخیر سادہ لوح مسلمانوں کی نگاہ میں مولانا آزاد اور مولانا حسین احمد سے زیادہ اسلامی دوز کے حامل اور الہامی سیاست کے قائد ہیں تو اس قوم کا خدا ہی گمبان ہے۔

جسے یہ بات دیکھ کر مجاہد اکبر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مقولہ یاد آتا ہے، کسی شخص نے مشاعرے کے بعد مسلمانوں کی بستی کو اگر زبردستی کا ذکر کیا تو فرما لے گئے "ابھی کیا ہے" وہ وقت بھی آئے گا ہے جب مسلمان اگرچہ دوسری کی بنا پر اس سے بھی زیادہ ذلیل و مہول ہونگے اور اسکے بعد پھر خدا اُن کو سمجھ دیکھا اور وہ اپنی اس روش سے مستغفر ہو کر اپنی اجتماعی عزت کیلئے کوشاں ہوں گے۔



برہان ملی اور قومی نقطہ نظر سے بھی مسلمانوں کے لئے "پاکستانی" اسکیم ممکن اثر رکھتی ہے اور جبکہ موجودہ دور میں برطانوی فرائض امر کیلئے رہیں  
بھی سب کو چاہیے یہ غور کریں کہ اگر وہ چند بڑی بڑی حکومتوں کو ایک فیڈرل حکومت میں تبدیل کر کے زندگی بسر نہیں کر سکی تو ان کا دشمنوں کے مقابلہ  
میں زندہ رہنا مشکل ہے اور جبکہ ایران، افغانستان، ترکی کا وہ مشاق سعد آباد جو مسلمانوں میں خلافت عظمیٰ کا نمونہ قرار دیا جا رہا تھا اسے وہی  
جنگ خرد سے ہمتے ہی "گماؤ خود" ہو گیا حتیٰ کہ کوئی ایک دوسرے کی آمد کو کاہنہ تک بھی نہ لے سکا! اس وقت چارے ہندو متخواہ ہندوؤں کی تنگ نظری سے خفا ہو  
ہندوستان کے صحیح فرائض کے لئے مسلمانوں کی عزت و ترقی سمجھتے ہیں اور اسکو "اسلمی" یقین فرماتے ہیں۔ اے ہذا، شوش عجیب !!

حضرت شیخ رحمہ اللہ نے تدریجاً جب اپنی انقلابی اسکیم پر توجہ دے کر اور عرصے کے بعد ان کے اور انور پاشا مرحوم اور جمال پاشا مرحوم کے درمیان میں  
میں بار بار نہ گفتگو ہوئی تو عین گفت و شنید کے بعد انور پاشا نے حضرت شیخ سے فرمایا کہ مولانا! اب وہ وقت گیا جب ترکی یا کسی مسلم حکومت سے یہ  
توقع کیا جاسکتی تھی کہ وہ ہندوستان پر چڑھائی کر کے اسکو آزاد کرانے لگے مگر آپ نے صرف ہندوستان بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو آزاد دیکھنا چاہتے ہیں تو  
ہندوستان ہی واپس تشریف سے جائیں اور بڑی مصیبت سے بچنے کی خاطر چھوٹی مصیبت کو اختیار کریں اور وہ یہ کہ وہاں کے تمام مختلف مذاہب  
وگوں کو اپنی حکومت کی غلامی سے آزاد کرانے کے لئے ایک مشترک حکومت قائم کر کے غلامی سے نجات پانے کا تصور پیدا کریں اور اسی کیلئے بہرہ  
کی جدوجہد سے کام لیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے اور برٹش حکومت کی موجودہ طاقت کو نیشنل گورنمنٹ میں منتقل کر کے کمزور بنائیں گے تو یہ نہ صرف خود اپنے  
ادب پر احسان ہوگا بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی غلامی سے آزاد کرانے میں بھی صحیح آزادی سے دوچار ہو سکے گی!

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ علی انسانوں کی نگاہوں میں اپنی اقتدار کی کیا حیثیت ہے اور بے غمی کو شاہراہ بنا کر اور غمی پہلوؤں پر زندگی کی  
اساس قائم کر لینے حضرات کے نزدیک کیا ہے! درحقیقت یہی وہ بنیادی نقطہ ہے جو قوم پرور مسلمانوں اور جمعیتہ العلماء اور دوسری ترقی پسند مسلم جماعتوں کے  
اور پاکستان و مسلم لیگی مسلمانوں کے درمیان اختلافی ہے باقی سب اسکی شاخیں اور برگ و بار ہیں قوم پرور مسلمان سمجھتے ہیں کہ ہندوؤں کی تہتم  
کی تنگ نظری اور تعصب کے باوجود ان کے مقابلہ میں اگر بڑی حکومت کا شاہنشاہانہ اقتدار ہندوستان کے مسلمانوں کیلئے بھی اور دنیا کے مسلمانوں کے  
غلام اور نیم غلام بلکہ آزاد حکومتوں کے لئے بھی زیادہ خطرناک اور ہلاکت آفرین ہے سوائے کسی حال میں بھی ہندو اور دوسری غیر مسلم اقوام کے جو نظر انداز  
کے اگر یہ وہ کی جانب نگاہ اٹھائے رکھنا اور مختلف مقدس عنوانوں کے ساتھ ان کے اقتدار کے استحکام کا آئہ کار بنانا ہلاکت بول لینا اور مسلمانوں  
کی غفلت کو خاک میں ملانا ہے! اس کے برعکس پاکستانی اور مسلم لیگ مسلمان یہ یقین کرتے ہیں کہ ہندوؤں کی یہ مصیبت اگر یہ وہ کے اقتدار کے مقابلہ میں بہت  
زیادہ خطرناک ہے اور اگر یہ وہ کی غلامی ہر جہت قابل ترجیح و قابل قبول ہے اور جب وہ اس نظریہ کو آزادی کے غلام سمجھ کر اور اسکی غیر معیاریت  
سے شرم کر اس جذبہ کو معقول بنانا چاہتے ہیں تو یہ قرار دیا کرتے ہیں کہ اگر آزادی کا مل فوراً ہی مل جاتی تو دوسری بات تھی ہم بھی اس پر غور کرتے مگر  
مصلحتاً آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہیں اس سے تو ہم دوسری غلامی میں آجائیں گے اسلئے یہ نظریہ قائم کرنے پر مجبور ہیں۔

۱۔ **حقوق مسلم**  
مسلمانوں کے حقوق کا مسئلہ تو اسکے لئے قوم پرور مسلمانوں اور جمعیتہ العلماء ہندو بھی کیوں مسلمانوں سے نیچے نہیں ہیں  
اور جب کبھی یہ مسئلہ زیر بحث آیا ہے تو پہلے انھوں نے ایسی تجاویز مرتب کیں ہیں جن میں مسلمانوں کے حقوق کی جگہ سے  
بہتر طریق پر مخالفت ہوتی ہے۔ اور وہ ہندوؤں کے مساوی ہو کر ہندوستان کی حکومت میں حصہ دار ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ جمعیتہ العلماء ہند نے سنا پور  
کے مسئلہ دارے فارمولے میں اس وقت کے پیش کردہ مشرعیینہ کے معاملات سے زیادہ بہتر طریقہ پر مسلمانوں کا معاملہ مل کیا تھا اور اس میں دیکھا



کہ عقرب نکل گیا (جمعیت علماء ہند کا لاہور رینڈیویشن سیمینار کے ۱۰ روزہ رینڈیویشن سے مسلمانوں کے ملے کیوں اور فرقہ وارانہ حقوق کے نقطہ نظر سے بھی مفید اور بہتر ہے وہ اقوام اور ملک کے درمیان مذہبی اور قومی منافرت بھی پیدا نہیں کرتا اور اجنبی اقتدار کو بھی موقعہ نہیں دیتا کہ وہ ملک کے حقے غزے کر کے مسلمانوں کو اپنے تحفظ و استحکام کا آکر کاربناسکے گراسکے باوجود ہوا خواہ ان لیگ کی نظر میں جمعیت علماء ہند کی وہ سب کوششیں جو مسلم حقوق کے سلسلے میں وہ کرتی رہی ہیں صرف اسلئے پہنچ رہی ہیں کہ اس کے صدر محترم نے اگر بری حکومت سے ہندوستان کو آزاد کرانے کے جذبہ میں یہ کیوں فرمایا کہ وہ اس غرض کی خاطر کٹوں اور سورتوں سے بھی اشتراک کر سکتے ہیں۔

## پاکستان تبلیغی نقطہ نظر سے

جو حضرات اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ ہندوستان میں برٹش حکومت سے قبل بلکہ ہندو حکومتوں کے راج میں اسلام نے کس طرح اس ملک میں اپنا پیغام پہنچایا، اور یہاں کے باشندوں نے اس کو قبول کیا نیز برٹش حکومت کے قیام کے بعد کس طرح یہاں کے کابوئی ایک صدی میں دو چند ہو گئی اور جو حضرات اس حقیقت سے بھی آگاہ ہیں کہ اسلام کی اس روز افزوں ترقی کے پیش نظر کس طرح سیاسی اور مذہبی دونوں نقطہ نگاہ سے ہندوؤں میں آریہ سماج تحریک نے فٹور ناپاؤں وہ آسانی یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر ہندوستان میں مسلمانوں کی سیاسی اور اقتصادی ترقی اور برتری کا علاج پاکستان کے ذریعہ کیا گیا تو اس سے اسلامی تبلیغ کو بہت بڑا دھچکا لگیگا اور عظیم الشان نقصان پہنچے گا۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ فرض کیجئے کہ ہندو ہندوستان نے اپنے مذہبی اور قومی مفاد کی خاطر یہ اعلان کر دیا کہ اُن کے ملک میں کسی مذہب کی تبلیغ نہیں کی جاسکتی اور نہ ایسی انجمنیں قائم ہو سکتی ہیں حتیٰ کہ انھوں نے خود اپنے مذہب کے متعلق بھی یہی طے کر دیا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر مفاد بھی انھیں کو پہنچتا ہے تو "مسلم ہندوستان" اسکے متعلق اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہے کہ وہ اسکے رد عمل کے طور پر اپنے یہاں بھی اس قسم کے احکام نافذ کرے اور قانون پاس کرے مگر پاکستانی بھائیوں کو یہ کون بتائے کہ اس شکل میں خسارہ مسلمانوں اور صرف مسلمانوں کو رہیگا۔ ہلکے سائے جاپان اور چین کی مثالیں موجود ہیں، دونوں ممالک "بڑے مذہب" کے پیرو تھے مگر چین میں اسلام نے تھوار اور حکومت کے بغیر وہ ترقی کی کہ آج دنیا کی حکومتوں میں ہندوستان کے بعد چین ہی میں سب سے زیادہ مسلمان ہیں مگر جاپان کے اس حکم اور قانون نے کہ "جاپانی حکومت اسلام کی مذہبی حریت تسلیم نہیں کرتی" جاپان سے اسلام کو بیگانہ رکھا اور اب جبکہ حالیہ زمانہ میں یہ حکم منسوخ کر دیا گیا تو اسلام نے وہاں بھی اپنی صداقت کا اثر دکھانا شروع کر دیا۔

اور اس سے آگے مکانات، چوڑیوں اور دوسرے لاکھوں نو مسلم بے علم جماعتوں کا ذکر کرتے ہوئے ذکر لگتا ہے کہ ان کا کیا مشر ہوگا اور وہ صوفت جبکہ تین چوتھائی ہندوستان میں وہ ہندو ہندوستان سمجھ کر رہیں گی تو ظاہری جبر و اکراہ کے بغیر ہی ان کا رخ کس جانب ہوگا جبکہ آج بھی انکا بھٹانا شکل ہو رہا ہے اور اسکے برعکس ہندو جالبی و بقایوں تک میں اقلیت اور اکثریت کے بھگڑوں نے جو سیاسی بیماری پیدا کر دی ہے اسکے پیش نظر مسلم ہندوستان میں "نعم البدل" کی تلاش (العیاذ باللہ) نہ تو امتداد کا توازن پیدا کر سکتی ہے اور نہ اضافہ و ازدیاد ہی میں صحیح توازن باقی رہ سکتا ہے۔ اگر اس پہلو کو جو اس سے زیادہ واضح افراط میں ظاہر نہیں کیا جاسکتا وہ اگر بری داں طبقہ نظر انداز کر دے تو کر دے جس نے اپنی سیاست کا مرکزی نقطہ "اگر بڑوں کی غلامی اور اُن کے سامنے زندہ رہنا بنا لیا ہے کیونکہ وہاں تو عقائد سے لیکر عقائد تک سب ہندوؤں اور ایسا یوں کی طرح مذہب



اسلام کو بھی مخصوص عقائد و اعمال کا مذہب نہیں سمجھتے بلکہ صرف "سوسائٹی کے مذہب" کی حیثیت سے اسکو اپناتے ہیں تاکہ دنیا تھیں اسمبلیوں اور  
 پارلیمنٹوں میں ایک خاص نام سے جگہ حاصل کر سکیں خواہ وہ نام نہاد مسلمان خدا کا منکر ہو یا مذہب کا منکر ہو اور خواہ وہ رسالت، ختم نبوت، مشر و فخر  
 معادہ آخرت وغیرہ کا قطعاً منکر ہو لیکن ایک مجدد اسلام سے تو ممکن نہیں کہ وہ نظر انداز کر دے دو قوموں (Two Nation Theory) کا نظریہ جو طالبہ  
 پاکستان کی بنیاد ہے اسلام کو سوسائٹی کے مذہب کی حیثیت دے کر یا بالفاظ دیگر اسلام کو قوم کے مرادف قرار دے کر ایک عظیم الشان غلط فہمی پیدا  
 کرتا ہے کہ اس صورت میں مسلمان 'جرمن'، 'فرینچ'، 'انگریز' وغیرہ کی طرح ایک علاقے میں رہنے والے کا نام ہو جائیگا۔ یعنی میں طرح جرنی وہ ہے جو  
 "مزدین جرن" میں رہے 'فرینچ' وہ ہے جو فرانس میں رہے اسی طرح مسلمان وہ جو پاکستان میں رہے!

اسلام کو ایک اخلاقی، تمدنی، روحانی پروگرام کی حیثیت سے اٹار کر فقط جغرافیائی حدود میں محدود کر دینے سے جو مذہبی، تمدنی اور تعلیمی نقصانات  
 پیدا ہو سکتے ہیں وہ مزید توضیح کے محتاج نہیں! جس طرح ایک جرمن جرن ہے خواہ محل کچھ رکھتا ہو کیونکہ وہ جرمن نیشن سے تعلق رکھتا ہے ایک  
 جرمن برہمن ہے کیونکہ وہ برہمن قوم سے تعلق رکھتا ہے، محل اور عقیدہ خواہ کچھ ہو! اسی طرح ایک مسلمان مسلمان ہوگا خواہ اس کا عقیدہ و محل  
 کچھ ہو کیونکہ وہ نیشن اسلام سے تعلق رکھتا ہو! اور جس طرح ایک برطانوی کو جرمن بننے کی دعوت دینا ایک سیاسی چیز ہے، مذہب سے اسکا تعلق  
 کچھ نہیں! اس طرح ایک ہندو، عیسائی یا سکھ کو اسلام کی دعوت دینا کے یہ سنی ہونگے کہ وہ اس نیشن کا جزو بن جائے جبکہ مرکز پاکستانی ہے!  
 تن ستر مینا پر ستر کے بجائے مفتی کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں اور سرفراز مسند (قادیانی)، راجہ محمود آباد (شیعہ) کو جو پاکستان کے حامی ہیں  
 مسلمان اور دیانتدار قرار دیتے ہیں۔ اور مولانا حسین احمد صاحب، مفتی کفایت احمد صاحب جیسے مجاہدین ملت کو بددیانت، بے ایمان، کم دیتے ہیں  
 اور ملکی اخبارات ان جملوں کو نہایت آب و تاب سے شائع کرتے ہیں اور ملکی نوجوان ستر مینا کے نونے پر افتقاد رکھتے ہوئے مولانا حسین احمد صاحب رحمہ اللہ  
 مولانا آزاد صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ اس سے بھی بڑا سلوک کرتے ہیں جو ایک کافر، مرتد کے ساتھ کیا جا سکتا ہے! غور کرو! اسکے دور رس نتائج کیا ہونگے  
 آفران ہندگوں کی (معاذ اللہ) بے ایمانی اور بیدینی اسکے سوا کیا ہے کہ چہ حضرات! پاکستان کے حامی نہیں؟

کس قدر حیرت کی بات ہے کہ ایک طرف تو یہ خود کشی کہ متحدہ قریب کا غلط بھی صدر جمعیت اعلیٰ کی زبان پر کیوں آیا دوسری جانب یہ پستی کہ اسلام  
 کو افریقائی حدود میں محدود کر دیا! سے بسوخت عقل و حیرت کہ ایسا چہ برا بھی ست

انرس و انگلی کا، غٹ اسکے سوا کیا ہے کہ سے کوئی معشوق ہے اس پر وہ رنگاری میں  
 ہر حال تبلیغی اور مذہبی نقطہ نظر سے ہی پاکستان مسلمانان ہند کے لئے ہرگز مطمئن حل نہیں ہے!

## “پاکستان خارجہ پالیسی کے نقطہ نظر سے”

یہ سمجھئے کہ صوبہ سرحد اور بنکال (کلکتہ) اور ساحل سندھ (کراچی) ایسی اہم پوزیشن میں ہیں کہ ہندوستان کے بیرونی ممالک سے جنگ تو مسلح اور  
 لہذا جو مفتی تعلقات کیلئے گویا کنبی ہیں جو پاکستان کی صورت میں مسلمانوں کے ہاتھ میں بلا واسطہ ہوگا گرام سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ یہی کنبی اس  
 وقت دوسروں کے ہاتھ آسانی میں جاتی ہے جبکہ کنبی بردار سیاسی، اقتصادی اور تجارتی اعتبار سے اس قدر مضبوط ہو کہ وہ خود بھی اس سے فائدہ اٹھائے







## پاکستانِ رسانی نقطہٴ نگاہ سے

میں ۷ تسلیم کئے جیتا ہوں کہ سندھ زبان کا جہاں تک تعلق ہے اسکے بارے میں گاندھی جی سے بیکر ایک معمولی بندہ کانگریس میں (Congress Man) ایک کا اردو کے تعلق ذہن صاف نہیں ہے اور اگرچہ کانگریس کا ریزولوشن اس سلسلہ میں بت صاف واضح اور صحیح اصول پر وضع کیا گیا ہے لیکن کٹر ہندو کانگریس یوں کا اصل اسکے خلاف ہے لیکن اس حقیقت کا انکار بھی نہیں کیا جاسکتا کہ اردو اور ہندوستانی کو ہندوؤں میں فیروز چھپ جانے اور انکے قلوب میں نفرت پیدا کرنے کے سامان مسلمانوں نے بھی کم مہیا نہیں کئے اور پنجاب کے مسلم اخبارات اور اہل زبان نے تو اردو کے بہتر ہندوؤں کی طرف کی اردو نویسی کے تعلق "یوے پوری می آید کی بھیتیاں کس کر اسکے خلاف نفرت کے جذبات کو زیادہ سے زیادہ بھڑکانے کی کوشش کی اور اردو زبان کے ٹکڑے ٹکڑے کی شکر زبان بنانے اور بھڑکانے کی بجائے ایسے دلائل پر اس بحث کو چلایا کہ جن سے ہندوؤں کے اس دعویٰ کی تصدیق ہوتی رہی کہ اردو مسلمانوں کی مذہبی میراث ہے نہ کہ ملک کی مشترک میراث اور فیض و غضب میں چالاک حریف کے دام میں آکر وہی کہنے لگے جو اس نے کہا کہ یہ مسلمانوں کی میراث ہے۔ پھر حقیقت بھی کچھ کم امنوناک نہیں ہے کہ کانگریس گورنمنٹوں میں جس درجہ بھی اردو یا ہندوستانی کی ترقی کے لئے قدم اٹھائے گئے اسکے مقابلہ میں بنگال کی مسلم لیگ وزارت نے اس سے آدھی رقم بھی اسکے فروغ کے لئے نہیں اٹھایا۔

بلکہ اسکے برعکس بنگالی زبان کو اپنے ہاتھوں "اردو" کا حریف بنایا گیا اور اس حقیقت کا انکشاف کسی فرقہ پرور مسلمان کے زبان و قلم سے نہیں ہوا بلکہ قائدِ مہدلق صاحب سکریٹری انجمن ترقی اردو کی اس رپورٹ سے ظاہر ہوا جو انھوں نے "کی ہندو اردو کانفرنس" دہلی کے اجلاس میں پڑھ کر سنائی تھی۔

برحال اگر ہم ہندوستان کے ایک حصہ کو "پاکستان" بنا کر ہم ہندوستان سے جدا کریں گے تو اگرچہ پہلے ہندوستان کی سرکاری زبان اردو یا ہندوستانی قرار پائی لیکن پہلے ہندوستان کی سرکاری زبان خاص ہندی اور رسم الخط خاص دیوناگری ہو کر رہیگا اور اسی طرح آہستہ آہستہ ہندو ریاستوں کے مسلمانوں کی طرح تقریباً تین کروڑ مسلمان جو ہندو ہندوستان کے باشندے ہوں گے اردو زبان سے بڑی حد تک بیگانہ ہو جائیں گے اور چند خاص علمی حلقوں کے علاوہ زبان ہندوؤں میں تو کیا مسلمانوں میں بھی مذہبی زبان عربی کی طرح مشترک سمجھ کر بولی اور لکھی جائے گی اور اسکا یہ اثر ہمارے تمدن اور ہماری معاشرت پر جس طرح بڑے بگاڑ کا باعث ہو رہا ہے۔ اسکے برعکس ہم مشترک ہندوستان کی وحدت کو نہ ٹائیں تو واقعات اور تجربات سے یہ ثابت کر رہا ہے کہ اردو یا ہندوستانی کو متعصب ہندوؤں کے ہندی اور مسکرت کے قاب میں دھانے کی تمام کوششوں کے باوجود کانگریس کے صحیح ریزولوشن اور کانگریس گورنمنٹوں کے مناسب ہمارے دھرم میں اقدامات کی وجہ سے ہندوستان بھر کے لئے اردو یا ہندوستانی "سنگو فریڈ" بنتی جا رہی ہے اور یہ سلاب نہ ہندی ماہیت کیلئے سے ٹک سکتا ہے اور نہ متعصب ہندوؤں کی مسکرت نوازی سے البتہ اپنی دوسری غلط روشوں کی طرح ہم خودی اگر اسکے حدود ہو جانے پر راضی ہوا ہو جائیں تو یہ ادب بات ہے۔ اگر حواث کا غوت نہ ہوتا تو میں کانگریس گورنمنٹوں کے آٹھ اصولوں کی تفصیلات سے یہ وضع کرتا سپورٹاؤں جیسے کانگریسی وزیر اور لندن جی جیسے اسپیکر کے باوجود اردو کی ہندوستانی کے نام سے ہندوؤں میں دس گنی ترقی ہوئی اور ہزار ہا ایسے ہندو "اردو" لکھنے پڑھنے اور لکھنے پر مجبور ہوئے جو ٹوٹی پھوٹی اردو بھی نہیں جانتے تھے!!



# پاکستان کا نعم البدل

مسطورہ بالا تفصیلی مذاکرات کے بعد اب قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہندوستان میں مسلمانوں کی آزاد مابین زندگی کی کیفیات پاکستان اسکیم نہیں ہو سکتی تو اس کا نعم البدل وہ کونسی اسکیم ہے جو اس مقصد کو پورا کرتی ہو جسے نئے پاکستان اسکیم سے ملتی جا رہی ہے۔ اور مسطورہ بالا اختصانات اور مضمرات سے بھی حفاظت ہو جائے تو اسکے لئے میں علیحدہ ایک ایسی ہیئت کوں کا مجموعہ اعلان ہند کے اجلاس تاجور کی تجویز ہی اس مقصد کی تکمیل کے لئے صحیح علاج ہے۔ یہ تجویز نیز آزاد مسلم کانفرنس منعقدہ دہلی کی تجاویز اس اصول پر مبنی ہیں کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی ہونڈیشن ان مختلف جماعتوں کی طرح نہیں ہے جو اقلیت کے نام سے موسوم ہیں، اسلئے کہ وہ بعض صوبوں میں اکثریت میں ہیں تو بعض صوبوں میں اکثریت میں ہیں اور اصطلاح میں خواہ ان کو نیشن (قوم) کہا جائے یا نہ کہا جائے لیکن مسطورہ بالا حقیقت کا ہر ایک شاہد متوجہ کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ لہذا مسلمان ہندوستان کی مرکزی وحدت کو تسلیم کرتے ہوئے اس حق کو اپنا انگریزی حق سمجھتے ہیں کہ سیاسیات ہند میں ان کی جگہ ان اقلیتوں کی سی نہیں رہے گی جو اکثریت کی حکومت انکرا سے اپنے لئے "سیلف گارڈس" (SAFE GUARDS) (محفظات) حاصل کر کے اپنا حق پالیں بلکہ آزاد ہندوستان میں ان کی حیثیت سادہ پانہ ہوگی! چنانچہ تجویز مذکورہ صدر میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ہر ایک صوبہ خود مختار اور مکمل طور پر آزاد ہوگا اور مرکزی دھڑ کیلئے مرکز کو صرف وہی حقوق دئے جائینگے جو باتفاق آزاد تمام صوبے اسکے سپرد کریں اور پریکٹیکل زبان میں جن حقوق کو "رہنڈ ڈویژن" (RESIDUARY POWERS) (اختیارات غیر متعینہ) کہا جاتا ہے وہ بھی صوبوں کو ہی حاصل ہوں گے چنانچہ تجویز کی دفعہ (ج) کے الفاظ یہ ہیں ہم ہندوستان میں صوبوں کی کامل خود مختاری اور آزادی کے حامی ہیں بغیر صوبہ اختیارات صوبوں کے ہاتھ میں ہوں گے اور مرکز کو صرف وہی اختیارات ملیں گے جو تمام صوبے متفقہ طور پر مرکز کے حوالے کریں اور جن کا تعلق تمام صوبوں سے یکساں ہو۔

**تجویز کا ایک اہم جز ہے** مذہبی معاملات کی کے کل "فونڈامنٹل رائٹس" (FUNDAMENTAL RIGHTS) (مبہدوی حقوق) کے جائینگے اور اس کا فیصلہ اس کمیٹی (فرقہ) کی ہاتھ میں ہوگا جسکے وہ حقوق ہیں اور وہ کسی حال میں بھی بحال رہے گا۔ اس کے اندر زیر بحث نہیں آسکتے اور اسی طرح صوبوں کی حکومتوں میں بھی ہوگا! چنانچہ آزادی کامل کو نصب العین قرار دیتے ہوئے یہ تصریح کر دی کہ وطنی آزادی میں مسلمان آزاد ہونگے ان کا مذہب آزاد ہوگا، "اسلم" کچھ اور تہذیب و ثقافت آزاد ہوگا اس تجویز میں اعلان کر دیا گیا ہے کہ مسلمان کسی ایسے آئین کو قبول نہ کیے جسکی بنیاد ایسی آزادی پر نہ رکھی گئی ہو۔

مرکز میں اگرچہ آزاد صوبوں کا اتفاق ضروری اور مفید قرار دیا گیا ہے لیکن یہ بھی تصریح کر دی گئی ہے کہ ایسا اتفاق اور ایسا مرکزیت میں اپنی مخصوص تہذیب و ثقافت کی مالک، نوکر اور لغویں پر مشتمل مسلمان قوم کسی عددی اکثریت کے رحم و کرم پر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو ایک لمحہ کے لئے بھی گوارا نہ ہوگی۔ یعنی مرکز کی تشکیل ایسے اصول پر ہونی ضروری ہے کہ مسلمان اپنی مذہبی، سیاسی اور تہذیبی آزادی کی صورت سے مطمئن ہوں۔ پھر جمعیت علماء کے اجلاس ہمارے پورے مسئلہ میں ایک تشریح کا اضافہ کر کے ان صورتوں کو بھی بیان کر دیا ہے جن سے مرکز کی تشکیل ایمپائن کنش طریقہ پر ہو سکتی ہے۔ چنانچہ تشریح کے الفاظ درج ذیل ہیں۔



## تشریح

اگرچہ اس تجویز میں بیان کردہ اصول اور ان کا مقصد واضح ہے کہ جمعیت اعلیٰ مسلمانوں کی مذہبی و سیاسی اور تمدنی آزادی کو کسی حال میں چھوڑنے پر آمادہ نہیں۔ وہ بیشک ہندوستان کی وفاقی حکومت اور ایک مرکز پسند کرتی ہے کیونکہ ان کے خیال میں مجموعہ ہندوستان خصوصاً مسلمانوں کے لئے مفید ہے۔ گرد قاتی حکومت کا قیام اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ صوبوں کے لئے حق خود ارادیت تسلیم کر لیا جائے اور وفاقی کی شکلیں اس طرح ہو کہ مرکز کی غیر مسلم اکثریت مسلمانوں کے مذہبی و سیاسی اور تمدنی حقوق پر اپنی عددی اکثریت کے بن بستے پر تادی نہ کر سکے۔ مرکز کی ایسی شکلیں جس میں اکثریت کی تادی کا خوف نہ ہے باہمی اہتمام و تنظیم سے مندرجہ ذیل صورتوں میں سے کسی صورت پر یا ان کے علاوہ کسی اور ایسی تجویز پر جو مسلم و غیر مسلم دونوں کے اتفاق سے ملے ہو جائے ممکن ہے۔

(۱) مثلاً مرکزی ایوان کے ممبروں کا تناسب یہ ہو۔ ہندو ۴۵۔ مسلم ۴۵۔ دیگر اقلیتیں ۱۰۔

(۲) مرکزی حکومت میں اگر کسی بن یا تجویز کو مسلم ارکان کی اکثریت اپنے مذہب یا اپنی سیاسی آزادی یا اپنی تہذیب و ثقافت پر مبالغہ افراط قرار دے تو وہ بن یا تجویز ایوان میں بغل یا پاس نہ ہو سکے گی۔

(۳) ایک ایسا سپریم کورٹ (SUPREME COURT) قائم کیا جائے جس میں مسلم و غیر مسلم دونوں کی تعداد مساوی ہو اور جس کے ججوں کا تقرر مسلم و غیر مسلم دونوں کی مساوی تعداد کے ارکان کی کمیٹی کرے۔ یہ سپریم کورٹ مرکز اور صوبوں کے درمیان تنازعات یا صوبوں کے باہمی تنازعات یا ایک کی دوسروں کے اختلافات کے آخری فیصلے کرے گا۔ نیز تجویز دہانے کے تحت اگر کسی بن کے مسلمانوں کے خلاف ہونے میں مرکز کی اکثریت مسلم ارکان کی تہ اکثریت کے فیصلے سے اختلاف کہے تو اس کا فیصلہ سپریم کورٹ سے کر لیا جائے گا۔

(۴) اور کوئی تجویز جسے مزید یقین باہمی اتفاق سے ملے کریں۔

بہر حال مذکورہ بالا صورتوں کے علاوہ بعض اور بھی ایسی شکلیں ہیں جو زیر بحث آسکتی ہیں اور مسلمانوں کے مقصد کو پورا کر سکتی ہیں جنکو زیر بحث لانا تب ہی مفید ہوگا کہ یا تو تمام مسلمان جماعتیں اپنے اعتدائی نقطہ خیال کے باوجود جمع ہو کر مسلمانوں کی اس بے حد گنتی کو ٹھکانے کے لئے کچا پیشیاں اور یا پھر کسی ملی شکل پیدا ہونے کے وقت زیر بحث لائی جاسکتی ہیں۔

یہ وہ صورتیں ہیں کہ سلسلہ میں جب ایک غیر جانب دار محب ملت و وطن کے توسط سے جمعیت اعلیٰ ہند کے بعض رہنماؤں اور مسلم لیگ صوبہ بدھپ کے بعض لیڈروں کے درمیان زیر بحث آئیں تو کمشنر کے ایک مشورہ مسلم لیگی لیڈر نے ان کے متعلق فرمایا کہ بلاشبہ مسلمانوں کا صحیح نقطہ انھیں تجاویز ہند سے نہ کہ پاکستان میں مگر قائد اعظم کی صدا اور ہفت کب ہم سب کو جمع ہو کر ایک یقین پر مشفق ہونے سے مل سکتی ہے اور اسلئے اب ہم مجبور ہیں کہ ہندوستان کے اور کسی چیز کا ذکر نہ کریں۔

بہر حال اس طرح ہندوستان کی مرکزی وحدت بھی قائم رہتی ہے اور مسلمانوں کے خوف و خطرات کا بھی صحیح علاج ہو جاتا ہے اور مرکزی وحدت میں منسلک ہو جانے سے ان سب مغزوں اور نقصانات کی بھی تلافی ہوجاتی ہے جو سیاسی، اقتصادی، فوجی اور صوبائی اعتبار سے تقسیم ہند کی شکل میں مسلمان کو پہنچ جائیو اسلئے کہ وہ سب باتیں صرف اسلئے وقوع پذیر ہو سکتی ہیں کہ تقسیم ہند سے جو توفی اور مذہبی منافرت پیدا ہو جائے گی وہ ہندوستان کے ہر دو حصے کو ہر حال میں ایک دوسرے سے نہ صرف جدا کر دے گی بلکہ دونوں کے درمیان کھلی ہوئی رقابت کی صورت پیدا ہو جائے گی اور زبانی بھائی چارہ ہر گز ان دشمنوں کا اندام نہیں کر سکتا جو تقسیم ہند کی ملی شکل میں آنے سے پیدا ہو جائے گی اور مرکزی وحدت ہندوستان کی



میک نغری کے باوجود ایک دوسرے کے لازمی تعاون و اشتراک کا ایک اہم سلسلہ باقی رکھے گی اور بلاشبہ ایک دوسرے کے ساتھ باہمی اہمیت کی  
بہرے کو تری حاصل ہوگی اور ملک میں خانہ جنگی کے اشتباہات ختم ہو جائیں گے۔

گر حقیقت جب ہی کچھ میں آسکتی ہے کہ بعض معاشرتی مضامین ہی کا تجربہ نہ ہو بلکہ ان مسائل پر بحث کرنے والوں کی ملکی سیاست کے عمل و اسباب  
پر صحیح نظر ہو اور ان سے نتائج اخذ کرنے کے لئے دماغ جماعتی پر مدہ پگندہ سے آزاد رہ کر صرف اس طرح مسائل پر غور کرنے کا عادی ہو کہ مسلمانوں  
کی حقیقی فہم کے ساتھ ساتھ انہیں اقتدار کو کمزور بنا کر یا شکست دے کر ملک کی فلاح کی صورت کس طرح بن سکتی ہے!!

اس حالت میں مسلمان اقلیتیں بھی مجموعہ ہندوستان کے ان تمام قوانین سے مستثنی ہو سکتی ہیں اور اکثریت کے صوبوں کے مسلمان بھی  
باہمی تعاون کے ساتھ اس کے فوائد سے مستفید ہو سکتے ہیں اور خود مسلمان بھی دو حصوں 'اقلیت اور اکثریت' میں تقسیم ہو کر جدا جدا  
سیاسی مفاد کے شکار ہونے سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

## چند شکوک کا جواب

وعدت مرکز اور صوبائی خود مختاری کے اصول تسلیم کرنے والوں پر چند اعتراضات کئے جاتے ہیں جن سے مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے  
مثلاً کہ اگر تمام صوبجات خود مختار اور آزاد ہوں گے تو کیا ان کو اپنی فوج رکھنے کا بھی حق حاصل ہوگا؟ اور اگر نہ ہوگا تو صوبہ سرحد جیسے صوبہ کا مرکزی  
فوج کے تحت میں رہنا کیا مسلمانوں کے لئے خطرناک نہیں ہے؟

یہ سوال اپنی جگہ پر بلاشبہ اہم ہے لیکن جب قدر اہم ہے اسی قدر اپنے حل ہو جائے جس کا سامان بھی ہے۔ اس لئے کہ اگر پولیشکل قانونی صورتیں ایسا کر چکی  
اہدات دیتی ہیں کہ ہر ایک صوبہ اپنی جدا جدا افواج بھی رکھ سکتا ہے تو قوم پر وعدہ مسلمانوں اور فرقہ پرست مسلمانوں کی اس بات سے میں دور نہیں  
ہوں گی اور یہ مسئلہ شفقہ آواز سے تسلیم کر لیا جائیگا اور اگر ایسا کرنے میں خود اقوام ملک تک کے باہم خانہ جنگی اور پولیشکل آئین کے لحاظ سے بغیر عیب پیدا  
پیدا ہو جائے گا یقین ہو تو پھر بھی مسلمانوں کے لئے ہماری بیان کردہ وعدت مرکز میں اسلئے خطرہ نہیں ہے کہ ہم سب مسلمان جماعتوں 'اور قوم پرست مسلمانوں  
کا متفقہ فیصلہ ہے کہ خواہ کچھ ہی ہو کج برنش حکومت کے دیر اثر فوجوں میں مسلمانوں کا جو بھی تناسب ہے مرکزی حکومت میں نہ صرف تناسب ہی باقی رہیگا  
بلکہ اس کے اخذ کی مزید سی کی جائیگی تب اس مسئلہ کو فیصلہ کن قرار دیا جائیگا لہذا ایسی صورت میں مسلمانوں کو پھر بھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوتا اور ان کی  
فوجی پوزیشن پاکستان کی فوجی پوزیشن کے مقابلہ میں ہر حال بہتر رہے گی جہاں چالیس فی صدی غیر مسلم اقلیت اپنے تناسب کا فوج میں بھی  
معاہدہ کر چکی اور وہ تسلیم بھی کرنا چاہئے گا بلکہ دعویٰ سے کہا جاسکتا ہے کہ مذکورہ بالا وعدت مرکز اور صوبائی آزادی کی اسکیم مسلمانوں کیلئے خصوصیت  
کے ساتھ صوبہ سرحد میں فوجی بھرتی کی نوعیت تک مسلمان پاکستان اسکیم سے بہتر ہوگی۔ بہر حال قوم پرست مسلمان ایک لمحہ کیلئے بھی اس سے غافل  
نہیں رہے اور نہ غافل رہنے کے مسلمانوں کی فوجی پوزیشن کسی حال میں بھی دوسرے کے رحم و کرم پر رہ جائے۔

اگر یہ ٹھیک صاحبان کی تہذیب میں قوم پرست ہونا اتنا بڑا گناہ ہے کہ معاذ اللہ کہہ دیا جائے گا بھی اس کے مقابلہ میں بچ ہے چنانچہ خدا کا خوف کے بغیر غلط  
طریقہ سے جو کچھ کسی کے جی میں آتا ہے ان پر الزام لگا دیتا ہے مگر کاش ان کو معلوم ہوتا کہ جب کاش گریں لیڈروں کی سامی سے الہ آباد میں ہونے والی کانفرنس  
منعقد ہوئی تھی تو انیس روز تک مسلم کانفرنس اور مسلم لیگ کے مسلمانوں کے مشترک اجتماع کے باوجود غافل فرقہ دارانہ حقوق کے پیش کرنے اور



ان کو صحیح ہدایت میں تسلیم کرنے میں سب سے زیادہ پیش پیش سر آصف علی اور جمعیتہ اعلیٰ ہند کے محترم ارکان حضرت مولانا محمد باقر صاحب دہلوی اور مولانا مفتی محمد نعیم صاحب میانوی اور یہ خادم اور اس کے ساتھی تھے اور سر آصف علی کی جدوجہد کا تو یہ عالم تھا کہ نواب اسماعیل خان صاحب لور جامی محمد حسین صاحب ارکان مسلم کانفرنس و مسلم لیگ کو بھرے اجلاس میں یہ اعتراض کرنا پڑا کہ مسلمانوں کے حقوق کے مسئلہ کو جس خوبی اور ہمت کے ساتھ انھوں نے پیش کیا ہم بھی اس حد تک پیش نہیں کر سکتے تھے اور اسی وجہ سے بعض قوم پورہ ہندوؤں کی زبان سے حضرت مولانا کو کلام آزاد تک کہنے پہنچ گیا کہ ہم کو اب معلوم ہوا کہ مسلمان قوم پورہ ہونے کے باوجود بھی اندر سے 'کیوں مسلمان' ہی کھتا ہے اور کاش کہ ان کو معلوم ہوتا کہ کبھی بھی قوم پورہ مسلمان مسلمانوں کے مقصد کی تکمیل میں پیچھے نہیں رہے۔

شاید آج کو معلوم ہو کہ جب کانگریس وزارتوں کے زمانہ میں ایک طرف پنجاب کے ایک مشہور لیڈر مسلم اور ہندو کانگریسی لیبرن اسمبلی کے ساتھ مل کر جدوجہد کر رہے تھے کہ مسلم لیبرن اسمبلی کی قیادت اور ہندو لیبرن اسمبلی کی اکثریت حاصل کر کے پرنسٹن وزارت کو فتح کر کے کانگریس کو ویشن وزارت بنائی جائے اور اس جدوجہد میں بھی لیڈر بہت زیادہ سرگرم تھے اور دوسری جانب سٹریٹس پورس اپنی صدارت سے فائدہ اٹھا کر بنگال میں اس قسم کی وزارت بنا کر اپنے بھائی سر پندرہ بوس کی وزارت کیلئے راہ ہموار کر رہے تھے اس وقت ان دونوں کی جدوجہد کے خلاف جس نے وزارت کیساتھ قدم اٹھایا وہ "مسلم لیگیوں کی نگاہ میں سب سے زیادہ گنہ گار ہستی" مولانا ابوالکلام آزاد مدظلہ العالی کی ذات گرامی تھی۔ جس نے سر پندرہ اور راجندر باجو کو نیم راضی دیکھ کر صاف صاف متنبہ کر دیا تھا کہ اگر آپ حضرات نے ان مسلم صوبوں میں جہاں کے بھلیچر میں مسلم لیبرن کی اکثریت کانگریس کے ساتھ نہیں ہے ہند اکثریت اور مسلم اقلیت سے تیار شدہ اکثریت سے کوئی وزارت ترتیب دی تو میں اُسی وقت کانگریس سے سستی ہو جاؤں گا۔ جیٹک مسلم اکثریت کے کسی صوبہ میں بھلیچر کے اندر مسلم لیبرن کی اکثریت کانگریس کی حامی ہو جائے اُس وقت تک ناممکن ہے کہ کانگریس کو ویشن وزارت مل سکے۔ چنانچہ مولانا آزاد کا یہ رنگ دیکھ کر گاندھی جی اور جواہر لال اور پورے ہائی کمانڈ کو ان کی حمایت کرنی پڑی اور تب یہ مسئلہ ختم ہوا۔

اب شاید یہ آپ کو خبر نہیں کہ قوم پورہ مسلمانوں کا بہت بڑا حصہ کانگریس میں بھی ہمیشہ پایاں باز دکھلاتا ہے اور کانگریس ہائی کمانڈ کے خلاف ہی کھڑا رہتا ہے۔ ہاں ان کا یہ تصور ضرور ہے کہ وہ ہندوؤں کے خلاف اس قسم کی آگ بھڑکنا مسلمانوں اور ملک دونوں کے لئے مفربخت مضر سمجھتے ہیں جس سے اپنی اقتدار کے استحکام کو قوت پہنچے اور وہ اسکو اپنا آلہ کار بنائے۔ قوم پورہ مسلمانوں کے مسلم کاد کے تحفظ کی دلیل اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ جبکہ نا بھی یا ذاتی اقتدار کی خاطر انگلی سے پاکستان کا نام یکسر مسلمانوں کی سیاست کو جینی اقتدار کے ہاتھ میں کھلونا اور اسکا آلہ کار بنایا جا رہا ہے اس وقت بھی محض اسلئے کہ غلط یا صحیح جب مسلمانوں کی سب سے بڑی کیوں جماعت مسلم لیگ حق خود اختیاری کا مطالبہ کر کے تقسیم ہند کیلئے راہ ہموار کر رہی ہے تو ہم خواہ مسلمانوں میں جا کر اور جان کی بازی لگا کر پاکستان کی حضرات کو ظاہر کر کے اس اسکیم کو فیل کرا دیں لیکن کانگریس کو اس حق کے لئے جمہوری اصول پر اعلان کر دینا چاہئے۔ ہر قسم کی جدوجہد کے کانگریس سے اسکا اعلان کر دیا اور اسکی موافقت میں قان عبدالغفار خاں سر آصف علی ٹانکزیہ محمود ڈاکٹر شوکت احمد انصاری جیسے قوم پورہ حضرات نے بیانات شائع کئے اور کاتب عدوت نے اجلاس آل انڈیا کانگریس کمیٹی منعقد ہوئی ۲۳ مئی اس مضمون کا ریزولوشن بھیج دیا جس کے تعلق صدر کانگریس نے آل انڈیا کانگریس کے اجلاس میں بحیثیت صدر یہ رزلٹک بیان کیا کہ کانگریس اس حق کا اعلان کر چکی ہے اور پھر کرتی ہے اور الٹا ہر ریزولوشن سے ہرگز اس قبول شدہ حق پر کوئی اثر نہیں پڑتا!



یہ کام کارروائی سلسلہ کے اس اہلوس بیٹی میں ہو چکی تھی جسکے بعد ان کی گرفتاری سلسلہ کی فہم اٹھان تحریک کا باعث بنی۔ اور کیا کسی معقول آدمی کے نزدیک کا گریس کا یہ اعلان ایسی حماقت کے لئے جو ملک کی آزادی کا واقعی درد رکھتی ہو سمجھوتہ اور مصالحت کے قدم کیلئے کافی نہیں تھا، اس پر بھی سڑ مہینے بٹائیہ کی ہاں میں ہاں ملا رہا اور ان سٹر کا مذہبی اور کا گریس سسٹن کو ڈانٹنا شروع کر دیا اور تین سال کی گرفتاریوں اور نظر بندیاں کے بعد سب رہائی ہوئی تو بھی مولانا آزاد اور قوم پرست مسلمان ہی تھے جنہوں نے سسٹنوں کے لئے حق خود ارادیت کا اعلان دوبارہ کر دیا حتیٰ کہ صوبائی کونسل کے کونسلر مسٹر کی کا حق بھی تسلیم کر دیا گیا، لیکن اس تمام جدوجہد کے باوجود انکی حضرات کے نزدیک کا گریس اور قوم پرست ہی گردن زدنی ہیں!!

یہ وہ سوریں جکی بنا پر ہم یہ تسلیم کر سکتے ہیں کہ مسلم لیگ اور قائد اعظم سسٹنوں کو کچھ دینے میں تو "مجبور اور پیچ" ہیں مگر کا گریس یا آزاد ملک خود ہونا کی جدوجہد شکست دیکر جنسی شمشادانہ اقتدار کے شکوکہ کیلئے ان کی آواز اور انکی فنگل جی وڈنک موثر ثابت ہوئی ہے اور ہوتی رہی ہے۔

مواہ پاکستان کے مایوں کی جانب سے یہ سوال کیا جایا کرتا ہے کہ ہندوستان کی خارجی پالیسی میں اسکی کیا گارنٹی ہوگی کہ جنگ و صلح اور دیگر معاملات میں مسلمان حکومتوں کے ساتھ مسلمان ہند کے اتحاد اسلامی کا لحاظ رکھا جائیگا، سوائے متعلق بھی کانسٹی ٹوشن بناتے وقت اسے کیا جاسکتا ہے اور اس سے متعلق تفصیلات کو تسلیم کر لیا جاسکتا ہے اور میرے خیال میں یہ مسئلہ ایسا پیچیدہ بھی نہیں ہے۔ خصوصاً جبکہ ہندوستان کی حکومت اس اصول پر قائم کیجا رہی کہ وہ استعمارانہ ہوس میں خود کسی پر بھی جو راجانہ مہد نہیں کرے گی۔ ہاں اس سلسلہ میں اگر کوئی پیچیدگی پیش آسکتی ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ دنیا کی مختلف حکومتوں کی باہمی جنگ میں اگر جمہوریت کی حمایت میں ہندوستان کو ایسی حکومت کا ساتھ دینا پڑے جس کے برعکس کوئی مسلمان حکومت کسی سربراہ پرست جمہوریت کے مخالف اور دہین یا کسی ایشیائی حکومت کے ساتھ ہو تو اس صورت میں مسلمانان ہند کیا رویہ اختیار کریں گے؟ تو ظاہر ہے کہ جب ہم ہندوستان میں صاحب حکومت ہونگے تو جس طرح ہمارا فرض ہے کہ مسلمان حکومتوں کے ساتھ اتحاد کرنا ضروری سمجھیں اسی طرح ان مسلمان حکومت کا بھی یہی فرض ہوگا اور اگر وہ خدا نخواستہ اس فرض کو قصداً نظر انداز کر دے تو مسلمانان ہند بھی مجبور ہونگے کہ اپنے ملک اور خود اپنی حفاظت کے لئے جو صورت مناسب سمجھیں اختیار کریں۔ جس طرح آج ترکی، ایران، افغانستان، عراق، شام اور مصر میں ہورہا ہے اور اگر یہ بات بھی دل میں کھنکھاتی ہو تو ترکی اور دوسری مسلمان حکومتوں کے حالات کو پیش نظر رکھ کر اور جذبات سے الگ ہو کر بعینہ اس پوزیشن کو اس حالت میں بھی سمجھئے اور مل کیجئے کہ جب پاکستان کو اپنی حفاظت کے لئے کسی دوسری مسلمان حکومت کے خلاف جنگ اڑانا پڑ جائے اور جو مل آپ اس کے لئے تجویز فرمائیں وہی مل دعوت ہند کی صورت میں بھی اختیار کرنے کے لئے تجویز فرمائیں تو ہم پر مسلمان انتشار السد جنوا اور ساتھ رہیں گے۔

پاکستان کے مایوں کی ایک عجیب و غریب دلیل یہ بھی جو کرتی ہے کہ اگر واقعی پاکستان مسلمانوں کے حق میں ایسی ہی غلط چیز ہے تو ہند اسکے اتنے مخالف کیوں ہیں۔ لیکن ایسا کتنا سب سے بڑی سیاسی نادانی ہے یہ بات وہی لوگ کہہ سکتے ہیں جو توہوں کے سیاسی رجحانات سے ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جو ہندو شیش ازم یعنی توہیت کے صحیح معنوں میں مخالف ہیں وہ تو خالص قومی گھمبیری کے اصول پر دانتاری سے پاکستان کو ملک کیلئے مضرت سمجھتے ہیں۔ ہندو کے علاوہ ہندوؤں کی حماقت پاکستان کے مشورین پان اسلام دم (عالمگیر اسلامی بڑائی) کا بواہر کہتی ہے اس صورت کے متعلق مسلمان خود خود کریں کہ بحال تھا جبکہ ہر ایک اسلامی ملک پر کچھ بظلم استعمار میں پھنسا ہوا ہے۔ یہ تو کہاں تک درست ہے۔ ان دیہاتوں کے علاوہ ہندوؤں کی تیسری حماقت وہ ہے جو راجگوپال آجاریہ کی جم آواز کو کہہ رہا ہے کہ کسی ملک کا گریس ہم ہندوستان مسلمانوں کو دیکھتا کہ بقیہ ملک میں وہ سن امان کر لیں۔ پھر































# پاکستان بطور اسلامی صوبہ کے

پاکستان کے نام پر مسلمانوں کے سب سے زیادہ شغف میں بننا چاہیے کہ  
 اس نام پر ہر ایک کو ملنا چاہیے۔ اس کی حکومت کا مرکز اسلام آباد ہوگا۔  
 اس کی سرحدیں ان کے علاقوں کے ساتھ مل جائیں گی۔ ان کے حقوق کو یقیناً  
 اس کی حکومت کو ملے گا۔ ان کے علاقوں کے ساتھ مل جائیں گی۔ ان کے حقوق کو یقیناً

پاکستان کے نام پر مسلمانوں کے سب سے زیادہ شغف میں بننا چاہیے کہ  
 اس نام پر ہر ایک کو ملنا چاہیے۔ اس کی حکومت کا مرکز اسلام آباد ہوگا۔  
 اس کی سرحدیں ان کے علاقوں کے ساتھ مل جائیں گی۔ ان کے حقوق کو یقیناً  
 اس کی حکومت کو ملے گا۔ ان کے علاقوں کے ساتھ مل جائیں گی۔ ان کے حقوق کو یقیناً

## آبائیوں کا تبادلہ

پاکستان کے نام پر مسلمانوں کے سب سے زیادہ شغف میں بننا چاہیے کہ  
 اس نام پر ہر ایک کو ملنا چاہیے۔ اس کی حکومت کا مرکز اسلام آباد ہوگا۔  
 اس کی سرحدیں ان کے علاقوں کے ساتھ مل جائیں گی۔ ان کے حقوق کو یقیناً  
 اس کی حکومت کو ملے گا۔ ان کے علاقوں کے ساتھ مل جائیں گی۔ ان کے حقوق کو یقیناً

## پاکستان مرکزی حکومت کے نقطہ نظر سے

پاکستان کے نام پر مسلمانوں کے سب سے زیادہ شغف میں بننا چاہیے کہ  
 اس نام پر ہر ایک کو ملنا چاہیے۔ اس کی حکومت کا مرکز اسلام آباد ہوگا۔  
 اس کی سرحدیں ان کے علاقوں کے ساتھ مل جائیں گی۔ ان کے حقوق کو یقیناً  
 اس کی حکومت کو ملے گا۔ ان کے علاقوں کے ساتھ مل جائیں گی۔ ان کے حقوق کو یقیناً

پاکستان کے نام پر مسلمانوں کے سب سے زیادہ شغف میں بننا چاہیے کہ  
 اس نام پر ہر ایک کو ملنا چاہیے۔ اس کی حکومت کا مرکز اسلام آباد ہوگا۔  
 اس کی سرحدیں ان کے علاقوں کے ساتھ مل جائیں گی۔ ان کے حقوق کو یقیناً  
 اس کی حکومت کو ملے گا۔ ان کے علاقوں کے ساتھ مل جائیں گی۔ ان کے حقوق کو یقیناً











# پاکستان کی نفسیات

از۔۔۔۔۔ قاسم عبدالغفار حیدر آباد دکن

بنا سلوم ہوتا ہے کہ گویا ہمارا ہندوستان تمام دنیا سے علیحدہ ایک غیب ملک ہے جس کے تمام سماں اور زمین کی انتہائی زندگی کے تمام اصول ساری دنیا سے الگ ہیں۔ اور اس لئے جدید دنیا کے حالات میں کوئی سبق دے نہیں سکتے۔

جنگ عظیم کے ختم ہونے کے بعد کہیاد و انتہائی فوجی اور دنیا بھر کے حکوم اقوام اپنی آزادی کے لئے اس حد و جد میں مصروف ہیں۔ اس سے ہم نگر ہوا کہ اس میں ماس میں نہیں کر سکتے۔ پاکستان کی جنگ جیتنے سے پہلے دوسرے ملک میں آزادی کی تحریکوں پر نظر کرنا ہی چاہئے ہے۔

پاکستان کے خلق اس قدر گھما بھاؤ ہے۔ اور ان میں اور مخالفت ہے کہ جب ہم نے کسی عقیدے کے کھنکھارے کی فرمائش کی تھی ہے تو میں سوچے کہ ہوں اگر تو اب بھی بات کوئی ہے۔ کون سا بیابان ہے اس مسئلہ کا۔ جس کے نفع پر کھنکھارے۔ ملی طاقت کے پس منظر میں پاکستان کے مسئلہ کا غور کیجئے تو اس مسئلہ پر متاثر کوئی ملک کی قومی آزادی کی تحریک سے سب سے کم کوئی سبق نہیں۔ وہ اپنی جگہ اتنا ہے اور اس لئے اس کے تصور کی بنیاد کہ آزادی کی تحریکوں میں متاثر کرنے کے بجائے فلاح کی فہم میں کوشش کرنا چاہئے گا۔

آج کل ہندوستانی ملک کے حالات پر غور و فکر میں جہاں قریب آزادی کے ماحول میں کے تعلیم، سہولت و فراہمی ہے۔ ہندی پاکستان کے لئے۔ وہ کوئی بددعوی ہے کہ وہ ملک کے آزادی کے ماحول میں۔ لیکن وہ پاکستان کے حق کو تسلیم کر لینے کے بعد ہی قریب آزادی میں شریک ہو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ ہمیں انداز ہے کہ ہندوستان میں ہندو اکثریت ان کی حق کو تسلیم کر جائے گی۔ اس میں کوئی مثال انبیاء کے کسی ملک کی موجودہ جد و جد میں نہیں ملتی۔

اس لئے ان تمام ملک کے حالات کا جائزہ لیں کہ اس وقت اپنی آزادی کے لئے سرگرم ہیں۔

پچھلے مہینے کے حالات ایک طویل عرصہ تک برطانوی اور غرض کی دوسرے کم و بیش ہندوستانی ریاستوں کے غرض ہو گئے تھے۔ مگر کی آزادی میں آ رہا ہے۔

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰















جہنا پروڈکشنز

دوسری پیشکش

Tentative  
Title.

۲  
دو در

ناردرن انڈیا سٹوڈیو کی ایک تخلیق

سکرین بے مکمل اور مکمل

ڈی۔ این۔ ریموٹ

شمالی ہند کے لئے

جگت ٹائیز ڈسٹری بیوٹرز - دہلی - لاہور

فصلان کے ناموں کے لئے

جہنا پروڈکشنز نمبر (۱) مٹکان روڈ دہلی













موجودہ دنیا کے ہر ملک کے ساتھ ساتھ پاکستان کے ساتھ بھی ایک نیا دور ابھرنے لگا ہے۔ اگر وہ  
 اس طرح کے دور میں گزرے گا تو ہمیں اس کے ساتھ ساتھ ایک نیا دور بھی گزرنا پڑے گا۔  
 کہ جس طرح پاکستان کی ترقی ہوگی، دوسرے ممالک کی ترقی بھی ہوگی۔

دوسرے دلائل کا حقیقت کردہ پمفلٹ ALTERNATIVE TO PAKISTAN سے اس کی بازت سے ترجمہ کرتے شائع  
 کیا گیا (ایڈیٹر)۔



سینٹیک (انڈیا) لمیٹڈ

تیار کنندگان: فارماسیوٹیکل ڈرگس

ایسٹ فائن کیمیکل

سینٹیک (انڈیا) لمیٹڈ پلازہ ڈبلیو بی نمبر



# جمناپروڈکشنز کا نغماتی فلم

لاہور۔ دہلی۔ کانپور۔

کلکتہ۔ لکھنؤ۔

میر جوبلی مناچکاب  
ہروڈیوس

جنیمی دیوان

سکرین پلے مکالمے اور گانے

ڈی۔ این۔ مدھوک

موسیقی:- نوشاد۔

سورن لتا۔ کرن دیوان۔ واسطی۔ بدری پرشاد۔

راجکمار کی شکیلا۔ منجولا

جنگری کردی:- جمناپروڈکشنز کا نغماتی فلم۔ دہلی۔

# پاکستان کے خلاف چودہ نکات

ان: ..... جناب پروفیسر عبدالجبار خاں فرین کریچین کا بیجاہور

تمام جناب اور تعصبات کو بالائے طاق ٹھکرا کر دشمنیت و ہتھی کو نظر انداز کر کے محض ملی نقطہ نظر سے پاکستان کے خلاف مبذول  
نکات پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) جدید حکومتوں کی بنیاد قومیت پر ہوتی ہے نہ کہ مذہب پر۔ ترکی، ایران اور مصر وغیرہ مذہب اور حکومت کو ایک دوسرے سے جدا کرتی ہیں۔  
مسلمہ کمال پاشا اور رضا شاہ پہلوی نے ہر شعبہ حیات اور ہر مقلدہ عمل میں جو دور رس تبدیلیاں کیں اور مصیبت پسند طاؤس کو رنگ نظر نہ بھی  
دیوں کے خلاف موثر تدبیر اقدامات کئے وہ اس بات کا زندہ ثبوت ہیں کہ ترکی اور ایران یا مسرت و اقتصادیات میں مذہب کی مداخلت سے متعلق کیا  
مدیر رکھتے ہیں۔ پاکستان کے مظلوم بزرگی حمایت کریں گے اگر وہ دور حاضر کے ترکی اور ایران کی تاریخ کا ایک ورق پڑھ لیں۔

(۲) پاکستان کے پڑاویوں کا ایک جین الاسلامی وفاق کے قیام کا خیالی پلاؤ حقائق و ریویلی حقائق کے دل میں ٹنک پٹیا کئے اور انکی  
آتش مجلس و عناد کو بھر بھر کاٹنے پھیرنے کا دم آزاد و خود مختار اسلامی ریاستوں کی ایک مضبوط و درگتھے ہوئے وفاق میں شرکت تین بارھٹوں میں توازن  
وقت کو ختم کر دی گئی یعنی یورپ ایشیا اور شمالی افریقہ میں اس وجہ سے یہ خیالی پیرلی طاقتوں کی ملی ریشہ دانیوں کی وجہ سے کبھی حقیقت میں بن سکے گا۔

(۳) بات انجمن شمس ہے کہ زائد بد مذہبیت کی صاحب مجلس مدبر بھی ایسے کردہ کی پیدائش کو پسند نہ کرے گا جو علانیہ یا پوشیدہ طور پر مسلمان  
جہالت رکھتا ہو اس کا مقصد مذہب اور نسل کی برتری پر جو ادھر جس سے دنیا کو امن و امان کو خطرہ لاحق ہو سکے۔ پاکستانی دھمیت ملک آوری سے بھر بھر کے ہرگز  
اس کی بنیاد واقعی عدم رواداری پر ہے۔

(۴) بیرونی یا کوہلے دیکھنے والی ہندوستان کے تمام غیر مسلموں اور قوم پرست مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کی شدید مخالفت کو یہ پروا ہی سے  
نظر نہ نہیں کیا جاتا۔ اس ملک کے پائین گور باشندے جن کے نسلی، مذہبی اور سانی اختلافات چاہے کچھ بھی ہوں ہندوستانی ہیں اور ہندوستانی





میں نے اپنا جان بچاؤ کے لیے وقت خرچ کر دیا تھا۔ وہی غلطی تھی جس کی وجہ سے میں نے اس وقت تک اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔  
میں نے اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ اس کے نتیجے میں اس کے پاس کی تمام دولتیں بھی اس کے پاس ہی رہ گئیں۔  
کوئی غرض حال میں رکھنا پڑا غور کر لوں گا۔

میں نے اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ اس کے نتیجے میں اس کے پاس کی تمام دولتیں بھی اس کے پاس ہی رہ گئیں۔  
میں نے اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ اس کے نتیجے میں اس کے پاس کی تمام دولتیں بھی اس کے پاس ہی رہ گئیں۔

میں نے اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ اس کے نتیجے میں اس کے پاس کی تمام دولتیں بھی اس کے پاس ہی رہ گئیں۔  
میں نے اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ اس کے نتیجے میں اس کے پاس کی تمام دولتیں بھی اس کے پاس ہی رہ گئیں۔  
میں نے اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ اس کے نتیجے میں اس کے پاس کی تمام دولتیں بھی اس کے پاس ہی رہ گئیں۔

میں نے اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ اس کے نتیجے میں اس کے پاس کی تمام دولتیں بھی اس کے پاس ہی رہ گئیں۔  
میں نے اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ اس کے نتیجے میں اس کے پاس کی تمام دولتیں بھی اس کے پاس ہی رہ گئیں۔  
میں نے اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ اس کے نتیجے میں اس کے پاس کی تمام دولتیں بھی اس کے پاس ہی رہ گئیں۔

# سن لائٹ آف انڈیا انشورنس کمپنی لمیٹڈ

لاہور



دی مال

:(حیات انگیز ترقی):

www.sunlight.co.in

www.sunlight.co.in

www.sunlight.co.in

چالو بزنس زاندا ز دو کروڑ روپے

ایجنسی منیجر سن لائٹ آف انڈیا انشورنس کمپنی لمیٹڈ سن لائٹ انشورنس بلڈنگ دی مال لاہور



# مضبوطی — اور — حفاظت

تفکرات سے بہ نیاز کرتے ہیں

گزشتہ روز کا خواب

امروز کی زندگی

کل کی اُمید

پس اسی طرح زندگی گزرتی ہے

زندگی کے سفر میں ہمیں اپنا مہر بنائیے

تقریباً ۳ کروڑ روپیہ

کل سرمایہ

تقریباً ۱۲ کروڑ روپیہ

چابو زنس

ایک کروڑ روپیہ

عظیم اداسدہ کی رقم

آپ بھی اس کمپنی میں بیک کر لے کر ایجنسی حاصل کر کے فائدہ اٹھائیں

## دی لکشمی انشورنس کمپنی لمیٹڈ لاہور

شانیں تمام ہندوستان میں اور برٹش مشرقی افریقہ میں کھلی ہوئی ہیں

صوبہ سندھ کی برانچ کا پتہ :- ۳۵ کینٹونمنٹ روڈ۔ لکھنؤ











آج کا اعلان ————— اور کل کا عنوان

مہرہ کچر نہایت فخر سے اعلان کرتے ہیں کہ انھوں نے چتر اپروڈکشن کی شاندار پیشکش

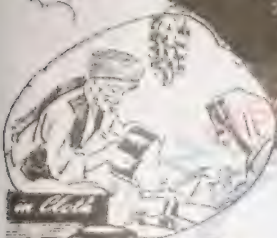
بہار

کے حقوق تقسیم برائے شمالی ہندوستان حاصل کر لئے ہیں

ڈائریکشن: مشرق  
 سنکر مہتہ: امر ناتھ  
 اداکاران: ارشاد - اشاپورے - اجمل - ریش - اوم پرکاش  
 سنڈری ڈائریکٹنگ گئے: ڈی - این - مدھوک  
 بھاگ سنگھ و دیگر

جنگل کردہ: مہرہ کچر - مہرہ منیشن بیڈن روڈ - لاہور

# Evolution OF PACKAGING IN INDIA



*in Cloth*



*in Paper Cones*



*in Boxes and Bags*



"OLD ORDER CHANGETH YIELDING PLACE TO NEW" is as true in the case of packaging as in anything else.

The days when people carried their purchases in loose ends of sarees and dhoties are passed. Unhygienic, inconvenient and often soiled newspaper wrapping is fast disappearing.

To-day hygienic, attractive and convenient Kraft paper and board packaging is replacing these old methods.

Kraft paper and boards are hygienic, eye-appealing and durable. They are manufactured in plain and water proof variety and boards are also available in different weights and colours. They retain their shape inspite of rough handling and fold easily without cracking.

## ORIENT Paper MILLS LTD.

Managing Agents **BIRLA BROS LTD.**  
8, ROYAL EXCHANGE PLACE, CALCUTTA.





























بریل - دھواؤں ذریعہ کسی گند مرید، لکھی کے کلمات لکھا جاتا ہے۔ یہ ہے جس کو رسم تہ و نذر میں گرامر اور کو آئینہ محمدیہ ہے۔ (دوالی اللہ الشکلی)

ایک ہم رسول | تو جس (دو قوم کے اصول پر اگر تفریق کا مطالبہ ہو سکتا ہے تو یہ بھی تو جس جہاں اس اصول سے کوبہ کر میں صدوی  
مندی کی کا مطالبہ کیا جائے عباد کو آپ نہ وہ اور قبول کرے۔ وہ اس بد انسانوں کے لئے چاہیں چاہیں فیصلہ کر لیں  
میں کی گئی تھی۔ اس صورت کو تھا غور نظر کر کے مقررہ کے حساب کہوں نہ ہو یہ مطالبہ کیوں نہ ہو۔ اس وقت کو روش کر کے گئے کافی  
نہیں کہ (کوئی مستحق ہے اس پر وہ نہ سحاری میں)۔

## شاہراہ مستقیم

پاکستان کے ہم مطالبہ سے ۱۱ ہندوستان کے لغت میں ۲۰۰ مسلمانوں کو صرف ایک سال بعد کا جیل دیا۔ نو پاکستانی ہندوستان کے  
درمیان ہو گا اور مخالفہ ہندوستان میں کاتنا حق نہ ہو گا جہاں پاکستان کو نہ ہندوستان میں نہ آبادی و دست میں فیصد میں ہوگی اور پاکستان  
میں غیر مسلم آبادی تقریباً چالیس فیصد (۴۱) پاکستان میں جمہوری حکومت کا اعلان کر کے اسلامی حقوق کو چھین میں ۳۰ فیصدی اور بیکس میں ۱۰ فیصدی  
ورسہ میں ۹۰ فیصدی غیر مسلم کی مرضی پر پیش کر دیا۔ (۳۰) پاکستانی اور غیر پاکستانی کی تفریق کے ہندوستان کی دس کروڑ مسلم آبادی کو درحقوں میں  
تفریق کر دیا۔ (۳۰) تفریق پر بہانہ مذہب کا اصول قائم کر کے ہندوستان اور بالخصوص پاکستان کو بہت سے حقوق پر تسلیم کر دیا۔ ۵۱- قوم ہند میں  
افتران و انفصال کی فکر بڑی تیرے متحدہ ہندوستان کی عظیم الشان طاقت کو کمزور کر دیا۔ (۶۰) بہانہ صرف یہ کہ مرکز میں ہندو تفریق کے خطرہ سے  
مسلمان محفوظ ہو جائیں گے ہمارے نزدیک حقوق دو قسم کے ہیں۔

(الف) اسلامی حقوق مثلاً حاکم شرعیہ کا تمام مسلم علاقوں میں قانون فرہیت کا نفاذ وغیرہ۔

(ب) مسلمانوں کے حقوق مثلاً ذرائع میں۔ غار میں۔ اسمبلیوں وغیرہ میں نشستیں۔

پاکستانی علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت کے باعث مسلمانوں کے حقوق کے متعلق تو اطمینان کیا جا سکتا ہے مگر جب کہ حکومت جمہوری ہو اور  
شرعاً کے حوالہ اعلان کے بموجب سوشلزم کی بنیادوں پر نظام حکومت ہو تو صرف پاکستانی حیثیت کو اسلامی حقوق کے تحفظ کے متعلق کافی قرار  
دے دیا نا امانی اور سرسراہ دی ہے۔ بالخصوص اس صورت میں کہ دانشگیر گیر کیونست بنگ میں داخل ہو کر اس کی اصلاح کے درجے ہوں۔ یا  
فیصلہ ہوا کی کہیں ہوں وہ اسلام کے خوف باطل کو کسی مسلم بنگ مساوی حیثیت دے رہے ہوں۔

نقطة حقوق اسلامی | کے سلسلہ میں مہوت ملار امارت شرعیہ کے قیام کی مادی میں کا ایک نمونہ محبوبہ ہمارے تحریک فطرت کے زمانہ  
سے قائم ہے بروزہ اجلاس سہارنپور مقدمہ گتست سندھ میں ملے کر جس سے کہ جو دستور مادی ہندوستان کے لئے غریب

ہائیں میں ۱۱- ہندوستان کی مختلف قوموں کے بلکہ - رحمہ خطہ - پیشہ - مذہبی تعلیم - مذہبی تنظیم - مذہبی آزادی - مذہبی عقائد - مذہبی اول عبادت  
قائم اوقات آباد ہوں گے۔ حکومت میں مذہب نہ کرے گی۔ (۲۰) دستور مادی میں اسلامی پرس لاک حفاظت کے لئے عام دفعہ رکھی جائے گی  
میں سے تفریق کر کے جائیں گے اور حکومت کی جانب سے اس میں مداخلت کی جائے گی۔ اور پرنس لاک سال کے طور پر - جزییہ فٹ میں دس کو بنگ







کوسٹمان ہوا کی طرح سرد



ٹاٹا کا ایوڈی کولان

ٹاکو سیلز ڈپارٹمنٹ  
جواہر اسکوائر لاہور



دی ٹاٹا آئل ملز کمپنی لمیٹڈ




# پاکستان اور بانی پاکستان

پاکستان کو قیام تک کے نقطہ خیال سے سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس علم کا کتنا عظیم عمل بن گیا ہے اور اس عمل کا کیا نتیجہ ہے۔  
 اس کے لئے ہمیں اس کی بنیاد پر مبنی اس فلسفہ کو سمجھنا چاہیے جو اس کی بنیاد پر ہے۔ اس فلسفہ کو اس کے بانی نے  
 برکاتِ اعلیٰ میں اس فلسفہ کو اس کے بانی نے برکاتِ اعلیٰ میں اس فلسفہ کو اس کے بانی نے برکاتِ اعلیٰ میں اس فلسفہ کو اس کے بانی نے  
 ایک نمونہ بنایا ہے۔ اس نمونہ کو اس کے بانی نے برکاتِ اعلیٰ میں اس فلسفہ کو اس کے بانی نے برکاتِ اعلیٰ میں اس فلسفہ کو اس کے بانی نے  
 آپ کا داغ خود بخود یہ فیصلہ کرے گا کہ پاکستان ممکن ہے یا ناممکن۔ یہ کتاب اس کے بانی کے فلسفہ کو اس کے بانی نے  
 خطباتِ جناح میں اس کے بانی نے برکاتِ اعلیٰ میں اس فلسفہ کو اس کے بانی نے برکاتِ اعلیٰ میں اس فلسفہ کو اس کے بانی نے  
 اس کتاب میں علامہ جوہر کے نام سے خطباتِ جناح اور اس کے بانی کے فلسفہ کو اس کے بانی نے برکاتِ اعلیٰ میں اس فلسفہ کو اس کے بانی نے  
 حروفِ اقبال



اقبال کو اس کے بانی نے برکاتِ اعلیٰ میں اس فلسفہ کو اس کے بانی نے برکاتِ اعلیٰ میں اس فلسفہ کو اس کے بانی نے  
 اقبال کو اس کے بانی نے برکاتِ اعلیٰ میں اس فلسفہ کو اس کے بانی نے برکاتِ اعلیٰ میں اس فلسفہ کو اس کے بانی نے  
 پیوں سے خالی نہیں۔ ریت، مین روپے، آستر ان کے علاوہ اپنی زندگی کی کتابیں لکھ گئیے۔

ادبستان بیرون موچیہ دروازہ لاہور

دائرہ کشن  
 شائق کمار  
 موسیقی  
 گونہ دار



سکھ کے  
 رنجنا۔ جیون  
 ہمتی گیتے  
 موسیٰ کمار اکاں کانت  
 راج کمار ساری نکالو

کنڈا افتتاح  
 پرکاش پچرز کا سوشل فلم جوہر گھر اور  
 گھروالوں کی زندگی کا عکس لطیف ہے  
 اور چسپاں ہیں  
 موسیقی، مزاح اور جذبات کا قلم خیز ہمنسہ  
 موجزن ہے

رٹز سنیما میں جمعہ ۲۲ دسمبر سے شروع



جگہ: ڈیپٹی اینڈ کمپنی لاہور دہلی

# ہندو سائیکل



پہلے سے بھی زیادہ مستحکم اور عمدہ

ہندوستان کا سب سے بڑا سائیکلوں کا کارخانا  
اب زیادہ سے زیادہ تعداد میں سائیکلیں تیار کرنے میں مصروف ہے۔  
اس کی کاپیاں فریم اور تھیم پرنس فوڈ سے بنے جھنڈے ہیں  
ہر کونج کی گہری تھیں چڑھی جاتی ہیں۔ میں ہندو سائیکلیں آپ  
پہلے سے بھی ہر جگہ ہستیں۔

دو کھڑکے ٹائر اور یو بی کے آفات ہندو سائیکلیں  
سرخ کیے گئے ۲۲ اور ۲۴ انچوں کے فریم کی اور۔  
غور سے دیکھیں اور نوشتا ڈول والی تیار کی ہیں۔



**HIND CYCLES**

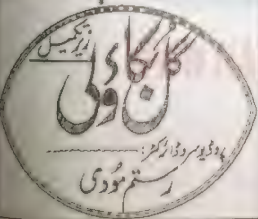
ہندو سائیکل لمیٹڈ۔ ورنلی بیلی  
سینٹرل بیکنس۔ بکلا برادر سس لمیٹڈ  
یو۔ پی۔ بلاغ آفس۔  
ہندو سائیکل لمیٹڈ قیام۔ بلاغ ملک



سنٹرل اسٹڈیو کا  
تازہ سبزی مشین

سائیکلی

ہتھاب صادق علی اسٹیل جیوتی بکری پور  
مس ہتھاب  
ڈاکٹر مس۔ ام۔ صادق



سنٹرل اسٹڈیو تار دیو۔ بستیلی

پاکستان کے متعلق میری رائے

از ..... دکتر سید عبداللطیف صاحب

میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مجھے نہ پاکستان سے مخالفت ہے نہ ہندوستان کے ان شہریوں اور شمال مشرقی خطوں میں قافلوں سے دکانداروں  
اسلم حکومت سے۔ جوں کی توڑ کھڑی میں ہیں اور یہ بھی کیسے پرکھا ہے۔ بلکہ بقول سہیل حضرت میں جی میں اس کے کافرانوں اور میری وہ بہو شخص  
ہو جس نے ہندو ہندوستان کو مسلم ہندوستان کا نعرہ بلند کیا۔ مرندھی نہیں بلکہ اس تقسیم کی بنیاد پر ہندوستان کے لئے آئین بھی تیار کیا۔  
پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مجھے کیا لگتا ہے۔ اس کے تاخیر ختم کی پاکستان اس کے لئے لاہور و ریڈیفن کے نام سے بھی سو سو کروڑ روپے کا ہاتھ ہے۔ لیکن اس کے  
مردم امتحان ہے۔

مشرقیان کا یہ خیال ہے کہ پاکستان ایک باطل معاہدہ حکومت ہوگی۔ اسے بقیہ ہندوستان سے کسی قسم کا قانونی تعلق ہوگا جس پر یہ کہتا ہوں کہ اگر پاکستان کی بنیاد انھیں اصولوں پر ہے تو یہ اصول پاکستانی راستوں کے حق میں زہر پلائی ہوں گے۔ اگر یہ پاکستانی رہائشیں بنی اور ہندو اکثریت والے حصوں کے مسلمانوں کی غلامی و دہبودی چاہتی ہیں تو انھیں اپنی اندرونی آزادی کے ساتھ ساتھ چند خارجی سوچیں گے جس کا نگار مادہ سے ہندوستان سے ہوگا بقیہ ہندوستان سے اشتراک عمل کو نافذ کرنا ضروری ہے۔ علاوہ پاکستان کے اصول پر جس نے مختلف سپروں سے ملجائو، ان خصوصاً جعفر فیاضی اور مساعیاتی نقطہ نظر سے اس میں نتیجہ پر پہنچا کہ اس قسم کا پاکستان جلد کچا کچھ روٹوں بعد اپنی آزادی کھودے گا اور اس کی حیثیت قانونیک باجگزار ریاست کسی ہو جائیگی یا بقیہ ہندوستان سے اشتراک عمل کو ناپ ہوگا۔

۱۰۔ جوہر زولیشن کے مطابق پاکستان کے اندرونی خطے شامل ہوں گے جہاں مسکن اکثریت میں ہیں۔ اس خطے میں شمال مغرب میں نہایت بے تحاشہ دہلی کا علاقہ جھوٹ جاتا ہے۔ شمال مغرب میں یہ جوہر کے مغرب تک کا پورا علاقہ اور شمال مشرق میں مشرقی بنگال اور آسام میں سلت تک کا رقبہ اس میں شامل ہوتا ہے۔ اگر اس کا رقبہ بڑھانا چاہیں تو ان کے سامنے دو ہی طریقے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اندرونی خطے کو خود اپنی سرحدوں میں شامل کر لیں اور دوسرے یہ کہ ان علاقوں کی غیر مسلم آبادی کو تیار کر لیں کہ وہ پاکستان میں شامل ہو جائیں







آئین اور کرسیاں کے مطابق ذرا مختار حکومت (Democracy) اسکو کہتے ہیں جو ان حکمرانوں کی ذمہ داریوں پر مشتمل ہے۔

[illegible]

پاکستان ہندوستان سے ملحدہ ہو جائیگا۔ وقت گزرے گا، حاصل کیا جائے گا، اور پھر یہ کہ پاکستان کے اندر ایک ایسی صورت پیدا ہوگی جس کی وجہ سے ملک کا نام بدل دیا جائے گا۔

اور کراچی کے قلعہ کے میں کوں پر گھر بنائے اس وقت میں کوثر یا سنا اور بندہ اس کے ساتھ ساتھ ایک سو ایک  
سے خوشگو رہیں جس پر اس کا نام دیا گیا کہ ڈاکو، چھوٹا جناح بنے جو اب ان کو یہاں پر کہتے ہیں اس وقت کے افسانوں میں جس میں  
آزادوں نے خود مشروطیت سے آسانی کے ساتھ موٹ کر لیتے ہیں اور ایک معاہدہ قائم ہو گیا ہے اور ان کے لیے حکومت تیار کر دی  
کیا اس قسم کا پاکستان حقیقت میں ویسٹ منسٹر کے سبب میں ایک آزاد حکومت کی یہ تقریب کی گئی ہے کہ وہ برطانیہ کی عروج سے غارتی و جعلی  
مداخلت میں ایک آزاد حکومت ہوگی، حقیقت تو یہ ہے کہ پاکستان اس کے صدر کے قول کے مطابق ایک ایسی ہندوستانی جمہوری ریاست بنی کہ  
کوئی طاقت نہ ہو سوزیدہ کہ سرخشاں سے کی آزادی چاہتے ہیں اور ملک کو ان کی ترقی یافتہ میں قابل احترام ہے ان کا مذکورہ معاہدہ انہیں۔

ایک کھوار انسان اور بیوقوف انسان (Treaty of Alliance) جس کے ذریعہ ہندوستانیوں کو برصغیر میں تسلط پانے لگا۔  
 سلطنت کی ترقی اور ترقی کے لیے اس نے جو کچھ کیا وہ کچھ ہی تھا۔ اس نے جو کچھ کیا وہ کچھ ہی تھا۔ اس نے جو کچھ کیا وہ کچھ ہی تھا۔  
 اس نے جو کچھ کیا وہ کچھ ہی تھا۔ اس نے جو کچھ کیا وہ کچھ ہی تھا۔ اس نے جو کچھ کیا وہ کچھ ہی تھا۔  
 اس نے جو کچھ کیا وہ کچھ ہی تھا۔ اس نے جو کچھ کیا وہ کچھ ہی تھا۔ اس نے جو کچھ کیا وہ کچھ ہی تھا۔  
 اس نے جو کچھ کیا وہ کچھ ہی تھا۔ اس نے جو کچھ کیا وہ کچھ ہی تھا۔ اس نے جو کچھ کیا وہ کچھ ہی تھا۔

بندہ وستان کی تاریخ سنا ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں نے عیسیت کو رانڈ خلیہ کو بڑھا دیا۔ ان کا جو بھی ذہن فطرت سے ہی سوچ رہا ہوگا کہ  
 خدا، لیکن فوس، صد فوس کو آج سلطان خودی کو رانڈ خلیہ کے شکار ہو گئے۔ اب وہ بغیر کوٹھے کے جو کچھ بھی افسوس کا ہے، ان سے تیرا  
 تیرے کو خوس کے بعد کیا ہوگا۔ لہذا ہزار افسوس کی کو رانڈ خلیہ۔ ان کا ہزار افسوس ہی ہے۔

وقت ایک سال کو بجا بجا کر گزارا جائے۔ انھیں ان طریقوں کو اپنی سیر کی سیر کرنا چاہئے ہے اور خود بھی سمجھ سکیں۔ انھیں مریضوں کو دیکھنے اور دیکھنے  
وقت خود کی پیڑھا جائے۔ سوائے خدا کی کسی دوسری شے کی پرستش نہ کرنا چاہئے۔ جس میں ہوں ہے کہ اس کی عظمت و روانہ بزاروں کہ خدا میں (آپ کا)  
است کرتے ہیں مگر یہ کہہ کر تعجب نہ ہوتا ہے کہ وہی عظمت شخصیت پر ہی ہے جس میں ہیں۔ کچھ حیرت نہ کہ اگر یہاں تک کہ ہوں کہ ایک نظر نہ دیکھنا چاہئے۔





۱۔ اس طرح دونوں کے جذبات کی حفاظت ہو جاتی ہے۔

۲۔ پاکستان کی صورت میں دونوں کی خوشنودی کی صورت میں پاکستان کا بچاؤ ہو جاتا ہے۔

۳۔ پاکستان کی صورت میں دونوں کی خوشنودی کی صورت میں پاکستان کا بچاؤ ہو جاتا ہے۔

۴۔ پاکستان کی صورت میں دونوں کی خوشنودی کی صورت میں پاکستان کا بچاؤ ہو جاتا ہے۔

۵۔ پاکستان کی صورت میں دونوں کی خوشنودی کی صورت میں پاکستان کا بچاؤ ہو جاتا ہے۔

مقدار خوراک ۲ تا ۶ رات

موتی، مشک، عنبر، یاقوت، زمرد وغیرہ قیمتی اجزاء کا غیب اثر  
مجموعہ دیکھو۔ ایڈیٹر ڈول، معنقوں، طالب علموں اور دیگر  
کام کرنے والوں کے لئے اور مختلف دل و دماغ کے علاج کے  
کود کرنے والی جادو اور دوا مفرح مردار یکدیگر وہ لائق دعا ہے جسے  
کی صحت میں سب نشانہ ہوں اس کی ایک نواک سے دن بہ کی صحت سے  
آوی از سرخو پٹے سے بھی زیادہ مستعدی کے ساتھ کام کرنے والے  
کے استعمال سے تشنگان قلب (دل کا دھڑکنے والی) بیماری  
دل و دماغ اور اعضاء رومیہ کو حقیقی طاقت بخشنے والی اگر کوئی شے ہو سکتی

ہے تو وہ صرف مفرح مردارینی ہے

پتہ:۔ دوا خانہ چشمہ صحت بازار سادہ کاران۔ لاہور

قیمت:۔ فی بوتل ۵/۸/- پانچ بوتل ۹/۴/-





# پاکستان پر اجتماعی منظر

ڈاکٹر اجملہ پاشا

بدھ مہینہ ۱۹۷۲ء کو پاکستان کے موجودہ پاکستان کے نو بنیاد کویت کے بعد اور چھ مہینے کے بعد ان کے لیے یہ مہینہ ہے۔ اس سے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ایک طویل اقباس یہاں پر کس قدر ہے۔

(۱) "سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جو رہتا ہے، اس کے خور و خور کے اس حواس کا عمل میں آتا ہے جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے اختلافات کا زیادہ تر ذمہ دار ہے۔ اس بارے کے عمل میں آتے ہی آتے سے زیادہ سے زیادہ ہندوؤں کی دہشت سے نجات مل جاسکے گی۔ تقریباً ان کے جذبات خور و خور اور اس میں عروج و زوال کے ساتھ کہ ایک طرف تو وہ ایک بڑی ہندوستانی ریاست میں اقلیت کی حیثیت سے رہتے ہیں جیسے کہ ان کے دوستوں ہیں۔ یہ سنوں میں اکثریت میں جو رہا ہے اور دوسرے ان کو ایک الگ ذات ماننے کے بجائے ایک ملحدہ و غیر توہم تسلیم کر لیا ہے۔ اس کے اپنی ریاستوں میں قومی آزادی نصیب ہوگی۔ یہ قومی بین الاقوامی حیثیت سے ان کا درجہ کر دے گی۔

ان کی ریاستیں مشرق وسطیٰ کی اسلامی ریاستوں کے روشن بدوش رہ کر آج کے لیے زیادہ سے زیادہ سکھائی ہیں کہ وہ ایک ایسی قوت اور باری سے خلق ہیں جس کی سرحدیں ہندوستان سے بہت آگے چلی ہوئی ہیں۔ برصغیر اس کے گرد ان تمام سے امکانات سے خنڈوں کے بعد قریب سے باہر میں اپنی قسمت مستقل طور پر منسوب دیتے ہیں۔ تو اس کا بھی دہلی کا علم برہمن سے و تیسویں کا یورپ میں موات

(۲) دوسرے اس کا دعویٰ کیا ہے کہ پاکستان ہندوستان کی اقلیت کے مسئلہ کا سب سے بہتر حل ہے۔ ایک ایک سے زیادہ ہندو ریاستوں کے معاہدے ہیں ان اسلامی ریاستوں کی دوست تو ان کا رہے گا جو کہ قریب قریب کے باوجود یہ دیکھیں، یہ یہ قومی حقوق میں برابر رہیں گی۔ تقریباً ان کے دوستوں میں جو رہے کے حد تک ملے ہوئے فرد اور ان کے بہت کچھ ملے ہیں ان انیسویں کا مسئلہ ان کے پاس سے رہا ہے کہ ان کے درمیان میں کوئی شکوک کی کٹنگ تقریباً سے ہی اور برہمن اپنی اپنی ریاست میں برہمنہ و برہمنی کے مسئلہ کو حل کریں (COALITION GOVT)

نانا اور اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کرنا ایک بڑے مشکل کام ہے لیکن یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ ریاستیں اسلامی ہوگی  
میں سے اسی روایات، عقائد، اس عروج اور نفاذ کے لیے جس طرح ہندو، مسلمان، سکھ، جین، پارسی، عیسائی، بونے  
کی موجودگی اور ان کی مختلف تہذیبوں کے ساتھ ساتھ ان کے حقوق کی برقرار رکھنا ہے۔  
ایسے فرائض ذمہ دارانہ طور پر انجام دینی رہیں گی۔

۲۰۔ تعمیری کام: یہی کام ہے کہ غور سے دیکھیں کہ ہندوؤں کی تہذیب و تمدن میں  
میں اسی ریاست کے تحت ہے۔ اس میں ہندوؤں کی تہذیب و تمدن کی برقرار رکھنا ہے۔  
نیچے سب سکھ ہیں۔ اپنے اسلامی بنوں سے ملنا دوستی ملتی دوستی ہے۔ ہندوؤں سے دوستی  
کرنے کا سزاوارتہ نہیں ہے۔ انہوں نے ہندوؤں سے ملنا دوستی کرنے کی بجائے ہندوؤں سے  
کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کریں گے۔ انہیں پاکستان اور بنوں کے اسلامی ممالک سے رہیں مہاجر کر کے دیکھو  
کرنا ہمارے گا۔ آخر میں یہ ریاستیں ہی سداۓ کے ساتھ ہی رہیں گی۔ ہندوؤں کے ساتھ دوستی سے نہ۔ جس طرح  
اور افغانستان کو ہم رشتہ کر دیا تھا۔

(۳) چوتھے یہ کہ ایک غیر منقسم ہندوستان میں جب فوجی نظام ہندوستانی، دھرم، مہا جندوں کے، ہندوؤں کے، فوجی  
طور پر مسلمانوں کا تناسب فوجی حاکموں میں گھٹ جائے گا تو مسلمان سپاہیوں کا یہ تناسب بڑھ جائے گا۔ یہ ایک تبدیلی  
زیادہ تھا اور اب ۲۰۸ فیصدی ہے ایک چوتھائی سے بھی کم رہ جائے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پنجاب میں  
لوگوں کا معیار زندگی گرا جائے گا بلکہ ہندو درجہ کو فوجی قوت کی گارنٹی بھی مل جائے گی۔ پنجاب کے بیشتر خاندانوں کا  
آمدنی فوج کی نوکری ہے اور مسلمانوں کی اس وجہ سے کم ہے۔ اس کے باعث اس کا زیادہ اثر انھیں پر پڑے گا۔  
(۵) پانچویں یہ کہ پاکستان اور ہندوستان کے درمیان ہندوستانی مسلمان اقتصادی آزادی اور اختیار حاصل کر سکتے ہیں۔

ہندو کم مخالفت کا اقتصادی پیو ہمیشہ سے یہ غور ہے کہ مسلمان کا ہندو درجہ سے ذہنیت زدہ رہنے کا اہم سبب  
یہی ہے کہ ہندو درجہ میں ہندوؤں کو ایسے امتیازات حاصل ہو جائیں گے جس سے وہ ملک کے تمام معیشت پر اقتصادی  
اثر اور غلبہ حاصل کریں گے۔ سود پر، روپیہ پرانے اور تجارت کی مختلف شاخوں میں ہندوؤں کی داند باجہ واری مدد  
ہندو اکثریت کے علاقوں میں بلکہ مسلمان اکثریت کے علاقوں پنجاب اور سندھ وغیرہ میں مسلمانوں کو نقصان پہنچا رہی ہے  
حق پرانے حق پرانے ہو کر ملک میں کاروباری صنعتوں نے غور کیا اور اسے کو بھرتے ہوئے نوٹس دیتے ہوئے ہندو  
دیکھ کر بگڑنے لگے۔

مسلمانوں کی زندگی بھی پیچھے زیادہ تر ترقی ہے۔ اس کی آبادی برطانوی ہند کی آبادی کا ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک ایک  
معیشت ۱۹۱۱ء میں اور فی ترقیوں کا تناسب بھی صرف ۱۹۵۱ء کی صدی ہے۔ بھلے اگر یہ کوئی حقیقت ہے۔  
کہیں زیادہ ترقی یافتہ ممالک میں اس کی آبادی برطانوی ہند کی آبادی کی ۲۰ فی صدی ہے۔ دیکھو کہ کتنا سب





میں کہتے ہیں جو کہ پچھلی انگریز حکمرانی کے دوران میں پاکستان کے قیام کے لیے لڑے۔  
 وہ ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔  
 میں تمام ورگوں کے ساتھ ساتھ ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔  
 سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ ان کی حالت میں ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔  
 کہ وہ ایک بڑی قوم ہیں۔ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔  
 تکی نے ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔

ہندو قوم کی حیثیت سے ہی ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔  
 کوئی ایسا ملک نہیں ہے جس میں ہندو قوم کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔  
 فرنگیوں سے ہندو قوم کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔  
 کے ساتھ ساتھ ہندو قوم کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔  
 مسلمانوں اور ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔

ہندوؤں نے کسی ایسی ملک کے ساتھ کوئی بڑی نہیں کی اور اس کوئی وجہ نہیں تھا کہ ان کی ہندوستان میں رہنے کے لیے ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔  
 ابھی ادا کا سا پہہ کہے۔

یہ سب کہہ چکے ہیں۔ ہندو قوم کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔  
 پر تو یہ دیکھتے ہیں یا نہیں۔ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔  
 اور ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔

اس بنواری کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔  
 اس کا تعلق ہندو قوم کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔  
 اسے وہ اہمیت نہ حاصل ہوگی جو ہندو قوم کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔  
 اور ہندو قوم کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔  
 نہیں تھکے ہوئے ہیں۔ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔

لیکن اس سے بڑھ کر ان باتوں کا فہم ہے جو ہندو قوم کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔  
 THE MEANING OF PAKISTAN کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔  
 پورے نام کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔

"میں نے ہندو قوم کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔  
 کے ساتھ ساتھ ہندو قوم کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔ ان کے لیے کہتے ہیں کہ ان کے لیے لڑنے والے ہندو قوم کے لیے لڑے۔







۱۹۵۰ء میں مسلمانوں کی آبادی ۲۰۰ ملین تھی۔ ۱۹۵۵ء میں ۲۰۰ ملین تھی۔ ۱۹۶۰ء میں ۲۰۰ ملین تھی۔ ۱۹۶۵ء میں ۲۰۰ ملین تھی۔ ۱۹۷۰ء میں ۲۰۰ ملین تھی۔ ۱۹۷۵ء میں ۲۰۰ ملین تھی۔ ۱۹۸۰ء میں ۲۰۰ ملین تھی۔ ۱۹۸۵ء میں ۲۰۰ ملین تھی۔ ۱۹۹۰ء میں ۲۰۰ ملین تھی۔ ۱۹۹۵ء میں ۲۰۰ ملین تھی۔ ۲۰۰۰ء میں ۲۰۰ ملین تھی۔ ۲۰۰۵ء میں ۲۰۰ ملین تھی۔ ۲۰۱۰ء میں ۲۰۰ ملین تھی۔ ۲۰۱۵ء میں ۲۰۰ ملین تھی۔ ۲۰۲۰ء میں ۲۰۰ ملین تھی۔

اس مختصر حدود و حدود سے واضح ہوتا ہے کہ ہندو مسلم تنازوں میں اقلیت کی ایسی فاسد تعداد تو نہیں ہے جس سے مسلمان اقلیت کی تعداد سنا زیادہ رہے گی (درونا چوہدری کے خیال کے مطابق)۔ اقلیت کے ہندو مسلموں کی اقلیت کے خلاف سے یہ خیال نہیں ہے بلکہ اس کی برائی کے لیے ہی وہاں غیر مسلم اقلیت کے متعلق یہ خیال ہے کہ وہ ہندو مسلموں کی تعداد سے کم ہیں۔ یہ خیال صرف اس اقلیت کی ایک مخصوص علاقے میں اپنا سارا زور صرف نہیں کرتی اور اپنے مطالبات اور حقوق کی وکی مت میں اس کی کوئی بھی چیز مسلم اقلیت اور قریب قریب آباد ہونے کی وجہ سے کر کے گی۔

قلندریوں میں ایک صورت سے پیدا ہو سکتی ہیں۔ درود یہ ہے کہ ایک وسیع پیمانے پر آبادی کا نیا آبادی ہے۔ آبادی کا یہ نیا درود سے ہو سکتا ہے ایک، یعنی زیادہ دوسرے نہ ہونے کی۔ مسلمان اور غیر مسلموں کی اتنی بڑی تعداد کا اپنی زمین سے جبریت کرنا تو بالکل غیر منصفانہ ہے۔ بلقان میں خود اختیاری ہجرت کی گمانے کا کیا پایا ہی کہ لوگوں نے اپنے اور گردن کی زمینیں اور اپنا ماحول چھوڑنا پسند کیا۔ پھر ہندوستان میں زمین کے ساتھ ہندوؤں اور مسلمانوں کو اتنی زیادہ محبت اور اتحاد زیادہ لگا دیا ہے کہ وہ صرف ایک دوسری زمین کے ہائے ہائے ہائے چھوڑنے پر بھی تیار نہیں ہو سکتے۔ خلافت کی تحریک کے مسئلے میں ہجرت کی جو بڑی پرچا کا سیاسی مسلمانوں کو ہو چکی ہے اس سے بالکل افسوس نہیں کہ اس قسم کے تبادلے کا خیال بھی کبھی زمین میں لایا جائے گا۔

ہجرت کرنے کے مسئلے میں مول 'آپ دہرا' طرز زندگی وغیرہ کا اختلاف ہی ایسا ہے جو اس کے امکانات بالکل ختم کر دیتا ہے لیکن اس کے علاوہ مالی مشکلات بھی ایسی ہیں جو اسے نا ممکن بنا دیتی ہیں۔

اگر یہ ہجرت خود اختیاری کے بجائے ہجرت پر قرا دی جائے تو مشکلات کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہیں اور سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں سے حادہ قرار دیا کہ اسے لئے رقم لائی جاسکتی ہیں یا کہاں سے اتنی بڑی آبادی کی ہجرت کا انتظام کیا جاسکتا ہے۔ جو لوگ ترک اور دیگران کے درمیان کچھ لاکھ کی معمولی تعداد کا ذکر اس درمیان میں لاتے ہیں وہ یہ قبول جاتے ہیں کہ یہاں یہ حالت کر دے کہ تبادلے کا معاملہ ہوگا اور ہجرت کا فیصلہ اس قدر زیادہ ہوگا کہ تمام تجاویز سے سود ہو جائے گی۔

مسلم لیگ کی قرارداد سے واضح ہوتا ہے کہ غیر مسلم اکثریتوں کے مذہبی، ثقافتی، سماجی، سیاسی، انتظامی اور دوسرے حقوق کے تحفظ کے لئے معقول اور مناسب انتظام کیا جائے گا جس میں مسلمان علاقوں کی غیر مسلم اقلیت اور غیر مسلم علاقے کی غیر مسلم اکثریت سے بھی خود لیا جائے گا۔ اب اگر ہندوؤں اور مسلمانوں کی ملحدہ و خود مختار ریاستیں قائم ہوں گی جنہیں اپنے اپنے آئین بنانے کا خود اختیار دیا جائے گا تو اس طرح ایک خود مختار ریاست دوسری خود مختار ریاست کو کسی اقلیت کو خاص مراعات دینے پر مجبور کر سکتی ہے؟ فرض کرتے ہوئے کہ یہ مسلمان کے قیام کے بعد ان میں سے کوئی ریاست اپنے قوانین میں اقلیت کا کوئی خاص خیال نہیں رکھتی۔ ایسی حالت میں کون سی قوت ایسی ہے جو



مسلمانوں کے ساتھ کرنا لازم ہے۔

جنس میں تمکین ہے کہ وہ مسلمانوں کے لئے جو مسلمانوں کے ساتھ کرنا لازم ہے۔  
 میں جو مسلمانوں کے ساتھ کرنا لازم ہے۔  
 یہ عہد مسلمانوں کے ساتھ کرنا لازم ہے۔  
 اس سے کوئی فائدہ نہیں کہ غیر مسلموں کو اس کے علاوہ اور کوئی خیال ہی نہیں ہو سکتا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ کرنا لازم ہے۔  
 ساتھ ہی ساتھ یہ کہ غیر مسلموں کو ان میں پائے کہ مسلمانوں کے ساتھ کرنا لازم ہے۔  
 رکھتے۔ عجب سادگی سے یہ کہا جاتا ہے کہ مسلمان بھی غیر مسلموں پر جو دوسرے کریں گے۔ وہی وہی دوسرے کسی کوئی حکومت کے  
 باقوں خواہ اس کے قواعد کیسے ہی کیوں نہ بنے ہوں کبھی اپنے کو سرزد کریں گے۔ وہ اس پر فرقہ یہ کہ غیر مسلموں کو اس میں جو  
 کرنا چاہئے کہ وہ اجتہاد پر اور اگر ان کے ساتھ نظر رکھ کر کریں گے۔ اگر اعتبار کا منہ نہ۔ اعتبار ہوتا ہے جب کہ  
 کا ساتھ نہ ہے اعتبار ہی بھی ہے۔ اگر آپ کو غیر مسلموں پر اعتماد نہیں اور ہر قدم پر ان سے جڑ گئے۔ چہ جس کو آپ کو یہ امید  
 کا کوئی حق نہیں کہ دوسرا اعتدالے قورقائے تو کے مقولے پر ملے یہاں کہ اسی طرح کا برتاؤ آپ کے ساتھ نہ رکھے۔  
 خود مختار ریاستوں کا قیام کسی طرح اقلیتوں کے مسئلہ کا حل نہیں بلکہ اس طرح خود مختار ریاستوں میں اقلیتوں کے  
 مجبور اور رہے پس پھر کر رہ جائیں گی۔

(۳) اور (۴)۔

پاکستان ہندوستان کے دفاع میں بھی کوئی آسانی نہیں پیدا کر سکتا نہ شمال مغربی سرحد اور نہ شمال مشرقی سرحد۔  
 کہا گیا ہے کہ شمال مغربی سرحد کے بعد اپنے واسطے قیلعے سب مسلمان ہیں۔ جب ایک اسلامی ریاست قائم ہو جائے گی تو  
 کا غیر مسلموں سے جہاد کرنے کا سارا مذہبی و سیاسی جوش ختم ہو جائے گا۔ اس امید کی نہ تو تاریخ میں کوئی مثال ہے نہ  
 اس کا کوئی ثبوت ہی ہے۔ اسلامی ریاست کا یہ قیام ہندوستان کی تاریخ میں پہلا نہ ہوگا۔ جب سے قلب الدین ایک سے  
 کے سلطان کی حیثیت اختیار کی اس وقت سے ملکوں کے زور پر کرنے کے زمانے تک برابر ہندوستان کے شمال مغربی حصے میں  
 کی حکومت رہی ہے۔ چھ سو برس کے اس عرصے میں ہندوستان پر اس سخت سے جتنے حملے ہوئے ہیں سب مسلمانوں نے  
 بادشاہوں پر ہی کئے ہیں کیونکہ اس وقت کوئی ہندو راجہ نہ تھا۔ علاء الدین خلجی نے سرحد پر کافی فوجی چور چوری کر رکھی تھی  
 بار بار حملہ آور ملنا کرتے رہے اور یہی حالت مسلمانوں کی حکومت کے تقریباً سارے زمانے میں رہی۔ تیمور۔ بابر۔ اور شاہ  
 اقتدار ابدی کے تمام حملے مسلمانوں نے ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں پر کئے۔ تاریخ سے اس پچھلے مفروضہ کی کوئی تائید  
 ملے گی کہ مسلمانوں کی حکومت اتنی بھی ملاتے ہیں قائم ہونے کے بعد حملے کے سارے امکانات ختم ہو جائیں گے۔ یہ ہو سکتا ہے  
 آج کل کے زمانے میں اگر دوسرے کوئی حملہ نہ ہوئے کی وجہ اسلامی ریاست کا قیام نہیں بلکہ دوسرے وجہ ہوں گے۔  
 صرف یہ نہیں کہ ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں کے خلاف دوسرے مسلمانوں نے حملے کئے بلکہ خود مسلمانوں کے





[illegible]

مالی و صنعتی وسائل کے مسئلے میں ہم ہندو کو ہم دونوں ملکوں کا جائزہ لے لیتے ہیں کہ اگر یہ وسائل سے دونوں کے وسائل کا  
بہتے گا لیکن پھر بھی ہر قسم کا تعاون و مساعفہ کے علاقے میں بہتر حالت میں رہے گا۔ اس کی مثالوں کے لیے اس سے تو اتنا زیادہ ہو گا۔  
ہی اسے وسائل ہیں جس کے کہ اپنی دفاعی نیاسیاں مکمل کر سکے۔ بہر حال یہ معاملہ تمام ہندوستان کے ساتھ دوسرے کے لیے ایک ہی  
دفاعی صلاحیتیں منتشر اور متفرق نہ ہوں اور نہ افواج ہوں اسے ایک ہی ملک پر نہایت ایک کے اور دوسرے کے لیے ایک ہی  
بیتا کر سے نہ معذور رہے بلکہ ہندوستان کی حالت میں الاقوام میں قابل اطمینان رہی یا ہے۔  
مسئلہ دفاع کی ایک دوسری صورت بھی ہے جسے پروفیسر کوپ لینڈ نے بیان کیا ہے اور جسے باگتوں کے حامیوں کو خود سے  
سنا جائے۔

اگر اسلامی و غیر اسلامی خود مختار ریاستیں قائم ہوئیں تو ہر ایک کو جداگانہ بری 'بحری اور ہوائی' فوجیں رکھنا ممکن ہوگی جس پر لازمی طور پر ایسی قوم اور فرشتے کے لوگ ہوں گے جن کا وہ ملک ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ فوج کی موجودہ ترتیب میں تبدیلی واقع ہوگی۔ ڈاکٹر، عبید کار نے بتایا ہے کہ قبل از صدر ۱۹۵۷ء میں فوج میں ۹۰ فی صدی شمالی مشرقی ہندوستان، بہار اور صوبہ سندھ کے لوگ ہوتے تھے اور دس فی صدی شمال مغرب کے لوگ لیکن بعد از صدر ۱۹۵۷ء میں حکومت کی پالیسی بدل جانے کے باعث یہ حالت بالکل الٹ ہو گئی جس سے ۷۵ فی صدی شمال مغرب کے سیاحی، ۶ فی صدی خیبر پختونخوا اور کھوار اور ۱۹ فی صدی شمال مشرقی ہندوستان، بہار اور صوبہ سندھ کے بھرتی ہوئے تھے۔ چکو اور ناقابل جنگ قوم کا فرق پہلے پہل ۱۹۵۷ء میں بھرتی کے اصول کے طور پر مقرر ہوا جس کی مزید تائید لارڈ رابرٹ اور لارڈ کیمز نے بھی کی جس سے شمال مغربی ہندوستان کی قومیں زیادہ بھرتی ہوئے لگیں یہی وجہ ہے کہ سندھ میں ان کی تعداد میں بڑا اضافہ ہو گیا یعنی ۷۰۰۰۰ شمال مغربی ہندوستان کی قومیں ۲۲ فی صدی خیبر پختونخوا اور کھواروں کے لوگ اور ۱۱ فی صدی بہار اور صوبہ سندھ کے لوگ رہ گئے بقیہ میں ۵۰۰۰۰ فی صدی جنوبی ہندوستان کے اور ۲ فی صدی برہما کے سیاحی تھے۔

ڈاکٹر سید کا رک کی کتاب سے ذیل کا نقشہ یہاں پیش کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہو گا کہ فوج کی ترتیب میں قوموں کا تناسب کس طرح بدلتا رہا۔

| نمبر  | مقدار                        | بند و قیمت | تعداد     | قیمت | بند و قیمت | تعداد | قیمت |
|-------|------------------------------|------------|-----------|------|------------|-------|------|
| I     | پنجاب سرحد و کشمیر           | ۴۶         | ۲۶۱۵      | ۲۶   | ۵۸۶۵       | ۱۳۲۵۸ |      |
| ۱     | سکھ                          | ۱۹۱۲       | ۱۴۱۲      | ۱۵۱۲ | ۱۳۲۵۸      | ۱۳۲۵۸ |      |
| ۲     | پنجابی                       | ۱۰۰۰       | ۱۰۰۰      | ۱۰۰۰ | ۲۲۰۰       | ۲۲۰۰  |      |
| ۳     | پٹھان                        | ۶۱۲        | ۵۹۲۲      | ۴۱۵۵ | ۶۱۲۵       | ۶۱۲۵  |      |
| II    | نیپال اکائیوں کے حامل        | ۱۵         | ۱۶۱۶      | ۱۳۱۲ | ۳۱۲۲       | ۳۱۲۲  |      |
| ۱     | گورکھے                       | ۱۳۱۱       | ۱۶۱۶      | ۱۲۱۲ | ۱۶۱۶       | ۱۶۱۶  |      |
| III   | شمالی ہندوستان               | ۲۲         | ۲۲۱۲      | ۲۵۱۵ | ۱۱         | ۱۱    |      |
| ۱     | صوبہ متحدہ کے راجپوت         | ۶۱۲        | ۶۱۸       | ۷۱۲  | ۲۱۵۶       | ۲۱۵۶  |      |
| ۲ III | ہندوستانی مسلمان             | ۳۱۱        | ۳۱۲۲      | ۳۱۲۵ | ندارد      | ندارد |      |
| ۳     | برہمن                        | ۱۶۸        | ۱۶۸۶      | ۲۱۵  | ندارد      | ندارد |      |
|       | جنوبی ہند                    | ۱۶         | ۱۱۱۶      | ۱۲   | ۵۱۵        | ۵۱۵   |      |
| ۱     | مرہٹے                        | ۴۱۹        | ۳۱۸۵      | ۳۱۲  | ۵۱۲۳       | ۵۱۲۳  |      |
| ۲     | مدرا سی ملتان                | ۳۱۵        | ۲۱۴۱      | ۲۱۱۳ | ندارد      | ندارد |      |
| ۳     | مال                          | ۲۱۵        | ۲         | ۱۱۶۴ | ندارد      | ندارد |      |
| V     | برہمن (یعنی برہمن کے باشندے) | ندارد      | برائے نام | ۱۰۰  | ۳          | ۳     |      |

ان اعداد سے پنجابی مسلمان اور سرحدی پٹھانوں کی تعداد میں کوئی اضافہ پایا جاتا ہے۔ سکھوں کی حیثیت برہمنوں سے نہیں ملتی ہے۔  
 کی برہمن پر ہو گئی ہے اور یوں سکھ برہمنوں اور سرحدی مسلمانوں کی تعداد نہایت کم ہو گئی ہے۔  
 فریت کے لحاظ سے تجزیہ کر کے ڈاکٹر امبیڈکار اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مسلمانوں کی تعداد پیدل فوج میں ۳۰ فیصدی (اگر گورکھے  
 شامل نہ کیے جائیں) ورنہ ۳۰ فیصدی (اگر سواہوں میں ۳۰ فیصدی ہے۔ علاوہ ایک فیصدی پیدل کے جو دہلی کے قریب دھوار  
 کے قریب پیدل فوج کے تمام مسلمان اور ۱۰ فیصدی سوار فوج پنجاب اور سرحدی صوبے کے مسلمانوں سے مرکب ہے۔  
 مرکزی اسمبلی کے ممبروں کے استفسار کے باوجود مسئلہ سے بعد کے فوجی اعداد و شمار گورنمنٹ نے ظاہر نہیں کئے۔  
 سرسکند حیات خان نے ایک پنجابی مسلمان کی حیثیت سے ہندوستان کے لئے ایک وفاقی سلطنت کا خاکہ بنایا تھا جس میں یہ  
 شرط رکھی تھی کہ ہندوستانی فوج میں مختلف قوموں کا تناسب ہر صورت میں وہی رکھا جائے جو جوری مسئلہ کی ہندوستانی فوج  
 میں ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا تناسب فوج میں یقیناً اتنا زیادہ تھا کہ انہیں یہ شرط لگانا پڑی۔ مسلمانوں کے  
 علاوہ مسئلہ میں ۱۱/۵۰ فیصدی سکھ سپاہی بھی پنجاب کے تھے۔ لہذا ہمارے کہ سب سے پہلے انہیں ہندوستانی



فوج کے بہت زیادہ لوگ اپنی دکانوں سے بطرف کدے جائیں گے اور اسلامی ریاستوں کو ان سب بطرف کدے جانے پر توجہ دینی پڑے گی۔

یہ سچ ہے کہ جنگی اور غیر جنگی فوجوں کی تفصیلات محض محبت پسندی کا نتیجہ ہے جس کا ایک مقصد پنجابوں کو ان کی فدا کیے جانے والے انعام دینا اور موہبت پر دہار کے باشندوں کو ان کا بغاوت اقامہ کے لئے سزا دینا تھا جو ان سے خدا کے سلسلے میں بھول تھے۔  
 سنا کہ کسی تاریخی یا حقیقی بنیاد پر نہیں ہیں اور اس سے شاید کوئی قوی حکومت اسے بدتر نہ سمجھے۔ اگر تجارہ نہ ہو تو مالکانہ زمینیں  
 مناسب ہر عصبہ کی آبادی کے لحاظ سے نہ ہینگے لیکن ان کی تعداد میں تعین یا زیادتی کی ایک نہ ہوگی بلکہ آہستہ آہستہ اثر و عمل  
 جائے گا۔ پروفیسر کوپ ہندو کے کہنے کے فوج میں مسلمانوں کا تناسب جو ۱۹۱۲ء میں ۱/۱۰ تھا اور اب ۲۰ فیصدی ہے یہ  
 ۲۵ فیصدی سے بھی کچھ کم کر دیا جائے گا تو اس کا اثر پنجابیوں کے طرز زندگی پر کافی اثر پڑے گا کیونکہ ان کا ایک بڑا حصہ  
 پروگرام کرتا ہے۔ اب یہ خیال کر لیں کہ بات سہ کر جب بٹوارے کی وجہ سے آٹھ ہندوستان میں پنجابی مسلمانوں کی آمدنی کا  
 دروازہ باطل ہی بند ہو جائے گا تو ان کی حالت کس قدر خراب ہو جائے گی۔

کہا جاسکتا ہے کہ اگر اب حکومت ہند کی فوج میں ہیں وہی اپنی اسلامی ریاستوں میں بھرتی ہو جائیں گے۔ یہ بیشک  
 ہے لیکن اس صورت میں چھٹی ہی سطر ریاست کیلئے ان تمام لوگوں کو اپنی فوج میں جگہ دے دی جائے گی جو ہندوستانی فوج سے بطرف  
 ہوں گے اور اگر اتنی فوج رکھ بھی لے تو اس کا بار انھیں کی گردن پر پڑے گا جس سے بغیر غیر مسلم حصہ کو کوئی واسطہ نہ ہوگا۔ اس  
 طرح گویا مسلم طاقت کا جو نقصان ہوگا وہی غیر مسلم طاقت کا فائدہ ہے کیونکہ وہ یہ دیکھ کر ایک ریاست اپنی فوج پر فخر کرے گی  
 دوسری ریاست ان لوگوں پر فخر کرے گی جو اس کی آمدنی میں اضافہ کرتے ہوئے ہوں گے۔

(۵) کہا جاتا ہے کہ ہند بٹوارے کے مسلمانوں کو اقتصادی خود انحصاری دے گا۔ یہ سچ ہے۔ اقتصادی مسئلہ کی دو صورتیں  
 ایک سرکاری نوکریوں کا فقدان اور دوسری صنعتی ترقی کے ذریعہ اقتصادی فائدہ اٹھانا۔ ہندو ملک میں صورت کا نقصان خود  
 اسلامی ریاستیں تمام ہونے کے بعد اس سے علماء کی حالت بہتر ہونے کے بہت امکان ہے اور ان کی دیگر کارروائیوں کی قدر و  
 کے تناسب سے ہمیں سہ چار گروہ مناسب اور غیر منصفانہ بھی ہونے چاہئے تو ان کی حالت بھی سے لیں جب تک کہ یہ سچ نہ کہہ لیا جائے  
 کہ غیر مسلموں کو سرکاری نوکریوں میں جگہ ملے گی۔ اس کا جواب اس میں ہے کہ ان کی تعداد انھیں محض فرق مذہب کو  
 بہت شمار کیا جائے گا۔ یہ انھیں نہیں سمجھا جائے گا کہ ان کی حالت میں زیادہ حد تک بہتر ہو سکتی ہے۔ علاوہ اس کے یہ  
 بھی یاد رکھنی چاہئے کہ ہندو فوج میں مسلمانوں کی حالت میں زیادہ حد تک بہتر ہو سکتی ہے۔ علاوہ اس کے یہ  
 اور حالت کے لئے ۱۰ فیصد کی رقم کی ضرورت ہے۔

جو اگر غیر مسلم طاقت میں ملنا مناسب مسلمانوں یا مسیحیوں کے لئے ہوگا اس سے انھیں ایسا نہیں ملے گا جس سے ان کے  
 کیلئے میں آسانی ہوگی۔ یہ حالت اس کے بغیر غیر مسلم ریاست میں جو کہ مسلمانوں کی تعداد کم ہے اس کے ساتھ چھوٹی ہے  
 وہ اپنے مطالبات کا یہ استغناء اور اور حکومتوں کی پیشکشیں مسلمانوں کا مناسب ہوگا کہ ان کے لئے



وہیں فرمایا جاسکتا۔ بخلات اس کے بٹوارے کے خلاف بڑی محفول و تہیں ہیں جن میں چاند کا اختصار کے ساتھ یہاں ذکر کیا جاسکتا ہے۔

(۱) چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستوں کے دن اگر ابھی نہیں تو رہائے ہیں۔ حال کے واقعات سے یہ ہے کہ چھوٹی ریاستیں اپنی مفاہات کو کبھی نہیں سکتیں بڑی بڑی ریاستوں کو اپنی آزادی پر قہر رکھنا مشکل ہے۔ اس سے آج کل کا سیاسی رجحان مختلف ریاستوں کو جمع کرنے کی طرف زیادہ ہے اور اگر بڑی ریاستوں سے بھی بڑے کوئی عظیم تر ریاست کا قیام عمل میں آجائے تو انھیں انھیں کا مقام نہ ہونا چاہیے۔ ایسی صورت میں یہ زبردست غلطی ہوگی اگر ہندوستان کو متحد چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک بار جم بٹوارے پر آگے تو ہندوستان نہ صرف مسلم و غیر مسلم ریاستوں میں بٹ جائے بلکہ ان مسلم و غیر مسلم ریاستوں کے بھی حصے ہو جائیں گے جس سے دلیان ملک کی مختلف ریاستیں ایک ایک طرف بھٹائی ہندوستان بھی کٹ کٹ کے بٹ جائے۔ ایسی حالت میں ہندوستان کی مثال ایک ایسے مکان کی ہوگی جس میں کچھ نہ ہو اور جو کچھ ملکی طاقتوں کی ریشہ دوانیوں کا شکار بنا رہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ یہ چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستیں کوہ ہاری حملوں سے اپنی دفاع کرنے کے ناقابل اور باہریوں کے اشارے پر ایک دوسرے کے خلاف جنگ کرنے پر مجبور ہوں گے۔

(۲) بیجا طور پر سارے ملکی وسائل سب کے فائدے کے لئے زیادہ بہتر طریقہ سے استعمال میں لائے جائیں گے۔ اگر سب مل جل کر، منہس خوشی، اس میں مدد کریں، یہ نسبت اس کے دو خود مختار ریاستیں قائم کر لی جائیں جس میں ہندوستان متحدہ ملحدہ بٹ جائے کی وجہ سے اتنا مفید نہیں ہو سکتے۔ دو ریاستوں کا محض خود مختار ہونا ہی ایک ایسی بڑی دیوار ہے جو مل جل کے کام کرنے میں عاجز ہو جائے گی۔

ہندوستان کے سے وسیع ملک میں قدرتی دولتیں بھیلی ہوتی ہیں۔ اس ملک کے مختلف حصوں میں یہ تقسیم ہو جائے ہے یہ ہوگا کہ ہر حصہ یا ریاست اپنی بعض بہت اہم اور ضروری چیزوں کے لئے دوسرے کی دست نگر رہے گی۔ نتیجہ کچھ اچھا نہ ہوگا۔ یہ امر کہ اسلامی مغربی و مشرقی علاقے اس بٹوارے میں سب سے زیادہ نقصان اٹھائیں گے ہیں اور بیان ہو چکا ہے۔ در اس کا بھی ہم ذکر کر چکے ہیں کہ اسلامی ریاستوں کے پاس سرمایہ بھی اتنا نہ ہوگا کہ عدا اور دفاع کا خرچ برداشت کر سکیں۔

(۳) ہندوستان کی سب سے بڑی ضرورت اس وقت یہ ہے کہ ملکی ترقی پر زیادہ سے زیادہ خرچ کیا جائے۔ بھلائی حکومت نے اپنے کو کم و بیش پولیس کی حکومت سمجھا ہے جس سے ملکی ترقی کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ اس نقصان کے پورا کرنے کے لئے سارے ملک کو توجہ کرنا ہے جس سے اسلامی ریاستیں بھی مستثنیٰ نہیں لیکن ریاستوں کا بٹوارہ ان کی بہت بڑا اثر ڈالے گا جس میں اس رفتار ترقی میں روڑا اٹکے گا۔ پھر وسائل گھٹ جائے گے باعث دونوں ریاستوں کو اس میں خرچ کے لئے بھی کافی رقم نہ میسر ہو سکے گی۔



(۴) ایک فرد کا نیا بھائی جس سے اسلامی مالک بھی ملے گا نہیں ہے کہ سیاست اور اقتصادیات کو مذہب سے جدا کر دیا جائے۔ مسلم لیگ اور پاکستان کے نام پر اب تو اٹھ گچہ بن گئی ہیں۔ کہیں اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ لیگ تمام اسلامی حکومتیں اور یہاں کی عیسائی حکومتوں کی طرح دنیا دار اور مذہب ہونی چاہی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ممکن ہے کہ ہندوستانی مسلمان وقت کے اس بچے ہوئے دعا سے گواہ بن جائیں اور ہندوستان میں مالگیر بن جائیں؟

(۵) یہ بات تو سب ہی جانتے ہیں کہ بٹوارے کی اس فوجی سب غیر مسلموں اور کچھ مسلمانوں نے بھی سخت مخالفت کی ہے۔ مجھے یہاں فیصلہ کرنا نہیں کہ آیا مسلم لیگ مسلمان اکثریت کی نایاب دعا پر حلت ہے یا بغیر العنصر از جمعیت المؤمنین جس اسرارِ شریف مسلمانوں کے گروہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس و دوسری جماعتیں تھیں اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ آخر الذکر تمام جماعتوں نے بٹوارے سے شدید اختلاف کا اظہار کیا ہے۔ پھر مسلمانوں میں صورت حال ایسی ہے کہ ہندوؤں اور سکھوں نے صاف صاف پاکستان کی مخالفت کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بٹوارے کے مسئلہ پر بھارتیوں اور دھارمکوں کا اتحاد اتنے ہی خراب ہوتے جتنے ہیں گے۔

یہ تو کہا نہیں جاسکتا کہ ایسا کیا ہو گا لیکن اتنا ضرور ہے کہ پاکستان ہنسی خوشی حاصل نہیں کیا جائے گا اور اگر یہ تو بڑی منظر بھی ہوگی تو بٹوارے کے بعد بھی ایک دوسرے کے خلاف یہ بے اعتباری دونوں کے دلوں میں قائم رہے گی۔ یہ امید کہ بٹوارہ ہو جائے کے بعد دونوں کے فباڑے دھل جائیں گے محض سوچ و گمان ہے۔ امکانات تو ایسی کے زیادہ ہیں کہ یہ بے اعتباری اور کینہ یہاں تک بڑھے کہ دونوں ریاستوں کو فوجوں کی ٹکر پڑے اور اگر یہ نہ بھی ہو تو اقتصادی مقابلہ یا مسلحی جنگ کا ہونا ناگہن نہیں۔

(۶) اس تمام جنگ و جدل، کینہ پروری اور بغض سے اقلیتوں کی حالت پر زبردست اثر پڑے گا۔ اسلامی اور غیر اسلامی ریاستوں کے اس تصادم کا یہ نتیجہ ہو گا کہ جو ہندو دیاں ایک دوسرے کے دلوں میں اقلیتوں کے لئے ہیں وہ بھی ختم ہو جائیں گی اور اقلیتوں کا آج کل سے بھی بُرا حال ہو جائے گا۔ یہ صورت حال بٹوارے کی منظر کی حالت میں غیر مسلم اقلیتوں پر تو زبردستی نازل کی جائے گی۔ لیکن مسلمان اقلیتیں بیشک اسے فوجی مول لیں گی اور کسی دوسرے پر اس کا الزام نہیں لگا سکیں گی۔

نیازیانہ  
ڈاکٹر قاضی عبدالغفار

گزشتہ چند سال میں ترقی پسند ادب کی تحریک نے اپنی کافی ترقی کر لی ہے کہ اس کی ترجمان کے لئے متعدد رسائل کا ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ چنانچہ اس خیال کے تحت قریباً دو سو سال پہلے کے ایک مسلمان رسالہ "نیازیانہ" جاری کیا گیا ہے جسے بعض مشاہیر اہل قلم مثلاً ڈاکٹر عبدالحق، پروفیسر احسان حسین، کرشن چندر اور فضل الرحمن صاحب (حیدر آباد) کی مدد سے جاری کیا گیا ہے۔

اس کا پہلا شمارہ ادا حسنہ فردی میں شائع ہو گا۔ اس وقت کے کہ ملک کے وہ اہل قلم جن میں اردو ادب اور ادبی تنقید پر بڑی اہمیت ہے، اس طرح توجہ کر کے جلد از جلد اسے، معارف اور تعلیمی خدمات فراہم کر اپنے شعور کو

میکر "نیازیانہ" مکرم جہاں روڈ۔ حیدر آباد... دکن

# ہمارے کتابیں

## اردو کی عشقیہ شاعری

اردو کی عشقیہ شاعری کی آوازیں اعلیٰ اور اعلیٰ تھیں۔ ان کی شاعری میں عشق و محبت کے لیے نئی نئی  
 کی مثال ہے عشق و محبت کے معاملات پر جنگ میں کتاب کی شاعری ہے۔  
 قیامت و دوزخ

اصغر گونڈوی اور ادیب بھی ان کے شمع سخن کے اس شعلے سے فروزاں کیا کہ ان کی  
 غزلوں میں عشق و محبت کی شاعری ہے۔ ان کے غزلوں کی شاعری ہے۔ ان کے غزلوں کی شاعری ہے۔  
 قیامت و دوزخ

## اصغر گونڈوی

اصغر گونڈوی ایک شاعر ہیں۔ ان کے غزلوں میں عشق و محبت کی شاعری ہے۔ ان کے غزلوں کی شاعری ہے۔  
 قیامت و دوزخ

## اردو شاعری کی ذہنی تاریخ

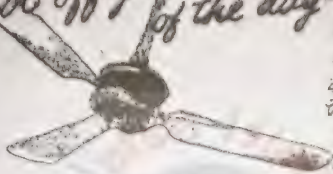
اردو شاعری کی ذہنی تاریخ میں جو مہم رہ چکی ہے وہ بہت کم لوگوں کو شہید ہو  
 چکی ہے۔ ان کی شاعری میں عشق و محبت کی شاعری ہے۔ ان کے غزلوں کی شاعری ہے۔  
 قیامت و دوزخ

اردو شاعری کی ذہنی تاریخ میں جو مہم رہ چکی ہے وہ بہت کم لوگوں کو شہید ہو  
 چکی ہے۔ ان کی شاعری میں عشق و محبت کی شاعری ہے۔ ان کے غزلوں کی شاعری ہے۔  
 قیامت و دوزخ

اردو شاعری کی ذہنی تاریخ میں جو مہم رہ چکی ہے وہ بہت کم لوگوں کو شہید ہو  
 چکی ہے۔ ان کی شاعری میں عشق و محبت کی شاعری ہے۔ ان کے غزلوں کی شاعری ہے۔  
 قیامت و دوزخ

Cool off your cares of the day-

اور پیلکوپچھتر کے



کے سب کام اور قہر کی تمام طاقت ختم ہو جائی  
پیلکوپچھتر کی چمک سے بچے اپنے اندر مکان کو کاتر  
پچھتر کے پچھتر کے قابل اعتقاد ہستی ایک رزمی  
محل سے پہلے رہتے اور انداز ناداری سے کٹھا  
ہوئی تھیں کچھ فدا کی دیر میں بڑے سب کو کٹھا  
ہوئی تھیں کچھ فدا کی دیر میں بڑے سب کو کٹھا

بہت استعمال ہونے والے ہیں۔ ان کے استعمال سے آپ کی زندگی میں ایک نیا رنگ پڑے گا۔

پیلکوالکٹریکل انڈسٹریز لمیٹڈ

لاہور - امرتسر - بمبئی

PELICO

Ceiling Fan

فیصل آباد

ہندوستانی حکم نامہ سازی کے ایک نئے معیاری ادارے کا قیام

پرستی :- ہمارا جہجیت سنگھ صاحب بہادر وائسی کپور قلعہ ایٹھ

کمانی اسکالے دگانے  
بروفیسر واقف مرد آبادی

پہل تصویر راج ہٹ

صادق علی

ڈیوس ڈائریکٹر

میں سے لے گئے



# تندرستی

کیونکہ قاضی کا تعلق ہے جبکہ طبیب نہ کہے اور دوا بھی نہ ملے یا مریض کو حکیم ہی عطا کیے۔ یہی پاکیزہ خیال آنا تھا کہ حکیم ہیں  
خاں صاحب مرحوم نے سن ۱۳۳۰ء میں ہندوستانی دواخانہ دہلی کو قائم کیا۔ کئی دوا میں میسر آئیں ماسوائے  
آیور ویدک اینڈ یونانی طبیہ کالج دہلی کی بنیاد رکھی تاکہ مستند حکیم و وہیہ ملک کی خدمت کر سکیں۔ اور صاف  
اعلان کر دیا۔ کہ ہندوستانی دواخانہ دہلی کا کل نفع کالج پر صرف ہو۔ اپنی عمر کا اندرون بولانی نمونہ  
جات تھے۔ صرف ہندوستانی دواخانہ کو عطا فرمائے۔ تاکہ ہندوستانی دواخانہ کی آمدنی اتنی کافی ہو جائے  
کہ کالج خیر کی امداد کے جلتا ہے حتیٰ کہ یونیورسٹی کے درجہ تک پہنچ جائے۔

آج ہم فخر محسوس کرتے ہیں کہ حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم کے صاحبزادے مسیح الملک حکیم جلیل صاحب  
اپنے والد مرحوم کے ہندوستانی دواخانہ دہلی اور طبیہ کالج دہلی کی سرپرستی جس بی ہدانہ سرگرمی سے کر رہے ہیں۔  
اس کے نتائج اسے شاندار کہ عنقریب وہ وقت آئے والا ہے کہ طبیہ کالج یونیورسٹی کا درجہ حاصل کر لے گا اور  
یہ سب نتیجہ حکیم صاحب مرحوم کے غلوں اور آپ کی امداد سے ہوگا۔

## چند مخصوص اور مجرب دوائیں پیش کی جاتی ہیں

















یہ کتاب ایک ایسی کتاب ہے جس میں جو بھی اس میں پڑھے اس کے دل میں ایک عجیب سی بات پیدا ہوگی۔ یہ کتاب اس کے دل میں ایک عجیب سی بات پیدا ہوگی۔ یہ کتاب اس کے دل میں ایک عجیب سی بات پیدا ہوگی۔

یہ کتاب اس کے دل میں ایک عجیب سی بات پیدا ہوگی۔ یہ کتاب اس کے دل میں ایک عجیب سی بات پیدا ہوگی۔ یہ کتاب اس کے دل میں ایک عجیب سی بات پیدا ہوگی۔

(۲)

## علی گڑھ اسکیم

اس اسکیم کے تحت علی گڑھ کی یونیورسٹی کے زیرِ نگرانی ایک مدرسہ قائم کیا جائے گا۔ یہ مدرسہ اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوگا۔ یہ مدرسہ اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوگا۔ یہ مدرسہ اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوگا۔

## ۱۔ پاکستان

اس اسکیم کے تحت پاکستان کے مختلف علاقوں میں مدرسے قائم کیے جائیں گے۔ یہ مدرسے اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوں گے۔ یہ مدرسے اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوں گے۔ یہ مدرسے اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوں گے۔

## ۲۔ بنگال

اس اسکیم کے تحت بنگال کے مختلف علاقوں میں مدرسے قائم کیے جائیں گے۔ یہ مدرسے اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوں گے۔ یہ مدرسے اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوں گے۔ یہ مدرسے اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوں گے۔

## ۳۔ ہندوستان

اس اسکیم کے تحت ہندوستان کے مختلف علاقوں میں مدرسے قائم کیے جائیں گے۔ یہ مدرسے اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوں گے۔ یہ مدرسے اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوں گے۔ یہ مدرسے اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوں گے۔

## ۴۔ حیدرآباد

اس اسکیم کے تحت حیدرآباد کے مختلف علاقوں میں مدرسے قائم کیے جائیں گے۔ یہ مدرسے اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوں گے۔ یہ مدرسے اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوں گے۔ یہ مدرسے اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوں گے۔

اس اسکیم کے تحت حیدرآباد کے مختلف علاقوں میں مدرسے قائم کیے جائیں گے۔ یہ مدرسے اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوں گے۔ یہ مدرسے اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوں گے۔ یہ مدرسے اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوں گے۔

## ۵۔ دہلی

اس اسکیم کے تحت دہلی کے مختلف علاقوں میں مدرسے قائم کیے جائیں گے۔ یہ مدرسے اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوں گے۔ یہ مدرسے اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوں گے۔ یہ مدرسے اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوں گے۔

بحری آبادی - اگر ۲۶ لاکھ مسلمان ۲۵ لاکھ مسلمان کا تناسب - وہ فی صدی -

۴۔ الالبار

اس صفت میں ۱۵ لاکھ اور چولی کنارہ پرکار

بحری آبادی - ۲۶ لاکھ مسلمان ۲۵ لاکھ مسلمان کا تناسب - وہ فی صدی -

۵۔ آزاد شہر

میں وہاں میں تھے شہر ہرگز اس سے زیادہ آبادی رکھتا تھا ان کے 'میں' (FREE LITV) اور یہاں  
 وہ دور بعد ایک حکومت کی ابتدا کر سوس۔ ان آزاد شہر میں تھے بحری جو  
 میں اس وقت مسلمان کچھ سے بڑے ہیں وہ اس سے صرف کہ وہ آزاد شہر تھے ان کے  
 یہاں یہ ایک صوبہ ذیلی ڈویژن کے ذریعہ آسانی سے جو ہیں آئے گی۔

| درجہ اولیٰ و ثانیہ | فی صدی | نقطہ  |
|--------------------|--------|---|
| ۲۰                 | ۹۰     | (۱) پاکستان میں صوبہ سرحدی سندھ، بلوچستان، پنجاب اور ریاستیں شامل ہیں۔    |
| ۲۳                 | ۵۶     | (۲) بنگال   |
| ۹۰                 | ۱۰     | (۱) ہندوستان میں صوبہ متحدہ، بازار، اڑیسہ، بیٹی، مدراس و سی 'پلی' وسط ہند |
| ۷۶                 | ۲۸     | (۲) دہلی  |
| ۷۳                 | ۲۶     | (۳) الالبار   |
| ۹۳                 | ۷      | حیدر آباد (۱) کوہ نما حافظہ قرار دیا گیا ہے                               |

مرکز

مرکز کی شہر کی تعلق، دوسرے اہل جان کوئی صاف چیز نہیں پیش کرتے۔ ہر حال آپ فرمائیے کہ اندر جہاں ایک رات تمام وہاں سے





یہ نعرے لگاتے ہوئے ان لوگوں نے جیل کی طرف رخ کیا۔ ان کے ہاتھ میں لکڑی کی چٹائی تھیں۔ ان کے پاس ایک چھوٹی سی جگہ تھی جہاں ان کو بیٹھنا پڑا۔ ان کے پاس ایک چھوٹی سی جگہ تھی جہاں ان کو بیٹھنا پڑا۔

(۶) ہندوستان کی آزادی ہمیشہ کیلئے مسدود رہ جاتی ہے۔

۱۔ پاکستان اور شمال مغربی علاقہ کا رشتہ اور آگیا ہے جو مسلمانوں کی جدوت و محنت و فطرت و جہان ہے۔ جسے  
شہادت و شہادت برہان، پاکستان کا یہ نام ہی ہندو اور دیگر جانتے ہیں اور ان میں ہندو، مسلمان، اور انہوں نے  
فطرت نہیں بلکہ اسے ساری قوم کو چاہیے۔ پھر یہ فطرت و ملت جو اسے جانتے ہیں، وہ ان کے اور ذات پر ہی مسلمانوں  
مست آگے ہے۔ ان کی اتنی بڑی تعداد میں کہ وہ توں میں موجود کی کسی بھی اسلامی حکومت کو قائم کر سکیں گے۔

سیکندر اکیم (۳)

یہ یکساں ہر سمت، ہر جگہ، ہر طرف، ہر جگہ کے لئے ایک ہی ہے۔ اس کو ہم **ISOTROPIC** کہتے ہیں۔  
اس ایکسٹینشن میں ہر سمت کے لئے ایک ہی ہے۔ اس کو ہم **HOMOGENEOUS** کہتے ہیں۔

منطقه

میں ہیں آسام اور بنگال ایک بار دہختری، غفلت کے اسوۂ کے مورچہ اور جگہ راگی ریاستیں اور سنگم شال ہنگام۔

منطقه ۲

بہارِ اتریسہ کے صوبہ میں جنگوں کے دو اضلاع بھی شامل کیے جائیں گے۔

منطقة ٣

صوبہ متحدہ اور اس کی تمام ریاستیں۔

نظرة

صوبہ مدراس، مدراس کی ریاستیں

منطقة

میں میں بھی جیسا آباد، اخفی مذکورہ کہ ریاضتیں، صوفیہ میں کی ریاضتیں، میسور اور صوفیہ متوسط کی ریاضی رہا میں شاہ مولیٰ

مطابق

عجیبانگ۔ ایسٹن دیکنیئر اور جینئیر کے پاسوا : نگر الباز وسط ہند کی ۔ ایسٹن اور موبہ مارے وائرس کی ۔ رایشیں اور سوسائٹیز میں اور بار

اس خطے میں صوبہ پنجاب اور صوبہ سرحد کا اندھا اکثریت ملو جہاں صوبہ پنجاب کی ریاستیں اور پکا خیر اور صلیبی کی ریاستیں شامل ہیں۔

یہ انکم کی گارنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۷ء کی ترمیم ہے۔ اس کے تحت اس کی گرانٹیں جو اس کی پیش رو میں تھیں۔ ایک آف انڈیا  
پارلیمنٹ کے پاس آجائے۔ یہ ایکٹ ۱۹۷۱ء کے ایک ایسے ایسے (REGIONAL LEGISLATURE) بھی ملتا ہے  
اس میں اس کے تحت اس کی گرانٹیں جو اس کی پیش رو میں تھیں۔ ایک آف انڈیا پارلیمنٹ کے پاس آجائے۔ یہ ایکٹ ۱۹۷۱ء کے ایک ایسے ایسے (REGIONAL LEGISLATURE) بھی ملتا ہے  
یہ انکم کی گارنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۷ء کی ترمیم ہے۔ اس کے تحت اس کی گرانٹیں جو اس کی پیش رو میں تھیں۔ ایک آف انڈیا  
پارلیمنٹ کے پاس آجائے۔ یہ ایکٹ ۱۹۷۱ء کے ایک ایسے ایسے (REGIONAL LEGISLATURE) بھی ملتا ہے  
اس میں اس کے تحت اس کی گرانٹیں جو اس کی پیش رو میں تھیں۔ ایک آف انڈیا پارلیمنٹ کے پاس آجائے۔ یہ ایکٹ ۱۹۷۱ء کے ایک ایسے ایسے (REGIONAL LEGISLATURE) بھی ملتا ہے











# آزادی کا شعلہ نواں



شعلہ نواں

# عزلی

گاہے۔۔۔ پروڈیوسر۔۔۔ ڈبلیو۔۔۔ رڈ، احمد

ذیل  
**میرا کہانی**

میواڑ کی شہزادی، شہید سنت اور شاعر کی

ہیں کے کردار کو بہ سخی اور کارہ پینا  
نے انہی کے کہنے سے یہ کہانی کے علاوہ

پہلیز، بھارت بھوشن، ممتاز تیواری، مینا  
حمیدہ اشقیام، اقبال

پروڈیوسر ڈاکٹر۔۔۔ احمد

جوش، بھرتیاں، اختر ایمان، جیٹا  
موسیقی۔۔۔

ایں کے۔۔۔ پال  
ڈاکٹر کشت۔۔۔

موہن و دھوانی

☆ رنیو کا دیوی

مسود پرویز۔ تیواری۔ بھرت ویاں

ڈیوڈ کتھانا۔ راہکاری سکلا دین

پیشانی

پیشانی

پیشانی

پیشانی

پیشانی

پیشانی





# یورپ میں اقلیتوں کا مسئلہ

از ادارہ نئی زندگی

اقلیتوں کا مسئلہ۔ یورپ میں اقلیتوں کا مسئلہ ایک عظیم الشان مسئلہ ہے۔ اس کا حل ہونا ہی یورپ کی وحدت کا ضامن ہے۔ یورپ میں مختلف قومیں، مذاہب، زبانیں اور رنگینیاں رہتی ہیں۔ ان میں سے کچھ اقلیتوں کی شکل میں آباد ہیں۔ ان اقلیتوں کو ان کے حقوق کی ضمانت دینا اور ان کے مسائل کو حل کرنا یورپ کی وحدت کے لیے ایک عظیم الشان مسئلہ ہے۔

یورپ میں اقلیتوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اس کی وجہ سے یورپ میں کشمکش اور تنازعہ پیدا ہو رہا ہے۔ اقلیتوں کو ان کے حقوق کی ضمانت دینا اور ان کے مسائل کو حل کرنا یورپ کی وحدت کے لیے ایک عظیم الشان مسئلہ ہے۔

یورپ میں اقلیتوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اس کی وجہ سے یورپ میں کشمکش اور تنازعہ پیدا ہو رہا ہے۔ اقلیتوں کو ان کے حقوق کی ضمانت دینا اور ان کے مسائل کو حل کرنا یورپ کی وحدت کے لیے ایک عظیم الشان مسئلہ ہے۔

یورپ میں اقلیتوں کا مسئلہ ایک عظیم الشان مسئلہ ہے۔ اس کا حل ہونا ہی یورپ کی وحدت کا ضامن ہے۔ یورپ میں مختلف قومیں، مذاہب، زبانیں اور رنگینیاں رہتی ہیں۔ ان میں سے کچھ اقلیتوں کی شکل میں آباد ہیں۔ ان اقلیتوں کو ان کے حقوق کی ضمانت دینا اور ان کے مسائل کو حل کرنا یورپ کی وحدت کے لیے ایک عظیم الشان مسئلہ ہے۔

یورپ میں اقلیتوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اس کی وجہ سے یورپ میں کشمکش اور تنازعہ پیدا ہو رہا ہے۔ اقلیتوں کو ان کے حقوق کی ضمانت دینا اور ان کے مسائل کو حل کرنا یورپ کی وحدت کے لیے ایک عظیم الشان مسئلہ ہے۔

یورپ میں اقلیتوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اس کی وجہ سے یورپ میں کشمکش اور تنازعہ پیدا ہو رہا ہے۔ اقلیتوں کو ان کے حقوق کی ضمانت دینا اور ان کے مسائل کو حل کرنا یورپ کی وحدت کے لیے ایک عظیم الشان مسئلہ ہے۔

یورپ میں اقلیتوں کا مسئلہ ایک عظیم الشان مسئلہ ہے۔ اس کا حل ہونا ہی یورپ کی وحدت کا ضامن ہے۔ یورپ میں مختلف قومیں، مذاہب، زبانیں اور رنگینیاں رہتی ہیں۔ ان میں سے کچھ اقلیتوں کی شکل میں آباد ہیں۔ ان اقلیتوں کو ان کے حقوق کی ضمانت دینا اور ان کے مسائل کو حل کرنا یورپ کی وحدت کے لیے ایک عظیم الشان مسئلہ ہے۔

یورپ میں اقلیتوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اس کی وجہ سے یورپ میں کشمکش اور تنازعہ پیدا ہو رہا ہے۔ اقلیتوں کو ان کے حقوق کی ضمانت دینا اور ان کے مسائل کو حل کرنا یورپ کی وحدت کے لیے ایک عظیم الشان مسئلہ ہے۔

یورپ میں اقلیتوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اس کی وجہ سے یورپ میں کشمکش اور تنازعہ پیدا ہو رہا ہے۔ اقلیتوں کو ان کے حقوق کی ضمانت دینا اور ان کے مسائل کو حل کرنا یورپ کی وحدت کے لیے ایک عظیم الشان مسئلہ ہے۔











ملا کر دیکھو کہ ان کی ہی گھنٹی بجی ہوئی ہے۔ ان کی حکومت اور سیاست کیسے چلتی ہے۔ یہ بھی دیکھ لیں  
 کہ یہ لوگ کتنے جھوٹے اور منافق ہیں۔ ان کی زبان پر تو اللہ کا نام ہے، لیکن ان کی دلالت یہ ہے کہ وہ اللہ سے نفرت کرتے ہیں۔ ان کی  
 روایتوں پر بھی غور کریں۔ ان کے ہاتھ میں تو اللہ کی کتاب ہے، لیکن ان کی دلالت یہ ہے کہ وہ اللہ کی کتاب سے نفرت کرتے ہیں۔ ان کی  
 ان غلطیوں کی وجہ سے۔

ہاں! یہ سب کچھ دیکھ کر ان کی ہی گھنٹی بجی ہوئی ہے۔ ان کی حکومت اور سیاست کیسے چلتی ہے۔ یہ بھی دیکھ لیں  
 کہ یہ لوگ کتنے جھوٹے اور منافق ہیں۔ ان کی زبان پر تو اللہ کا نام ہے، لیکن ان کی دلالت یہ ہے کہ وہ اللہ سے نفرت کرتے ہیں۔ ان کی  
 روایتوں پر بھی غور کریں۔ ان کے ہاتھ میں تو اللہ کی کتاب ہے، لیکن ان کی دلالت یہ ہے کہ وہ اللہ کی کتاب سے نفرت کرتے ہیں۔ ان کی  
 ان غلطیوں کی وجہ سے۔

یہ سب کچھ دیکھ کر ان کی ہی گھنٹی بجی ہوئی ہے۔ ان کی حکومت اور سیاست کیسے چلتی ہے۔ یہ بھی دیکھ لیں  
 کہ یہ لوگ کتنے جھوٹے اور منافق ہیں۔ ان کی زبان پر تو اللہ کا نام ہے، لیکن ان کی دلالت یہ ہے کہ وہ اللہ سے نفرت کرتے ہیں۔ ان کی  
 روایتوں پر بھی غور کریں۔ ان کے ہاتھ میں تو اللہ کی کتاب ہے، لیکن ان کی دلالت یہ ہے کہ وہ اللہ کی کتاب سے نفرت کرتے ہیں۔ ان کی  
 ان غلطیوں کی وجہ سے۔

یہ سب کچھ دیکھ کر ان کی ہی گھنٹی بجی ہوئی ہے۔ ان کی حکومت اور سیاست کیسے چلتی ہے۔ یہ بھی دیکھ لیں  
 کہ یہ لوگ کتنے جھوٹے اور منافق ہیں۔ ان کی زبان پر تو اللہ کا نام ہے، لیکن ان کی دلالت یہ ہے کہ وہ اللہ سے نفرت کرتے ہیں۔ ان کی  
 روایتوں پر بھی غور کریں۔ ان کے ہاتھ میں تو اللہ کی کتاب ہے، لیکن ان کی دلالت یہ ہے کہ وہ اللہ کی کتاب سے نفرت کرتے ہیں۔ ان کی  
 ان غلطیوں کی وجہ سے۔

## علحدگی کا قانونی حق

سوال کیا جا سکتا ہے کہ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ مسلمانوں کو کھنٹ کھنٹ کر کے قتل کر دیا گیا ہے۔  
 دوسری بات یہ کہ ان کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔

(۱) ایسا حق ہر انسان کا ہے۔ ہر انسان کو حاصل ہے۔ ہر چھوٹی مٹی کی دیوار کو نہیں ہے۔

(۲) ایسی بڑی دیواریں صرف گورنر ہیں۔ حالانکہ تو بیٹیں سیکڑوں ہیں۔

(۳) ان ریاستوں کی حکومت پر کھنٹ پڑی ہوئی ہے اور یہ پارٹی ایک مرکزی نظام کے تحت ہے۔

(۴) علحدگی کا حق بیس سال کے کھنٹ پر دیا گیا ہے۔ اور کھنٹ اسی کی تعلیم کے بعد دیا گیا ہے جب تک کہ اس میں کوئی غلطی  
 سے غفلت استعمال نہیں کیا جائے گا۔ یہ حق اس وقت دیا گیا ہے جب سربراہ داروں نے انہیں پیشہ وارانہ اور مذہبی پستوں کے اقتدار  
 اٹھا کر دیا گیا ہے۔ جس وقت یہ حجت پھیلنے لگی تو اس کی طرف سے علحدگی کا حق مانگ رہے تھے اس وقت یہ حق نہیں دیا گیا۔  
 کیا یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ انقلاب کے ذریعہ انہیں اور تباہی اور کشتیوں کے ذریعہ انہیں علحدگی کا حق دیتے ہیں اب اس حق کو کھنٹ





اردو زبان کا واحد سیاق و سباق

# نئی زندگی

تاسم غده ۱۹۳۱ء

باقی: ڈاکٹر سید محمود  
ایڈیٹر: سید انیس الرحمن

ہندوستان اور غیر ملک کے تازہ پائے سیاسی حالات پر ملک کے مختلف  
مقامات اور ہندوستان کے مختلف نئی زندگی میں چھپتے ہیں جو ہندوستان کے  
مسائل کے مقابلے میں سیاسی سرگرمیوں کا شعبہ نئی زندگی پر کئی مسو  
میں اضافہ کرانے اور سیاسی بحیرت حاصل کیجئے۔

چند سالہ پانچ روپے  
قیمت فی پرچہ ۸ روپے  
ملک غیر سے سالانہ چندہ ۹ روپے  
نئی زندگی کا ہر پرچہ اشترے میں محفوظ رکھنے کے قابل ہے۔  
تج ہی ایک کارڈ ملکہ کر خریدار بن جائے۔

## پبلیٹی کا بہترین ذریعہ

اردو خواں طبقے میں اور ملک کے بہترین تعلیم یافتہ اور ادبی سوسائٹیوں میں  
اپنی اشتر کو مقبول بنانے کے لیے نئی زندگی پبلیٹی کا بہترین ذریعہ ہے۔  
نرخ اشتہارات

پورا صفحہ ۳۵ روپے۔ نصف صفحہ ۲۰ روپے۔ پانچ صفحہ ۱۲ روپے  
ماہانہ اور دوسری مخصوص ملکوں کے نرخ ملندہ ہیں

نئی زندگی میں مستقل اشتہار دیکر بہترین فائدہ حاصل کیجئے

مینجی رسالہ نئی زندگی الہ آباد دہلی

اردو زبان میں بہترین سیاسی سرگرمیوں کا پتہ

# مکتبہ نئی زندگی

کاتھام

ملکت میں ہونے والی سیاسی جنگ و جدوجہد میں سیاسی بیداری کو بڑھانے کے  
لئے نئی زندگی نے قوم کو توجہ دینا اور معلومات کو بڑھانے کے  
سیاسی کتابوں کی اشاعت کا فیصلہ کیا ہے جو سب سے بڑی نئی زندگی  
تحریروں سے پاک ہوں اور عوام کی ذہنی تربیت اور سیاسی  
فہم پر توجہ دینا ہے۔ چنانچہ ہم نے ملک کے بہترین ادبی قلم  
ادوار، مفکرین، علمبرداروں اور دہلیوں و رہنماؤں سے ملک کے تازہ  
جوازہ سال پرچہ میں درج کیے گئے اشاعت حاصل کرنے کا انتظام کیا ہے۔

اس سلسلے کی پہلی کتاب

سید انیس الرحمن صاحب کی کہی ہوئی

## "اکستان چل نہیں پڑا"

ہوگی۔ جو تقریباً مکمل ہے تحریر تفصیلات کے لئے کارڈ ملکہ  
خریدار صاحب کارڈ ملکہ کرنا نام پر کارڈ کرنا  
مکتبہ نئی زندگی کا پورا خاکہ اور پرچہ گرام  
تازہ اشاعت میں درج کیا جائیگا

رسالہ نئی زندگی کے سالانہ خریداروں کو مکتبہ کی تمام کتابوں پر  
۲۵ فی صدی کی رعایت دی جائے گی

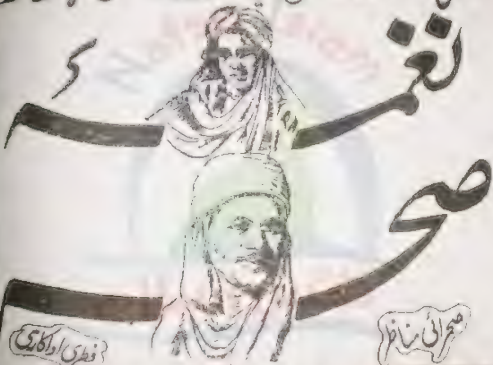
مینجی مکتبہ نئی زندگی۔ الہ آباد

مستر جگوان



مستر آنند بر موہم

# جاگ رتی پچھڑے کا تفصیل حیات شاہکار



فطری اداکاری

صحرائی مناظر

|   |   |   |
|---|---|---|
| <p>۱۲۰ کا س<br/>شہنشاہ فلم اسٹو<br/>مستر جگوان<br/>بست نواز جگوان</p> | <p>مرد - دنیا مری قوت و کامرانی کا پہلا نمونہ ہے؟<br/>عورت - دنیا کے شباب حسن کی خوش ترنوں کا ڈھیر نام ہے؟<br/>دیکھئے</p> | <p>تمیش نگار<br/>خوشید (بونس)<br/>کوٹا دیوی شانتا بیل<br/>کئی حسین چہرے جو آپ<br/>کی دنیا سے سکون میں<br/>تلاش کر رہے ہیں</p> |
|---|---|---|

یہ فلم ان ہی دو دعوں کے قدیمی اختلاف کے عکس جیس کی صحیح تشریح ہے

جی اے ففیلہ / جاگ رتی پچھڑے بی بی ۱۲ کو لکھئے





# رفیق بدن

موج تازہ قون۔ بارعب اور حسنہ ہفتہ بنانا بیکمال  
مکمل مردوں اور عورتوں پر شیدہ بنیادیں اور گنہگاروں کو دور  
کرنے کے لئے گیسٹ کے استعمال سے آدن میں دل و دماغ کا علاج

کے لئے اندر سے بخم کر لیتا ہے اور گنہگاروں کو دیکھ کر صورت کے آدن کو دل و جسم میں پکڑتا ہے۔ آدن بناؤں کر لیں ایک ماہ  
مضیق بدن استعمال کے بعد جسم میں کئی سالہ عادتیں برباد ہو کر نئے بن جاتی ہیں۔ دماغ اور دماغ کے  
استعمال سے ہر کام میں ترقی حاصل ہوتی ہے۔ عورتوں اور مردوں کی تمام عورتیں اور مردوں میں تمام کام میں ترقی حاصل ہوتی ہے۔  
سے پانا یا کام انجام دینے کے لئے عورتوں میں کئی سالہ عادتیں برباد ہو کر نئے بن جاتی ہیں۔ دماغ اور دماغ کے  
رہی صحت و دلچسپی اور وہ سے کئی سالہ عادتیں برباد ہو کر نئے بن جاتی ہیں۔ دماغ اور دماغ کے  
استعمال کا نتیجہ ہے۔

پستہ دو خانہ چشمہ صحت بازار سادہ کاراں لاہور

## ایک حیرت انگیز ایجنڈا

طلسی انگوٹھی

یہ انگوٹھی جادوگری اور سحر و جادو کی قوت کی مدد سے تواریک کی کہ ہے اور عجیب و غریب کرشمے دکھاتی ہے جو شخص اس انگوٹھی کو پہن لیتا ہے۔ وہ اپنے  
ہر مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ پہلے وہ چرخ شکر سے شعل اور آگ کے قاصدے امریکوں کو - جو اس کو بے دلا ہر قسم کے خطرات اور مایوسی  
سے محفوظ رہتا ہے اور وہ تو یہ ہے۔ شیعہ کی شانہ کی گزشتہ لاجبی میں برائیاں پکڑنا۔ عورت ہو یا مرد کئی ایجنڈا مہر سحر و جادو کی مدد سے۔ اس پر قلم  
پاٹنا اس انگوٹھی کو لائی کرشمہ ہے جو تیرے ہر دوش انگوٹھی پہنے تو اس کے سر پر ہوا کی لہرے اور اس کی فیر ہوو کی مدد سے اپنے کو اس قدر تعالیٰ میں لکھوس  
کر لیتے ہیں کہ اس کے سحر و جادو کی قوتیں تمام معلوم کر لیتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ عورت اور مرد دونوں پر اس کا اثر یکساں ہے گا۔  
آپ بہت، ڈگری اور عقدا تیرے کامیاب ہو کر کافی سے زیادہ دولت حاصل کر سکتے ہیں۔ یہی ہی بات میں اس انگوٹھی کو عجیب و غریب کرشمے  
کے لئے لکھوس کہ جس انگوٹھی آپ کو کھانا کا کام ہے۔ کیا بارش فرط ہے قیمت من چکر ہر دو گنا۔ اگر عادت ہونے پر حق کی دہائی کی ضرورت ہے۔

پستہ :- بی۔ پی۔ گپتا، میٹ (BEAT) نمبر ۳۹ - لاہور

سفر مال کبریا و جشن آفت ایشیا - بمبئی

زیر نسل است: چو پوری

استقامت حکومت

ای مری مانتا ہے کہ اس کی طرف سے  
کوسیتی ملاندا ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ  
کامی: احمد مدد  
رایات: بنیاد

آزمایش

دیشی کاس جوئی دیپ گہرے شات لوان مقبول  
خیر عریس اور اس میں

۱. هداياست  
 ۲. ...  
 ۳. ...  
 ۴. ...  
 ۵. ...  
 ۶. ...  
 ۷. ...  
 ۸. ...  
 ۹. ...  
 ۱۰. ...

تفہیم کا سر  
سے لے کر پوری دنیا تک  
ہر ایک کو پہنچانے کا

دلت کے دلائل حج پر ایک مدفن  
جس کے سنگسار وار

برائے معلومیت کے

سنٹرل رائل کارپوریشن، 104/108، دھواوی می ہسپیٹل

روح روشن مستقیل  
یعنی

عفی

مسلمانوں کی گذشتہ اور موجودہ ریاستیں زیرِ حاصل تھیں  
مسلم لیگ اور پاکستان کی فکر، جو پھر اب بھی رہی گئی ہے

مسلم لیگ اور پاکستان کی تاریخ و پس منظر پر چرچا میں دی گئی ہے

سید طفیل احمد منگھڑی زلیغ، مفت سازوں کا مخزن

فصلنامه علمی و پژوهشی

میں نے کاپی

نظامی پریس کھل چکی ہے بدایوں یوپی

آواز نسوانِ دھلی کا  
راجہ غلام حسین نمبر

[illegible]



